إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُم بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ

اللہ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور ان کے اموال خرید لئے ہیں اور

اس کے بدلے میں ان کے لئے جنت (تیار رکھی گئی) ہے۔ سورۃ توبہ، آیت ۱۱۱

جنت برائے فروخت

محمد سرور خان

قائم شدہ 2003ء

قرآنک بک فاؤنڈیشن

اور انہیں نصیحت کرو
اور ان سے ایسی باتیں کہو
جو ان کے دلوں پر اثر کر جائیں۔ (النساء:63)

سالِ اشاعت: 2015ء
زرِ تعاون: =/200 روپے
ISBN:978-969-8940-15-7

کتاب کا نام: جنت برائے فروخت

تحریر وترتیب: محمد سرور خان (مصنف کے اخلاقی حقوق پر زور دیا گیا ہے)

چیف ایڈیٹر و پبلشر: محمد صفدر خان safdar121@hotmail.com

قانونی مشیر: (اعزازی) ثنا اکرم منہاس، ایڈووکیٹ سپریم کورٹ

ایڈیٹرز: عذرا خان، مریم بتول، میڈیا کنسلٹنٹ: رافعہ خان، کمپیوٹر ٹائپنگ اور گرافکس: ظہیر الدین

پرنٹر: طلحہ زبیر: 0300-8405435۔ مینجر سرکولیشن (اعزازی): محمد بشیر چغتائی: 0300-9720264

سول ڈسٹری بیوٹر: گلوبل میگ ایجنسی: 0300-2214657

محمد صفدر خان ایڈیٹر و پبلشر نے قرآنک بک فاؤنڈیشن کے لیے طلحہ زبیر، بی پی ایچ پرنٹرز، 25 نسبت روڈ، لاہور فون: 8-042-3724686 سے چھپوا کر، نیو الرحیم بک اسٹال دکان نمبر 33، رحیم آباد کالونی، نصیر آباد، بلاک 14، فیڈرل بی ایریا، کراچی فون: 2123 3632 (021) پاکستان سے شائع کیا۔

زر تعاون: =/200 روپے سال اشاعت: 2015ء

ISBN:978-969-8940-15-7

ایڈیٹرز نوٹ

صدیوں کا خوف

جب سے مسلم قوم نے قرآن کی تعلیمات سے فیض یاب ہونا اور اس کی ہدایات پر عمل کرنا چھوڑ دیا ہے اس وقت سے خوف اور مایوسی میں گرفتار ہے۔ اللہ تعالیٰ نے واضح لفظوں میں فرمایا ہے کہ جن لوگوں نے میری ہدایات یعنی قرآن کی تابعداری کی، ان کو نہ خوف ہوگا اور نہ ہی وہ غم ناک ہوں گے۔ (البقرہ 28:)

اللہ تعالیٰ کی کتاب، قرآن پر عمل کرنے سے مسلم قوم لازی طور پر خوف اور مایوسی سے دور ہو جائے گی۔ جب آپ مسلم قوم میں یہ دیکھیں کہ وہ عدم تحفظ اور زندگی میں آنے والے انجانے حادثوں کے خوف اور مایوسی میں مبتلا ہے تو سمجھ جایئے کہ وہ قرآن کے احکامات پر عمل نہیں کر رہی ہے۔ آج پاکستانی مسلمانوں کا جو حال ہے وہ ہم سب کے سامنے ہے۔ ہر طرف خوف و دہشت کا ماحول، بے چینی اور افراتفری، لوگوں کا ایک دوسرے پر اعتماد نہ کرنا، تحمل اور برداشت کی کمی، لوگوں کا نازک مزاج ہو جانا، یہ اور اس طرح کی جتنی خرابیاں ہیں ہم سب ان سے واقف ہیں۔ ان خرابیوں کی صرف ایک وجہ ہے کہ مسلم قوم کی حیثیت سے ہم لوگوں نے قرآن کے احکامات پر عمل کرنا چھوڑ دیا ہے یا ان پر ادھورے پن سے عمل کرتے ہیں اور نتیجے کے طور پر پورا مسلم معاشرہ مستقبل میں آنے والے انجانے حادثوں کے خوف اور حزن وملال میں مبتلا ہو چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو خوف اور مایوسی کے عالم سے نکال کر امن وامان سے رکھنا چاہتا ہے، قرآن مجید کو نازل کرنے کا سب سے بڑا مقصد بھی یہی ہے کہ جو قوم بھی اس کے احکامات وہدایات پر عمل کرے گی خوف اور مایوسی کی کیفیت سے نکل آئے گی۔ (البقرہ 28:)

محمد صفدر خان، ایڈیٹر اینڈ پبلشر،

یکم جنوری 2015ء

حرف اول

اللہ تعالیٰ ہر دور میں اپنے منتخب بندوں سے فروغ دین کا عظیم کام لیتے ہیں، محمد سرور خان صاحب کا شمار بھی ان خوش نصیب لوگوں میں ہوتا ہے جو قرآن کریم کی تعلیمات گزشتہ گیارہ برسوں سے ہم تک پہنچا رہے ہیں۔ سرور صاحب کی کتابوں کی خاص بات یہ ہے کہ ان کا انداز بیان نہایت سادہ اور آسان ہے جس کو اعلیٰ تعلیم یافتہ اور کم پڑھے لکھے لوگ بخوبی سمجھ سکتے ہیں، نوجوان طلبا و طالبات بھی ان کی سلیس تحریر کی وجہ سے قرآنی تعلیمات سے فیض یاب ہو رہے ہیں۔

میں نے اپنے بیسیوں شاگرد طلبا و طالبات کے علاوہ ساتھی اساتذہ اور دوستوں کو سرور صاحب کی کتابیں پڑھائی ہیں، ان کا کہنا بھی یہی ہے کہ سرور صاحب کی کتابوں کی اردو زبان بہت ہی آسان اور دل پر اثر کرنے والی ہے اور سب سے بڑھ کر ان کی کتابوں کے نام اور ان کے اندر مضامین کے عنوانات بھی منفرد اور اچھوتے ہوتے ہیں۔ زیر نظر کتاب ہی کو دیکھ لیں جس کا نام "جنت برائے فروخت" ہے، چھپنے سے پہلے میں نے اس کتاب کا مسودہ پڑھا ہے، اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ سے جنت خریدنے کے لئے مسلمانوں کے اعمال صالحہ ہی کرنسی نوٹ کا کام کریں گے، دنیا بھر کی دولت، چاہے وہ قارون کی دولت سے بھی ہزاروں گنا زیادہ کیوں نہ ہو، اس سے جنت نہیں خریدی جا سکتی۔ جنت کے حصول کے لئے اللہ عزوجل کے حضور فقط بھاری اعمال صالحہ کا سکہ چلے گا۔ سرور صاحب کی گزشتہ کتابوں کی طرح اس کتاب کا انداز بیان بھی سہل اور دلچسپ ہے۔ قرآنک بک فاؤنڈیشن کی کتابوں کے قارئین سے میں یہ بات زور دے کر کہوں گی کہ اگر ان کو ان کی شائع کردہ قرآنی تعلیمات پر مشتمل کتابیں سمجھ میں آ جاتی ہیں تو انہیں اپنے دوستوں اور عزیزوں کو بھی پڑھائیے اور اپنی عملی زندگی میں قرآن کریم کی ان ہدایات پر عمل

بھی ضرور کریں جن پر انفرادی طور پر عمل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے ہیں۔

ہماری آسانی کے لئے سرور صاحب نے اپنی کتابوں میں قرآن کریم کے مختلف موضوعات پر مخصوص آیات تلاش کر کے لکھی ہیں، مثلاً مومنوں میں کیا خوبیاں ہونی چاہئیں جن پر عمل کر کے ہماری زندگیوں میں نکھار آ سکتا ہے، سرور صاحب نے اپنی کتاب قرآن: آسمانی منشور آزادی (حصہ اول) میں قرآن مجید سے تلاش کر کے مومنوں کی 126 خوبیاں درج کی ہیں۔اسی طرح انہوں نے اپنی ایک اور کتاب عقل سے کام کیوں نہیں لیتے میں قرآن فہمی کیلئے قرآن کریم سے 110 مثالیں ڈھونڈھ کر جمع کی ہیں، اسی کتاب میں علم اور عقل کی اہمیت کے بارے میں 50 آیات مبارکہ تحریر کی ہیں غرضیکہ ان کی ہر کتاب میں قرآن کی مختلف آیات کلاسیفائیڈ طریقے سے مل جاتی ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث شریف تو ہر مسلمان کو یاد ہوگی کہ تم لوگوں میں سب سے اچھا وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔قرآنی تعلیمات کو پھیلانا اکیلے سرور خان صاحب کا کام نہیں ہے، سرور صاحب تو اپنا فرض ادا کر ہی رہے ہیں، لیکن یہ تو ہم سب مسلمانوں پر فرض ہے کہ ہم زیادہ سے زیادہ قرآن کا علم حاصل کر کے دوسروں تک پہنچائیں۔میں اللہ تعالیٰ کے حضور دست بہ دعا ہوں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہم مسلمانوں کو قرآن مجید کی لازوال روشنی میں علم و عمل کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

ڈاکٹر فرحت ناز رحمٰن

ہیڈ، ڈپارٹمنٹ آف اسلامک اسٹڈیز

سرسید یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی، کراچی

ہمارا پہلا اور آخری مقصد

ہمارا پہلا اور آخری مقصد صرف ایک ہی ہے کہ آپ جو کوئی بھی ہوں آپ تک قرآن حکیم کی ہدایات اور احکامات پہنچ جائیں۔ قرآن کریم انسانوں کو کامیاب زندگی گزارنے کے لئے ایسی روشنی عطا کرتا ہے جس میں ہر چیز واضح ہو کر اپنے اپنے مقام پر نظر آ جاتی ہے۔ قرآن حکیم کا سب سے بڑا مقصد بھی یہی ہے کہ بقول اللہ تعالیٰ کے یہ ایسی کتاب ہے جس کو ہم نے تم پر اس لئے نازل کی ہے کہ انسانوں کو اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لے جاؤ۔ (یعنی جہالت کے اندھیروں سے نکال کر علم کی روشنی کی طرف لے جاؤ) دیکھئے سورۃ ابراہیم کی پہلی آیت۔

قرآنِ حکیم کی روشن آیات سامنے آ جانے سے انسان صحیح اور غلط کا فیصلہ کر سکتا ہے۔ جب ہم آپ سے یہ کہتے ہیں کہ ہماری کتابوں کا ایک ہی مقصد ہے کہ آپ تک اللہ کا پیغام یا اس کے احکام پہنچ جائیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کو زندگی میں آنے والے مسائل کا حل تلاش کرنے میں آسانی ہو جائے اور آپ ذاتی طور پر قرآن پر عمل کر سکیں۔

اللہ تعالیٰ ہمارے لیے آسانیاں چاہتا ہے۔ وہ نہیں چاہتا کہ ہم پر کسی قسم کی سختی ہو۔

مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓىۙ (طٰہٰ: 2)

ہم نے تم پر قرآن اس لیے نازل نہیں کیا کہ تم مشقت میں پڑ جاؤ۔

ہم دیکھتے ہیں اور آپ بھی ضرور دیکھتے رہے ہوں گے کہ دنیا بھر کے

مسلمانوں کی طرح ہم پاکستانی مسلمانوں کی اکثریت بھی قرآن کریم پر غور وفکر نہیں کرتی، توجہ کے ساتھ قرآن پڑھیں گے تب ہی تو اس پر تدبر اور غور وفکر کر سکیں گے۔

ہم آپ کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ قرآن میں ہمارے لیے انفرادی اور اجتماعی طور پر حسین زندگی گزارنے کے لیے کیا کچھ موجود ہے اور یہ بھی بتایا کرتے ہیں کہ قرآن میں کوئی ایک بات یا کوئی ایک مضمون کس کس طرح سے آسان کر کے مختلف سورتوں اور آیات میں دہرا دہرا کر ہمیں سمجھایا گیا ہے۔

بس یہی ہمارا مقصد ہے کہ قرآن کی روشن راہنمائی میں آپ کو زندگی میں آنے والے معاملات کا فیصلہ کرنا آجائے تا کہ آپ کی زندگی حسین گزرے، اس دنیا میں بھی اور مرنے کے بعد بھی جس کے لیے ہم سب دعائیں بھی کرتے ہیں کہ

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ج

اس کتاب میں جو کچھ بھی آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کررہے ہیں ہم اس کے ایک ایک لفظ کے ذمہ دار ہیں۔ اپنی پوری دیانت اور سچائی کے ساتھ قرآن کے پیغام کو اپنی بصیرت کے ساتھ، قرآن حکیم سے ہی سمجھ کر آپ تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ قرآن کو سمجھنے اور سمجھانے کی یہ ایک انسانی کوشش ہے جس میں غلطی کا امکان بہرحال موجود ہے۔ اگر آپ کو ہماری کسی بات سے اتفاق نہ ہو تو اسے نظر انداز کردیں، خود قرآن مجید اٹھائیں، تھوڑی سی عربی بھی سیکھ لیں وہ عربی جو آج سے چودہ سو برس پہلے رائج تھی پھر اس کے بعد قرآن پڑھ کر اور غور و فکر کر کے کسی نتیجے پر پہنچیں اور خود بھی عمل کر کے اپنے اور اپنے اہل خانہ اور دوستوں کو بھی قرآن کی طرف دعوت فکر و عمل دیں ہم نے جو کچھ بھی قرآن سے سمجھا اپنی بصیرت سے سمجھ کر آپ تک پہنچایا اس میں ہم سے غلطی ہوسکتی ہے کہ ہم بھی آپ ہی کی طرح کے انسان ہیں اور اللہ تعالیٰ سے درخواست گزار ہیں کہ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ج اے ہمارے رب! ہم سے بھول چوک ہوگئی ہو تو ہماری بھول چوک اور خطاؤں پر ہم سے مواخذہ نہ کرنا۔ وَاعْفُ عَنَّا وقفہ اے رب! ہماری کوتاہیوں سے درگزر کر، اتنی طاقت دے کہ ہم اپنی اصلاح کرسکیں۔ وَاغْفِرْ لَنَا وقفہ اور ہمیں تخریبی عناصر سے محفوظ رکھ۔ وَارْحَمْنَا وقفة اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝ ہم پر رحم فرما کہ تو ہی ہمارا مالک، سرپرست اور کارساز ہے۔ تیری ہی تائید اور مدد سے ہم حق کے مخالفین (کافرین) پر غلبہ اور کامیابی چاہتے ہیں۔ (ہماری ان آرزوؤں کو پورا کر۔)

......رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ط اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝

انتساب:

ان مومنوں کے نام

جو اپنی جانوں اور اموال کے بدلے میں اللہ سے جنت خریدنا

چاہتے ہوں

قرآناً عجباً (الجن : 2-1)

ایک عجیب قرآن

کسی زمانے میں جنوں کی ایک جماعت نے کہا تھا کہ ہم نے ایک عجیب قرآن سنا جو بھلائی کا راستہ دکھاتا ہے سو ہم اس پر ایمان لے آئے۔ (الجن: 2-1) جنوں نے تو قرآن سنا تھا اور ایمان لے آئے تھے لیکن ہم نے جب قرآن پڑھنا شروع کیا تو پڑھتے چلے گئے۔ جیسے جیسے قرآن پر غور وفکر کرتے ویسے ویسے ہمارے دل پر پڑے ہوئے تالے کھلتے چلے گئے اور آج تک کھلتے چلے جا رہے ہیں۔ (محمد: 7) ایسے حقائق معلوم ہوتے جا رہے ہیں جن کے لئے ہمارا اندازہ ہے کہ ہمارے عزیز بہن بھائیوں کو اس کا بہت کم علم ہوگا۔

قرآن کریم کی جس بات نے ہمیں سب سے زیادہ متاثر کیا وہ اس کا عوامی انداز بیان ہے۔ قرآن مجید کا انداز بیان عوامی شاید اس لئے ہے کہ یہ الناس (عوام) کے لئے ہے (البقرہ: 159) اور نازل کرنے والا بھی وہ جو رب الناس، ملک الناس اور الٰہ الناس ہے (الناس: 3-1) جس نے اپنے قرآن میں فرمایا کہ یہ قرآن ھدیً للناس ہے (البقرہ: 185) بیان للناس ہے (العمران: 138) اور بصائر للناس ہے۔ (القصص: 43) جس میں حقائق واضح کرنے کا انداز بھی بقول قرآن کے ایسا ہے کہ جیسے تم ایک دوسرے کے ساتھ باتیں کرتے ہو (الذاریات: 23-20) (یعنی جس طرح ہم ایک دوسرے کے ساتھ آمنے سامنے بیٹھ کر ایک دوسرے کو دیکھتے بھی ہیں، محسوس بھی کر سکتے ہیں اور باتیں بھی کرتے ہیں، ایک دوسرے کے وجود کو جھٹلا نہیں سکتے اس طرح قرآنی حقائق جھٹلائے نہیں جا سکتے۔) قرآن پڑھنے سے جب آسمانی حقائق ہم پر کھلتے گئے تو پھر ہم پر یہ لازم ہوگیا کہ ہم اپنے بہن بھائیوں کو بھی ان سے آگاہ کریں (البقرہ 160-159) تا کہ

ان کو بھی غلط اور صحیح کا فیصلہ کرنا آجائے (ابراہیم: 1) اور وہ اپنی زندگیاں حسین سے حسین تر گزار سکیں دنیا میں بھی اور مرنے کے بعد بھی۔ قرآن کی باتیں پہنچانے کے لئے ہم نے کتابیں لکھنا شروع کر دیں، اللہ تعالیٰ کے آسان ترین عوامی انداز بیان سے متاثر ہو کر ہمارا انداز بیان بھی عوامی ہی ہے۔ عوامی انداز بیان کا ایک بہت بڑا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ عوام جو عام طور پر کم پڑھی لکھی ہوتی ہے اور اکثریت میں ہوتی ہے وہ قرآن کی ہدایات سمجھ لیتی ہے، اعلیٰ تعلیم یافتہ افراد کے لئے طرز تحریر آسان اور عوامی ہو یا مشکل ترین، ان کو ہر قسم کا انداز بیان سمجھ میں آجاتا ہے، اصل مسئلہ تو عوام اور خاص طور نوجوان طلباء اور طالبات تک اپنی بات کا پہنچانا ہے جن کے لئے ہم نے آسان ترین انداز بیان رکھا ہے تاکہ ان کو ہماری کتابوں میں آئے ہوئے لفظوں کو سمجھنے کے لئے ڈکشنری کی ضرورت نہ پڑے۔

ہم نے اپنی اکثر کتابوں کے عنوان قرآن عظیم کی آیات مبارکہ سے منتخب کئے ہیں جن کے نام آپ اس کتاب کے آخر میں پڑھیں گے، اور اب یہ کتاب جو آپ کے ہاتھوں میں ہے، اس کا نام جنت برائے فروخت سورہ التوبہ کی آیت: 111 سے ہمارے ذہن میں آیا ہے جس کا ترجمہ کتاب کے سرورق پر آپ نے پڑھا ہوگا۔ یہ کتاب سن 2013 میں شائع ہونے والی ہماری گزشتہ کتاب اللہ اور رسول سے جنگ نہ کرو کا تسلسل ہے جس کے آخری مضمون کا عنوان بھی جنت برائے فروخت ہے۔

یاد رکھئے کہ قرآن کا پڑھنا اور سمجھنا اور اس پر عمل کرنا عام طور پر ہر اس انسان پر جس کو معلوم ہو کہ قرآن اللہ کی کتاب ہے اور انسانوں کے لئے ہے اور خاص طور پر ہر مسلمان پر فرض ہے، انفرادی طور پر بھی اور اجتماعی طور پر بھی۔ ہماری ایک بات جو ہم یہاں لکھنے جا رہے ہیں اگر آپ کو ناگوار گزرے تو اس کے لئے ہم پہلے سے معافی چاہیں گے، وہ بات یہ ہے کہ جو بھی شخص، مسلم ہو یا غیر مسلم، قرآنی تعلیمات اور ہدایات کو اپنی عملی زندگی میں اپنی ممکن حد تک شامل کرنے کی کوشش نہیں کرتا، وہ ہماری نظر میں قابل رحم ہے۔

محمد سرور خان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جنت برائے فروخت

فہرست مضامین

14 سمندروں میں سے

سیاہی (INK) کی ایک بوتل

یہ آج کی نہیں کوئی ساڑھے چار ہزار سال پہلے کی بات ہے جب ایک یونانی دانش ور آرشمیدس نے کہا تھا کہ علم وعقل کے معاملے میں ایک انسان کی حالت اس بچے کی سی ہے جو سمندر کے کنارے بیٹھا سیپیوں سے کھیل رہا ہے۔ اس بچے کو بڑا بھی ہونا ہے اور ابھی اس کے سامنے کھنگالنے کے لیے سارا سمندر پڑا ہے۔ کوئی ایک انسان چاہے کتنا ہی عقل مند، ہوشیار اور دانش ور کیوں نہ ہو جائے لیکن اس کی کیفیت اور حالت اس بچے سے زیادہ نہیں ہے جو سمندر کے کنارے بیٹھا سیپیوں سے کھیل رہا ہو۔

اپنے پڑھنے والوں سے کہا کرتے ہیں کہ ہم بھی آپ کی طرح کے ایک عاجز اور ناتواں انسان ہیں ہماری سوچنے سمجھنے کی صلاحیت بھی اس بچے سے زیادہ نہیں ہے جو وسیع و عریض سمندر کے کنارے بیٹھا سیپیوں سے کھیل رہا ہے۔

ہم جو کچھ بھی آپ کے لئے اپنی کتابوں میں پیش کرتے ہیں قرآن مجید کی راہ نمائی میں اپنی محدود عقل اور تھوڑے سے علم کے ساتھ پیش کر دیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ

اور اگر یوں ہو کہ زمین میں جتنے درخت ہیں (سب کے سب) قلمیں ہوں، (دنیا بھر کے کروڑوں درختوں کو کاٹ کاٹ کر ان کی اربوں کھربوں کی تعداد میں قلمیں بنالی جائیں) اور تمام سمندروں سے سیاہی کا کام لیا جائے، اور سمندروں جتنی

سیاہی سے زمین میں موجود تمام درختوں کی قلمیں بنا بنا کر کلمات اللہ لکھنے لگیں اور جب لکھتے لکھتے موجودہ سمندروں جتنی سیاہی ختم ہونے کو آئے تو ویسے ہی سات مزید سمندر اور بھی ملا لئے جائیں اور پھر اللہ تعالیٰ کے کلمات کو لکھا جائے تو بھی کلمات اللہ تمام نہ ہوں گے، اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ یہ بات یقینی ہے کہ اللہ عزیز وحکیم ہے۔ (لقمان:27)

اور یہ بھی فرمایا کہ

قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَ لَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا○ (الکھف:109)

کہہ دیجئے کہ اگر سمندر میرے رب کی باتوں کے (لکھنے کے) لیے سیاہی ہو تو قبل اس کے کہ میرے رب کی باتیں تمام ہوں سمندر ختم ہو جائے اگرچہ ہم ویسا ہی اور اس کی مدد کو لائیں۔

ان آیات مبارکہ پر آپ جتنا زیادہ سوچ سکتے ہیں سوچئے، یہ سوچئے کہ کیا کسی ایک انسان میں اتنی صلاحیت ہو سکتی ہے کہ وہ اکیلا ہی، ایک سمندر نہیں ...... سات بھی نہیں ...... چودہ سمندروں جتنی سیاہی سے اللہ کے کلمات لکھنے بیٹھ جائے۔ ایک اور سات اور چودہ سمندر تو بہت بڑی بات ہے ان چودہ سمندروں میں سے سیاہی کی فقط ایک بوتل (INK POT) جتنی سیاہی سے ہی کلماتِ ربی لکھنے کی کوشش کر کے دیکھ لے۔ زمین پر، کرۂ ارض پر اربوں اور کھربوں کی تعداد میں پھیلے ہوئے تمام درختوں کی نہیں، کسی ایک درخت کی فقط ایک شاخ کو کاٹ کر اس کی جتنی بھی قلمیں بنا سکتے ہیں بنا لیجیے اور چودہ سمندروں میں سے سیاہی کی صرف ایک بوتل INK POT جتنی سیاہی بنا لیجیے اور کلمات ربی لکھنا شروع کر دیں۔ کیا کسی ایک انسان میں اتنی طاقت اور صلاحیت ہے کہ وہ فقط ایک درخت کی صرف ایک شاخ سے بنی ہوئی قلموں سے چودہ سمندروں جتنی سیاہی سے نہیں بلکہ ایک بوتل جتنی سیاہی سے ہی اللہ کے کلمات لکھنے کی کوشش کر کے دیکھ لے۔ یہاں ایک بات اور یاد آ گئی۔ آپ کو پتہ ہے کہ کرۂ ارض پر خشکی ایک تہائی (33 فی صد) حصہ پر ہے

اور سمندر زمین کے دو تہائی (67 فی صد) حصہ پر پھیلے ہوئے ہیں۔ آج سن 2014ء میں سوا سات ارب انسان موجود ہیں۔ سن 2014ء کا انسان گزشتہ تمام زمانوں سے سب سے زیادہ ترقی یافتہ ہے۔ جتنے رسائل اور وسائل آج موجود ہیں گزشتہ کسی زمانے میں نہیں تھے۔ اس کے باوجود زمین پر ایسی جگہیں بھی موجود ہیں جہاں کسی انسان کے قدم آج تک نہیں پہنچے۔ انسان آج تک اللہ کی بنائی ہوئی زمین کو پوری طرح ایکسپلور EXPLORE نہیں کر سکا ہے۔ وہ زمین جو ہمارے سیارے EARTH کا ایک تہائی ہے اس کو انسان پوری طرح نہیں دیکھ سکا۔ سمندروں کا پھیلاؤ زمین سے دوگنا ہے، سمندروں کو ایکسپلور EXPLORE کرنے میں پتہ نہیں کتنے ہزار سال اور لگیں گے؟ انٹرنیٹ پر جاکر PLACES IN THE WORLD STILL NOT EXPLORED لکھ کر کلک کیجئے اور پڑھئے کہ کتنی جگہیں ایسی ہیں کہ جہاں پر انسان کے قدم آج تک نہیں پہنچے۔

اُسی یا اکیاسی ممالک کے دو ہزار سے لے کر دو ہزار سات سو تک سائنس دان گزشتہ کئی سالوں سے اپنے تمام وسائل کے ساتھ یہ معلوم کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں کہ سمندروں میں کتنی طرح کی مخلوقات پائی جاتی ہیں۔ دو ہزار سے زیادہ انسان مل کر ان کی قسموں کی تعداد آج تک معلوم نہیں کر سکے۔ انٹرنیٹ سے جو معلومات ملتی ہیں ان کی اطلاعات کے مطابق اب تک زیادہ سے زیادہ ڈھائی لاکھ مخلوقات کے بارے میں معلومات جمع کی گئی ہیں ایک اندازے کے مطابق کم و بیش ساڑھے سات لاکھ اقسام کی مخلوقات ابھی باقی ہیں جو ان سمندروں میں موجود ہیں اور جن کے بارے میں معلومات جمع کرنا باقی ہے۔ انٹرنیٹ پر جاکر THE CENSUS OF MARINE LIFE ٹائپ کر کے کلک کریں اور سمندری مخلوقات کے بارے میں معلومات پڑھ لیجئے۔

کسی ایک انسان کے بس کی بات نہیں ہے کہ وہ اکیلا ہی سمندری مخلوقات کو گننا شروع کر دے اسی طرح یہ بھی کسی ایک انسان کے بس کی بات نہیں ہے کہ وہ اکیلا ہی اللہ تعالیٰ کے کلمات لکھنے بیٹھ جائے، یہ کام ہم بھی اپنے طور پر سو بار جنم لے

کر بھی نہیں کر سکتے۔ ہم بھی آپ کی طرح کے بے بس اور عاجز انسان ہیں۔ ہمارا علم اتنا زیادہ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی باتوں کو مکمل طور پر سمجھ سکیں اور لکھ بھی لیں۔ اپنے پڑھنے والوں سے ہم ایک درخواست کرتے رہتے ہیں کہ ہماری کتابوں میں ہماری غلطیوں اور کوتاہیوں کو نظر انداز کر دیا کریں۔ جتنا بھی آپ کا علم ہے اس علم کی روشنی میں آپ اپنے طور پر قرآن کا مطالعہ کیجئے اگر آپ کا علم کم ہو تو سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرتے ہوئے وہی دعا مانگئے جو رسول کریم مانگا کرتے تھے کہ

رَّبِّ زِدۡنِیۡ عِلۡمًا

اے رب مجھے علم میں زیادہ کر

دنیا اور آخرت کے بارے میں

عقل سے کام لے کر سوچو

1۔ اور جو چیز تم کو دی گئی ہے وہ دنیا کی زندگی کا فائدہ اور اس کی زینت ہے اور جو اللہ کے پاس ہے وہ بہتر اور باقی رہنے والی ہے۔

اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے ؟

(عقل کام لے کر تم اس بات کو سمجھنا کیوں نہیں چاہتے کہ دنیا کی زندگی عارضی ہے تو اس کے فائدے بھی عارضی ہیں۔)(القصص:60)

2۔ پھر ان کے بعد ناخلف ان کے قائم مقام ہوئے جو کتاب کے وارث بنے یہ (بے تامل) اس دنیائے دنی کا مال و متاع لے لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم بخش دیئے جائیں گے اور (لوگ ایسوں پر طعن کرتے ہیں) اگر ان کے سامنے بھی ویسا ہی مال آ جاتا ہے تو وہ بھی اسے لے لیتے ہیں۔ کیا ان سے کتاب کی نسبت عہد نہیں لیا گیا کہ اللہ پر سچ کے سوا اور کچھ نہیں کہیں گے اور جو کچھ اس (کتاب) میں ہے اس کو انہوں نے پڑھ بھی لیا ہے اور آخرت کا گھر تقویٰ شعاروں کے لیے بہتر ہے،

اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے ؟

(الاعراف:169)

3۔ اور دنیا کی زندگی تو ایک کھیل اور مشغلہ ہے اور بہت اچھا گھر تو آخرت کا گھر ہے (یعنی) ان کے لیے جو تقویٰ شعار ہیں۔

اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے ؟

(الانعام:32)

4۔ اور یہ دنیا کی زندگی تو صرف کھیل تماشہ ہے اور (ہمیشہ کی) زندگی (کا مقام) تو آخرت کا گھر ہے۔

کاش یہ (لوگ اس بات کا) علم رکھتے (لَوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ)

(العنکبوت:64)

5۔ بھلا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو (پہلے یہ) حکم دیا گیا تھا کہ اپنے ہاتھوں کو (جنگ سے) روکے رہو اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ، صلوٰۃ قائم کرتے رہو اور زکوٰۃ دیتے رہو۔ پھر جب ان پر جہاد فرض کر دیا گیا تو بعض لوگ ان میں سے لوگوں سے یوں ڈرنے لگے جیسے اللہ سے ڈرا کرتے ہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ اور بڑ بڑانے لگے کہ اے اللہ تو نے ہم پر جہاد (جلد) کیوں فرض کر دیا۔ تھوڑی مدت اور ہمیں کیوں مہلت نہ دی (اے پیغمبر ان سے)

کہہ دیجئے کہ دنیا کا فائدہ بہت تھوڑا ہے اور بہت اچھی چیز تو تقویٰ شعاروں کے لیے آخرت ہے

اور تم پر دھاگے برابر بھی ظلم نہیں کیا جائے گا۔ (اے جہاد سے ڈرنے والو) تم کہیں رہو موت تو تمہیں آکر رہے گی خواہ بڑے بڑے محلوں میں رہو اور ان لوگوں کو اگر کوئی فائدہ پہنچتا ہے تو کہتے ہیں یہ اللہ کی طرف

سے ہے اور اگر کوئی گزند پہنچتی ہے تو (اے محمدؐ تم سے) کہتے ہیں کہ یہ (گزند) آپ کی وجہ سے (ہمیں پہنچی) ہے کہہ دیجئے کہ (رنج وراحت) سب اللہ ہی کی طرف سے ہے۔ کیا ہو گیا ہے اس قوم کو؟ کہ (اتنی چھوٹی سی) بات بھی نہیں سمجھ سکتی۔ (النساء: 78-77)

6۔ اور کئی طرح کے لوگوں کو جو ہم نے دنیا کی (زندگی میں) آرائش (زیب وزینت) کی چیزوں سے بہرہ مند کیا ہے تاکہ ان کی آزمائش کریں ان پر نگاہ نہ کرنا اور تمہارے رب کی (عطا فرمائی ہوئی) روزی بہت بہتر اور باقی رہنے والی ہے۔ (طٰہٰ: 131)

7۔ **مال و دولت متاع دنیا ہے، اللہ کے پاس حسنِ مآب ہے**

لوگوں کو ان کی خواہشوں کی چیزیں یعنی عورتیں اور بیٹے اور سونے اور چاندی کے بڑے بڑے ڈھیر اور نشان لگے ہوئے گھوڑے BRANDED HORSES اور مویشی اور کھیتی، ان میں انسانوں کے لئے کشش ہے یعنی یہ بڑی زینت دار معلوم ہوتی ہیں (مگر)

یہ سب دنیا ہی کی زندگی کے سامان ہیں اور

اللہ کے پاس بہت اچھا ٹھکانہ ہے۔

(اے پیغمبر ان سے) کہو کہ بھلا میں تم کو ایسی چیز بتاؤں جو ان چیزوں سے کہیں اچھی ہو (سنو) جو لوگ تقویٰ شعار ہیں ان کے لئے اللہ کے ہاں باغات (جنت) ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور پاکیزہ عورتیں ہیں اور (سب سے بڑھ کر) اللہ کی طرف سے رضوان اور اللہ اپنے بندوں کو دیکھ رہا ہے۔ (آل عمران: 15-14)

8۔ اور وہ شخص جو مومن تھا اس نے کہا کہ بھائیو میرے پیچھے چلو میں تمہیں بھلائی کا رستہ دکھاؤں گا۔ بھائیو
یہ دنیا کی زندگی (چندروز) فائدہ اٹھانے کی چیز ہے اور جو آخرت ہے وہی ہمیشہ رہنے کا گھر ہے۔(المومن:39-38)

9۔ (لوگو) جو (مال ومتاع) تم کو دیا گیا ہے وہ دنیا کی زندگی کا (ناپائیدار) فائدہ ہے اور جو کچھ اللہ کے ہاں ہے وہ بہتر اور قائم رہنے والا ہے
(یعنی) ان لوگوں کے لیے جو ایمان لائے اور اپنے رب پر بھروسا رکھتے ہیں۔(الشوریٰ:36)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلٰى عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ۝ سکتہ قَيِّمًا لِّيُنْذِرَ بَاْسًا شَدِيْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا ۝ (الکہف:2-1)

سب تعریف اللہ ہی کو ہے جس نے اپنے بندے (محمدؐ) پر (یہ) کتاب نازل کی اور اس میں کسی طرح کا ٹیڑھا پن CROOKEDNESS (اور پیچیدگی) نہ رکھی۔ (بلکہ سیدھی اور آسان زبان میں اتاری، جس کی ہر بات آسانی سے سمجھ میں آجانے والی ہے) تاکہ (لوگوں کو ان کے غلط اعمال کی وجہ سے آنے والے) عذاب سخت سے جو ان کی طرف سے (آنے والا) ہے ڈرائے اور مومنوں کو جو کہ صالح اعمال کرتے ہیں خوشخبری سنائے کہ ان کے لیے (ان کے کاموں کا) حسین اجر ہے۔

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا ۝ اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ هُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ۝ (الکہف: 103-104)

کہہ دیجئے کہ ہم تمہیں بتائیں جو عملوں کے لحاظ سے بڑے نقصان میں ہیں۔ وہ لوگ جن کی سعی (کوششیں) دنیا کی زندگی میں برباد ہو گئی اور وہ یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ اچھے کام کر رہے ہیں۔

اعمال

ہار جیت کا فیصلہ انسان کے اعمال کریں گے

يَوْمُ التَّغَابُنْ: (التغابن:9) وہ دن جب ہار جیت کا فیصلہ ہوگا

جو لوگ ایمان لائے اور اعمال صالحہ کرتے رہے ان کو

1۔ جنت کی خوشخبری سنا دو۔ (البقرہ:25)

2۔ وہ اصحاب الجنت ہوں گے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ (البقرہ:82)

3۔ ان کے لئے ہمیشہ رہنے والی جنت ہوگی۔ (النساء:57)

4۔ ان کو جنتوں میں داخل کریں گے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے اللہ کا وعدہ حقیقت ہے۔ (النساء:122)

5۔ ان کے لئے مغفرت اور اجرِ عظیم ہے۔ (المائدہ:9)

6۔ ان کے لئے جنت ہے جس میں ہمیشہ رہیں گے، یہ بھی حقیقت ہے کہ اللہ ہر انسان پر اتنا ہی وزن ڈالتا ہے جتنا وزن اٹھانے کی اس میں طاقت ہو۔ (البقرہ:286)

7۔ مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ یہ لوگ اچھے کاموں (المعروف) کا حکم دیتے ہیں، المنکر خراب کاموں سے روکتے ہیں اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت کرتے ہیں۔ اللہ نے مؤمن مردوں اور مومن عورتوں سے جنت کا وعدہ کیا ہے، بہتی ہوئی نہریں اور خوب صورت مکانات "مَسٰكِنَ طَيِّبَةً" اور سب سے بڑی بات اللہ کی طرف سے رضوان، یہی تو الفوز العظیم

GREAT AND LIFE-TIME ACHIEVEMENT ہے۔
(التوبہ:71-72)

8۔ رسول اور جو لوگ ان کے ساتھ ایمان لائے سب اپنے مال اور جان سے لڑے، یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے ''الخیرات'' ہے (جن کے لئے خیر خیریت ہے) ایسے ہی لوگ ہیں جو فلاح پانے والے ہیں۔ اللہ نے بھی ان کے لئے ایسی جنت تیار رکھی ہے جس میں بہتے پانی کی نہریں ہیں یہی تو بہت بڑی کامیابی الفوز العظیم ہے۔ GREAT AND LIFE-TIME ACHIEVEMENT (التوبہ:88-89)

9۔ ان کا رب ان کے ایمان کی وجہ سے جنت نعیم کی طرف راہنمائی کردے گا۔ جب وہ ان نعمتوں کو دیکھیں گے تو کہیں گے سبحان اللہ، اور ایک دوسرے کے لئے سلامتی کے جذبات رکھیں گے اور کہیں گے وَاٰخِرُ دَعْوٰهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ O (یونس:10-11)

10۔ اور اپنے رب کے آگے عاجزی کی ایسے ہی لوگ اصحاب الجنت ہیں جس میں یہ ہمیشہ رہیں گے۔ (ہود:23)

11۔ یہ کتاب (قرآن) بڑی آسان ہے جس میں کوئی ٹیڑھا پن CROOKEDNESS نہیں ہے بہت ہی آسان زبان میں ہے تاکہ لوگ جو خراب کام کرتے ہیں ان کو ان کے خراب کاموں کی وجہ سے آنے والے عذاب سے پہلے ہی وارننگ دے اور مومنوں کو جو اعمال صالحہ کرتے ہیں خوش خبری سنائے کہ ان کو ان کے اچھے کاموں یعنی اعمال صالحہ کی وجہ سے جنت ملے گی۔
(الکہف:1-3،107)

12۔ جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور اعمال صالحہ کئے تو ایسے لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور ان پر ذرا بھی ظلم نہیں کیا جائے گا۔ (مریم:60)

13۔ جو تم میں سے آگے بڑھنا چاہے (وہ آگے بڑھ سکتا ہے) یا پیچھے رہنا چاہے (وہ پیچھے رہ لے وہ اس لئے کہ) ہر شخص اپنے اعمال کے بدلے میں رہن PLEDGED ہے (یعنی ہر شخص اپنے اپنے اعمال کی وجہ سے آگے رہے گا یا پیچھے) مگر وہ جو دائیں طرف ہوں گے وہ جنت میں ہوں گے اور مجرموں CRIMINALS سے پوچھیں گے کہ تم اس سقر میں کیوں ہو یعنی اس گرم اور جھلسا دینے والی جہنم میں کیوں ہو کہ جس میں دماغ تک جھلس کر رہ جائے جو نہ زندہ رہنے دے اور نہ ہی مرنے دے۔ وہ جواب میں کہیں گے کہ ہم مصلین میں سے نہیں تھے (ہم نمازی نہیں تھے رسولوں کے پیچھے نہیں چلتے تھے، ان کے اطاعت گزار نہیں تھے) اور نہ ہی مساکین کے کھانے کا بندوبست کرتے تھے اور بحث کرنے والوں کے ساتھ بحث کرتے تھے۔ یعنی جو کام ہم کرنا نہیں چاہتے تھے مساکین کے کھانے کا بندوبست نہیں کرنا چاہتے تھے تو اس کے لئے ہم ایک دوسرے کے ساتھ بحث کیا کرتے تھے یعنی صاف طور پر انکار بھی نہیں کرتے تھے اور اقرار بھی نہیں کرتے تھے اور یوں ہم یوم الدین کو جھٹلانے کی ناکام کوشش کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ہمیں موت آگئی اور موت آئی بھی تو ایسی حقیقت بن کر کہ یقین آگیا کہ جو کچھ ہم کرتے آرہے تھے وہ غلط تھا۔ (اور ہمارے خراب اعمال کے نتائج جہنم یعنی سقر، جھلسا دینے والی آگ کی صورت میں ہمارے سامنے آگئے اور یوں آج ہم اس جہنم میں پڑے ہیں) (المدثر: 37-47)

اعمال کے حوالے سے ان آیات پر بھی غور فرمائیے۔

14۔ وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا ۚ وَلِيُوَفِّيَهُمْ اَعْمَالَهُمْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝ (الاحقاف: 19)

اور لوگوں نے جیسے کام کیے ہوں گے اس کے مطابق ان کے درجات

ہوں گے (غرض یہ ہے) کہ اُن کو اُن کے اعمال کا پورا بدلہ دے اور اُن کا نقصان نہ کیا جائے۔

15۔ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ رِزْقٌ كَرِيْمٌO (الحج:50)

تو جو لوگ ایمان لائے اور اعمال صالحہ کیے اُن کے لیے مغفرت اور رزق کریم ہے۔

16۔ قُلْ اَتُحَآجُّوْنَنَا فِي اللّٰهِ وَ هُوَ رَبُّنَا وَ رَبُّكُمْ ۚ وَ لَنَآ اَعْمَالُنَا وَ لَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ۚ وَ نَحْنُ لَهٗ مُخْلِصُوْنَO (البقرہ:139)

(ان سے) کہو کیا تم اللہ کے بارے میں ہم سے جھگڑتے ہو حالانکہ وہی ہمارا اور تمہارا رب ہے اور ہم کو ہمارے اعمال (کا بدلہ ملے گا) اور تم کو تمہارے اعمال (کا) اور ہم خاص EXCLUSIVELY اُسی کی عبادت کرنے والے ہیں۔

آخرت کو خریدنے والے

فَلْيُقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ الَّذِينَ يَشْرُونَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ؕ وَمَنْ يُّقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلْ اَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ اَجْرًا عَظِيمًا ۝
(النساء: 74)

تو جو لوگ آخرت (کو خریدتے اور اس) کے بدلے
دنیا کی زندگی کو بیچنا چاہتے ہیں
ان کو چاہیے کہ اللہ کی راہ میں جنگ کریں اور جو شخص اللہ کی راہ میں جنگ
کرے پھر قتل ہو جائے یا غلبہ پائے ہم عنقریب اس کو اجر عظیم دیں گے۔

خرید وفروخت

سورہ توبہ کی آیت نمبر 111 آپ کو یاد ہوگئی ہوگی کہ اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندوں سے ان کی جانیں اور اموال خرید لیتا ہے اور بدلے میں ان کے لئے جنت ہے۔

خرید وفروخت کے حوالے سے مندرجہ آیات مبارکہ کے ترجموں پر غور فرمایئے، زیادہ بہتر ہوگا اگر آپ ان آیات کو اپنے پاس رکھے قرآن میں سیاق وسباق سے بھی پڑھیں۔

1۔ انہوں نے آخرت کے بدلے دنیا کی زندگی کو خرید لیا

پھر تم وہی ہو کہ اپنوں کو قتل بھی کر دیتے ہو اور اپنے میں سے بعض لوگوں پر گناہ اور ظلم سے چڑھائی کر کے انہیں وطن سے نکال بھی دیتے ہو اور اگر وہ تمہارے پاس قید ہو کر آئیں تو بدلہ دے کر ان کو چھڑا بھی لیتے ہو حالانکہ ان کا نکال دینا ہی تم کو حرام تھا (یہ) کیا (بات ہے کہ) تم (اللہ کی) کتاب کے بعض احکام کو تو مانتے ہو اور بعض سے انکار کیئے دیتے ہو تو جو تم میں سے ایسی حرکت کریں ان کی سزا اس کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے کہ دنیا کی زندگی میں تو رسوائی ہو اور قیامت کے دن سخت سے سخت عذاب میں ڈال دیئے جائیں اور جو کام تم کرتے ہو اللہ ان سے غافل نہیں۔ (البقرہ:85)

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا بِالْآخِرَةِ ۖ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْصَرُونَ ۝ (البقرہ:86)

یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے آخرت کے بدلے دنیا کی زندگی خریدی۔ سو نہ تو ان سے عذاب ہی ہلکا کیا جائے گا اور نہ ان کو (اور طرح کی) مدد ملے گی۔

2۔ جن لوگوں نے ایمان کے بدلے کفر خریدا وہ اللہ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے اور ان کو دکھ دینے والا عذاب ہوگا۔(العمران:177)

3۔ اللّٰهِ الَّذِیُ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الۡاَرۡضِ ؕ وَوَیۡلٌ لِّلۡكٰفِرِیۡنَ مِنۡ عَذَابٍ شَدِیۡدِ ۙ الَّذِیۡنَ یَسۡتَحِبُّوۡنَ الۡحَیٰوةَ الدُّنۡیَا عَلَی الۡاٰخِرَةِ وَ یَصُدُّوۡنَ عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ وَ یَبۡغُوۡنَهَا عِوَجًا ؕ اُولٰٓئِكَ فِیۡ ضَلٰلٍۢ بَعِیۡدٍ (ابراہیم:3-2)

وہ اللہ کہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اسی کا ہے اور کافروں کے لیے عذاب سخت (کی وجہ) سے خرابی ہے۔

جو آخرت کی نسبت دنیا کو پسند کرتے

اور (لوگوں کو) اللہ کے رستے سے روکتے اور اس میں کجی یعنی ٹیڑھاپن چاہتے ہیں یہ لوگ پرلے سرے کی گمراہی میں ہیں۔ (مزید دیکھیے النحل:109-107)

4۔ یَوۡمَ یَتَذَكَّرُ الۡاِنۡسَانُ مَا سَعٰی ۙ وَبُرِّزَتِ الۡجَحِیۡمُ لِمَنۡ یَّرٰی ۝ فَاَمَّا مَنۡ طَغٰی ۙ وَاٰثَرَ الۡحَیٰوةَ الدُّنۡیَا ۙ فَاِنَّ الۡجَحِیۡمَ هِیَ الۡمَاۡوٰی ؕ (النازعات:39-35)

اس دن انسان اپنے کاموں کو یاد کرے گا۔ اور جہنم (الۡجَحِیۡم) دیکھنے والے کے سامنے نکال کر رکھ دی جائے گی تو جس نے سرکشی کی۔ اور دنیا کی زندگی کو مقدم سمجھا۔ اس کا ٹھکانا دوزخ ہے۔

(نوٹ: اس آیت کے ترجمے میں آپ پڑھ رہے ہیں جہنم دیکھنے والے کے سامنے نکال کر رکھ دی جائے گی، اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے والے انسان کا ہر قدم اس کو جہنم کے قریب کر دیتا ہے

یوں گویا جہنم دیکھنے والے کے سامنے نکال کر رکھ دی جائے گی۔ یہ محاورے کی زبان میں بات کرنے کا انداز ہے۔)

5۔ بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۝ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ۝
(الاعلیٰ:16-17)

مگر تم لوگ تو اَلْحَيٰوةَ الدُّنْيَا دنیا کی زندگی کو اختیار کرتے ہو۔ حالانکہ اَلْاٰخِرَةُ بہت بہتر اور پائندہ تر ہے۔

6۔ مال و دولت کی کثرت اللہ کی بات نہ ماننے والوں (کفار) کے لئے عذاب کا باعث بن جاتی ہے

اور ان کے مال اور اولاد سے تعجب نہ کرنا۔ ان چیزوں سے اللہ یہ چاہتا ہے کہ ان کو دنیا میں عذاب کرے اور (جب) ان کی جان نکلے تو (اس وقت بھی) یہ کافر ہی ہوں۔ (التوبہ:85)

اور جب کوئی سورت نازل ہوتی ہے کہ اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول کے ساتھ ہو کر لڑائی کرو

تو جو لوگ ان میں دولت مند ہیں وہ تم سے اجازت طلب کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں تو رہنے ہی دیجیے کہ جو لوگ گھروں میں رہیں گے ہم بھی ان کے ساتھ رہیں۔

یہ اس بات سے خوش ہیں کہ عورتوں کے ساتھ جو پیچھے رہ جاتی ہیں (گھروں میں بیٹھ) رہیں ان کے دلوں پر مہر لگا دی گئی ہے تو یہ سمجھتے ہی نہیں لیکن پیغمبر اور جو لوگ ان کے ساتھ ایمان لائے سب اپنے مال اور

جان سے لڑے۔ انہی لوگوں کے لیے بھلائیاں ہیں اور یہی مراد پانے والے ہیں۔ اللہ نے ان کے لیے باغات تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں ہمیشہ ان میں رہیں گے یہ بڑی کامیابی ہے۔
(التوبہ: 89-86)

7۔ ہدایت چھوڑ کر گمراہی خریدنے والے

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى وَ الْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ ۚ فَمَآ اَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ ○ (البقرہ: 175)

یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت چھوڑ کر گمراہی اور مغفرت چھوڑ کر عذاب خریدا۔ یہ آتش (جہنم) کی کیسی برداشت کرنے والے ہیں۔ (انہوں نے اللہ تعالیٰ کی متعین کردہ سیدھی راہ کو بیچ کر غلط راستوں کو خریدا۔ مغفرت کے بدلے میں تباہیاں مول لیں۔ ذرا سوچو کہ سب کچھ دیکھتے بھالتے اِس طرح تباہیوں کے جہنم کی طرف بڑھے چلے جانا کتنی بڑی جسارت کا کام ہے! یہ اپنی قوت برداشت کے متعلق کس قدر غلط اندازہ لگا رہے ہیں یہ اُس تباہی کا مقابلہ ہی نہیں کر سکیں گے اس کو برداشت ہی نہیں کر سکیں گے۔)

8۔ دنیا کی زندگی تو محض کھیل اور تماشا ہے اور اگر تم ایمان لاؤ گے اور تقویٰ شعاری کرو گے تو وہ تم کو تمہارا اجر دے گا اور تم سے تمہارا مال طلب نہیں کرے گا۔ اگر وہ تم سے مال طلب کرے اور تمہیں تنگ کرے تو تم بخل کرنے لگو اور وہ (بخل) تمہاری بدنیتی ظاہر کر کے رہے۔ دیکھو تم وہ لوگ ہو کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے لیے بلائے جاتے ہو تو

تم میں ایسے شخص بھی ہیں جو بخل کرنے لگتے ہیں اور جو بخل کرتا ہے اپنے آپ سے بخل کرتا ہے اور اللہ بے نیاز ہے اور تم محتاج اور اگر تم منہ پھیرو گے تو وہ تمہاری جگہ اور لوگوں کو لے آئے گا اور وہ تمہاری طرح کے نہیں ہوں گے۔ (محمد:38-36)

9۔ جان رکھو کہ دنیا کی زندگی محض کھیل اور تماشا اور زینت (وآرائش) اور تمہارے آپس میں فخر (وستائش) اور مال واولاد کی ایک دوسرے سے زیادہ طلب (وخواہش) ہے (اس کی مثال ایسی ہے) جیسے بارش کہ (اس سے کھیتی اگتی اور) کسانوں کو کھیتی بھلی لگتی ہے پھر وہ خوب زور پر آتی ہے پھر (اے دیکھنے والے) تو اس کو دیکھتا ہے کہ (پک کر) زرد پڑ جاتی ہے پھر چورا چورا ہو جاتی ہے اور آخرت میں (کافروں کے لیے) عذاب شدید اور (مومنوں کے لیے) اللہ کی طرف سے بخشش اور خوشنودی ہے اور دنیا کی زندگی تو متاع فریب ہے۔ (الحدید:20)

10۔ **اللہ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور ان کے مال خرید لئے ہیں اور اس کے بدلے میں ان کے لئے جنت ہے**

یہ لوگ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں تو مارتے بھی ہیں تو مارے بھی جاتے ہیں یہ تورات، انجیل اور (اب) قرآن میں اللہ کا سچا وعدہ ہے جس کو وہ ضرور پورا کرے گا اور اللہ سے زیادہ وعدہ پورا کرنے والا کون ہے؟

سو جو سودا تم نے کیا ہے اس سے خوش رہو کہ

یہی سب سے بڑی کامیابی، الفوزالعظیم GREAT AND LIFE TIME ACHIEVEMENT ہے۔ (توبہ:111)

(ایمان کا مطلب ہی یہ ہے کہ اللہ مومنوں سے ان کے جان و مال خرید لیتا ہے اور بدلے میں جنت دیتا ہے۔ یعنی مومن اللہ سے ایک سودا کرتا ہے۔ جنت کو اپنی جان اور اپنا مال دے کر خریدتا ہے۔ مومن کو اس سودے، خرید و فروخت پر بڑی خوشی ہوتی ہے کہ اس میں بہت زیادہ نفع ہوتا ہے۔ اس دنیا کی عارضی زندگی، چار روزہ زندگی بطور قیمت ادا کر کے جنت کی ابدی اور لازوال زندگی خرید لیتا ہے کہ جس کی بہاروں پر کبھی بھی خزاں نہ آئے اور نہ ہی موت آئے۔)

11۔ جو لوگ اللہ کی کتاب (قرآن، عمل کرنے کے لئے) پڑھتے ہیں اور الصلوٰۃ قائم کرتے ہیں اور

جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے پوشیدہ اور کھلے عام خرچ کرتے ہیں یہ لوگ اس تجارت کے امیدوار ہیں جو کبھی تباہ نہیں ہوگی۔

کیونکہ اللہ ان کو پورا پورا بدلہ دے گا اور اپنے فضل سے کچھ زیادہ بھی دے گا۔ بلاشبہ اللہ غفور بھی ہے اور شکور بھی۔ (فاطر: 30-29)

12۔ (اس آیت سے پہلے منافقوں کی ذہنیت کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ وہ لوگ مومنوں سے ہنسی مذاق کیا کرتے تھے، ان کی باتوں کو سنجیدگی سے نہیں سنتے تھے۔ اس آیت میں بھی منافقوں کے لئے کہا جا رہا ہے کہ)

یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت چھوڑ کر گمراہی خریدی۔

یہ ایک ایسی تجارت تھی کہ اس تجارت سے ان کو کچھ نفع حاصل نہیں ہوا اور نہ ہی وہ ہدایت یاب ہوئے۔ (البقرہ: 16)

13۔ ایک وقت وہ بھی آئے گا جب خرید وفروخت کام نہیں آئے گی:

مومنو! جو کچھ رزق ہم نے تم کو دیا ہے اس میں سے اس دن کے آنے سے پہلے پہلے خرچ کرلو کہ
جس دن نہ سودا ہو یعنی اس دن کوئی خرید وفروخت نہیں ہوگی اور نہ ہی دوستی اور سفارش قبول ہو سکے گی
اور کفر کرنے والے ظالم ہیں۔ کفر کر کے اپنے آپ پر ظلم کرنے والے ہوتے ہیں۔ (البقرہ: 254)

14۔ اے رسول میری طرف سے میرے مومن بندوں سے کہہ دیجئے کہ وہ الصلوٰۃ قائم کریں اور اس دن کے آنے سے پہلے
کہ جس دن نہ تو خرید وفروخت ہوگی اور نہ ہی کسی کی دوستی کام آئے گی جو کچھ ہم نے ان کو رزق دیا ہے اس میں سے کھلے عام یا پوشیدہ طور پر خرچ کرتے رہیں۔ (ابراہیم: 31)

جو دے سکتے ہیں دیتے ہیں

جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے ہیں (یعنی اس عذاب سے ڈرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی وجہ سے آیا کرتا ہے)۔ اور جو اپنے رب کی آیات پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور جو اپنے رب کے ساتھ شریک نہیں کرتے۔

اور جو دے سکتے ہیں دیتے ہیں

اور ان کے دل اس بات سے ڈرتے رہتے ہیں کہ ان کو اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ یہی لوگ الخیرات کے کاموں میں جلدی کرتے اور یہی (ان خیرات کے کاموں میں) سبقت لے جاتے ہیں۔ (المومنون: 61-57)

قرض حسنہ

قَرْضاً حَسَناً

اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو پسند نہیں کرتا جو کنجوسی کرتے ہیں اور دین اسلام کے قیام کے لئے اپنا مال اور جان خرچ نہیں کرتے۔ آپ پورا قرآن توجہ کے ساتھ پڑھ جایئے، آپ پڑھیں گے کہ اللہ پاک نے مسلمانوں کو اپنا مال اور رزق خرچ کرنے کا حکم اتنی مرتبہ دیا ہے کہ آپ کو لگے گا کہ یہ حکم تو گویا قرآن کے ہر ورق پر ہے۔ قرآن میں مسلمانوں کو قدم قدم پر صدقات، خیرات، انفاق، زکوٰۃ، فدیہ، احسان، تالیف قلوب یعنی غریبوں کی یا کسی کی دل جوئی کرنے کے لئے اور کفارے وغیرہ کی صورت میں مال خرچ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

ان سب کے علاوہ قرآن میں اللہ تعالیٰ مسلمانوں سے قرض حسنہ کے طور پر بھی مال دینے کا حکم دیتا ہے، قرض حسنہ کے بارے میں مندرجہ ذیل آیات پر توجہ فرمایئے۔

1۔ کوئی ہے کہ اللہ کو قَرْضًا حَسَنًا قرض حسنہ دے کہ وہ اس کے بدلے اس کو کئی حصے زیادہ دے گا اور اللہ ہی روزی کو تنگ کرتا ہے اور (وہی اسے) کشادہ کرتا ہے (یعنی رزق میں تنگی اور کشادگی اس کے قانون کے مطابق ہوتی ہے، النجم: 39) اور تم اسی کی طرف لوٹ کر جاؤ گے۔ (البقرہ:245)

2۔ اور اللہ نے بنی اسرائیل سے اقرار لیا اور ان میں ہم نے بارہ سردار مقرر

کیے۔ پھر اللہ نے فرمایا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں اگر تم اَقَمْتُمُ الصَّلٰوۃَ اور زکوٰۃ دیتے رہو گے اور میرے رسولوں پر ایمان لاؤ گے اور ان کی مدد کرو گے

اور اللہ کو قَرْضًا حَسَنًا دو گے

تو میں تم سے تمہارے گناہ دور کر دوں گا اور تم کو جنتوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں پھر جس نے اس کے بعد تم میں سے کفر کیا وہ سیدھے رستے سے بھٹک گیا۔ (المائدہ:12)

3۔ اور تم کو کیا ہوا ہے کہ اللہ کے رستے میں خرچ نہیں کرتے حالانکہ آسمانوں اور زمین کی وراثت اللہ ہی کی ہے جس شخص نے تم میں سے فتح (مکہ) سے پہلے خرچ کیا اور لڑائی کی وہ (اور جس نے یہ کام پیچھے کیے وہ) برابر نہیں ان کا درجہ ان لوگوں سے کہیں بڑھ کر ہے جنہوں نے بعد میں خرچ (اموال) اور (کفار سے) جہاد وقتال کیا اور اللہ نے سب سے حسین وعدہ کیا ہے اور جو کام تم کرتے ہو اللہ ان کی بڑی باریک بینی کے ساتھ خبر اور علم رکھتا ہے۔

کون ہے جو اللہ کو قَرْضًا حَسَنًا یعنی قرض حسنہ دے

تو وہ اس کو اس سے دگنا ادا کرے اور اس کے لیے اجر کریم ہے۔ (الحدید:11-10)

4۔ جو لوگ خیرات کرنے والے ہیں مرد بھی اور عورتیں بھی

اور اللہ کو قَرْضًا حَسَنًا دیتے ہیں

ان کو دوگنا ادا کیا جائے گا اور ان کے لیے اجر کریم ہے۔ (الحدید:18)

5۔ اگر تم اللہ کو قَرْضًا حَسَنًا دو گے

تو وہ تم کو اس کا دوگنا دے گا اور تمہاری مغفرت بھی کر دے گا اور اللہ شکور و حلیم ہے۔ (التغابن: 17) مزید دیکھئے المزمل: 20

وَ مَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا

اللہ سے بڑھ کر بات کا سچا کون ہے؟ (النساء:87)

اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند نہیں ہے کہ ایک بندۂ مومن ایسی بات کہے جس پر وہ عمل نہ کرتا ہو:

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ○ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ○ (الصف:2-3)

مومنو! تم ایسی باتیں کیوں کہا کرتے ہو جو کیا نہیں کرتے۔ اللہ اس بات سے سخت بیزار ہے کہ ایسی بات کہو جو کرو نہیں۔

قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بارے میں فرمایا ہے کہ وہ وعدہ خلافی نہیں کرتا۔ کسی چیز کے بارے میں اگر اللہ تعالیٰ نے ہم سے وعدہ کرلیا ہے تو وہ اسے ضرور پورا کرے گا اور کرتا بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے وعدے سچے ہوتے ہیں یعنی اللہ پاک جو کہتے ہیں وہی کرتے ہیں کبھی وعدہ خلافی نہیں کرتے۔ وعدے کے بارے میں آیات اور معنی اسی کتاب میں آپ آگے چل کر پڑھیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے بارے میں ایسا بھی فرمایا ہے کہ

اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○ (ہود:56)

یقیناً میرا رب صراط مستقیم پر ہے۔

یہ آیت پوری لکھ رہے ہیں جس میں بتایا جارہا ہے کہ میرا رب یقیناً صراطِ مستقیم پر ہے۔

اِنِّيْ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ رَبِّيْ وَ رَبِّكُمْ ؕ مَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِيَتِهَا ؕ اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○ (ہود:56)

میں اللہ پر جو میرا اور تمہارا (سب کا) رب ہے بھروسا رکھتا ہوں (زمین پر) جو چلنے پھرنے والا ہے سب پر اس کا کنٹرول ہے اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْم یقیناً میرا رب صراط مستقیم پر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو یہ دعا بتائی ہے کہ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ

اللہ تعالیٰ خود صراطِ مستقیم پر ہے تو وہ اپنے بندوں سے بھی یہی چاہتا ہے کہ وہ بھی صراطِ مستقیم پر رہیں۔

اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ بات ناپسندیدہ ہے کہ ہم مسلمان ہوتے ہوئے ایسی بات کہیں جو ہم عملی طور پر نہ کریں۔ انسان کا سب سے بڑا جرم بھی یہ ہے کہ وہ جس بات کو صحیح سمجھتا ہو اس کے خلاف کرے۔ اگر کوئی انسان یہ سمجھے کہ سچ بولنا اچھی بات ہے تو اس کو زندگی کے ہر معاملے میں سچ بولنا ہوگا اگر اس کی سچی بات اس کے ماں باپ کے خلاف ہی کیوں نہ جائے تب بھی اس کو سچ ہی بولنا ہوگا۔ (النساء:135) سچ بھی ایسا کہ جو بالکل واضح اور صاف الفاظ میں سچ ہو، سچ کو توڑ مروڑ کر یا لفظوں کو گھما پھرا کر بھی نہیں کہنا ہوگا۔ (الاحزاب:70)

اللہ تعالیٰ صراطِ مستقیم پر ہے۔ اللہ تعالیٰ وعدہ خلافی بھی نہیں کرتا۔ گویا اللہ تعالیٰ وہی کہتا ہے جو کرتا بھی ہے۔ یہ نکات ذہن میں رکھتے ہوئے اگر اللہ تعالیٰ کو ''سمجھنا'' ہو تو اس کی ''باتوں'' پر غور کیجیے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: جب بارش کسی ویران اور بنجر زمین پر برستی ہے تو تم دیکھتے ہو کہ اس ویران اور بنجر زمین پر سبزہ اگنے لگتا ہے۔ بارشوں سے ویران زمین سرسبز و شاداب ہو جاتی ہے۔ اس بات کو فاطر:9 میں اس طرح فرمایا (ترجمہ) ''اور اللہ ہی تو ہے جو ہوائیں چلاتا ہے اور وہ بادلوں کو ابھارتی ہیں پھر ہم اس کو ایک بے جان شہر کی طرف چلاتے ہیں پھر اس سے زمین کو اس کے مرنے کے بعد زندہ کر دیتے ہیں۔ اسی طرح مردوں کو بھی جی اٹھنا ہوگا''۔ بارشوں کے بعد کا نظارہ ہم سب نے اپنی زندگی میں بیسیوں کیا سینکڑوں بار کیا ہے۔ بارانی زمینوں پر بارش کے بعد لہلہاتے کھیتوں اور سرسبز اور شاداب باغوں کو آپ نے ضرور دیکھا ہوگا۔

کیا تم نے نہیں دیکھا؟

سورۂ فاطر کی دو آیات کا ترجمہ پڑھیے:

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے آسمان سے بارش برسائی تو ہم نے اس سے طرح طرح کے رنگوں کے پھل پیدا کیے اور پہاڑوں میں سفید اور سرخ رنگوں کے قطعات ہیں اور (بعض) بہت ہی زیادہ کالے JET BLACK ہیں۔ انسانوں اور جانوروں اور چارپایوں کے بھی کئی طرح کے رنگ ہیں اللہ سے تو اس کے بندوں میں سے وہی ڈرتے ہیں جو صاحب علم ہیں۔ یقیناً اللہ عزیز اور غفور ہے (فاطر:28-27)

دیکھیے اور غور کیجیے کہ بارشوں کے پانی سے پیدا ہونے والے درختوں میں مختلف رنگوں کے پھل ہیں کہ نہیں؟ پہاڑوں کی سیر بھی کر لیجیے کہ ان میں سفید، سرخ اور کالے رنگوں کی چٹانیں ہیں کہ نہیں؟ انسانوں اور جانوروں کو بھی دیکھ جایئے کہ ان کے بھی مختلف رنگ ہیں کہ نہیں۔ یہاں ہم آپ کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جو بات اپنے بندوں سے کہتا وہی کرتا بھی ہے۔ سورۂ النور میں فرمایا:

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ ہی بادلوں کو چلاتا ہے پھر ان کو آپس میں ملا دیتا ہے پھر ان کو تہ بہ تہ کر دیتا ہے پھر تم دیکھتے ہو کہ بادل میں سے پانی بارش کی صورت میں برس رہا ہے اور آسمان میں جو (اولوں کے) پہاڑ ہیں ان سے اولے نازل کرتا ہے تو جس پر چاہتا ہے اس کو برسا دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے ہٹا رکھتا ہے اور بادل میں جو بجلی ہوتی ہے اس کی چمک آنکھوں کو (خیرہ کر کے بینائی کو) اچکے لیے جاتی ہے۔ (النور:43)

اللہ ہی رات اور دن کو بدلتا رہتا ہے۔ اہل بصارت کے لیے اس میں بڑی عبرت ہے۔ (النور:44)

اور اللہ ہی نے ہر چلنے پھرنے والے جاندار کو پانی سے پیدا کیا تو ان میں سے بعض ایسے ہیں کہ پیٹ کے بل چلتے ہیں اور بعض ایسے ہیں جو دو پاؤں پر چلتے ہیں اور

بعض ایسے ہیں جو چار پاؤں پر چلتے ہیں اللہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ (النور: 45)

آپ کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ
اللہ تعالیٰ صراطِ مستقیم پر ہے،
اللہ تعالیٰ جو کہتا ہے وہی کرتا بھی ہے
وہ وعدہ خلافی نہیں کرتا۔
وعدہ خلافی کرنا اللہ تعالیٰ کی ''عادت'' نہیں ہے

....فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ۚ وَ لَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِيْلًا ○
(فاطر: 43)

تم اللہ کی سنت (عادت) میں ہرگز تبدیلی نہ پاؤ گے اور اللہ کے طریقے میں کبھی تغیر نہ دیکھو گے۔

ضروری ہے کہ آپ کے لیے سورۂ فاطر: 28-27 عربی ٹیکسٹ کے ساتھ بھی لکھ دیں:

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ ثَمَرٰتٍ مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهَا ؕ وَ مِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌۢ بِيْضٌ وَّ حُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهَا وَ غَرَابِيْبُ سُوْدٌ ○ وَ مِنَ النَّاسِ وَالدَّوَآبِّ وَ الْاَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ كَذٰلِكَ ؕ اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ غَفُوْرٌ ○
(فاطر: 28-27)

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے آسمان سے بارش برسائی تو ہم نے اس سے طرح طرح کے رنگوں کے میوے پیدا کئے اور پہاڑوں میں سفید اور سرخ رنگوں کے قطعات ہیں اور (بعض) کالے سیاہ JET BLACK ہیں۔ انسانوں اور جانوروں اور چوپایوں کے بھی کئی طرح کے رنگ ہیں اللہ سے تو اس کے بندوں میں سے وہی ڈرتے ہیں جو علماء یعنی صاحبانِ علم ہیں۔ یقیناً اللہ عَزِيْزٌ غَفُوْرٌ ہے۔

اپنی کتابوں میں ہم آپ سے ہمیشہ ایک درخواست کرتے رہتے ہیں کہ جب

بھی آپ ہماری یا کسی بھی کتاب میں قرآنِ کریم کی آیات کے حوالے سے کوئی بات پڑھیں تو آپ اپنے سامنے اپنا کوئی بھی پسندیدہ ترجمہء قرآن اور لکھنے کے لیے کاپی یا نوٹ بک اور قلم اپنے ہاتھ میں ضرور رکھیں تاکہ آپ لکھ لکھ کر پڑھیں اور سمجھیں۔ ہم اپنی کتابوں کے آخر میں آپ کی آسانی کے لیے چند خالی صفحات بھی چھوڑ دیتے ہیں تاکہ آپ کو فوری طور پر لکھنے کے لیے کاغذ تلاش نہ کرنا پڑے۔ فاطر کی آیات 28-27 کے بعد فاطر کی آیت 29 میں آپ پڑھیں گے کہ جو لوگ کتاب اللہ کی تلاوت کرتے ہیں اور اقاموالصلوٰۃ کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے پوشیدہ اور ظاہر خرچ کرتے ہیں وہ اس تجارت کے امیدوار ہیں جو کبھی تباہ نہیں ہوگی۔

ان تینوں آیات مبارکہ کو پڑھتے ہوئے آپ یہ سوچیئے اور غور فرمایئے کہ کیا بارش کے بعد کسی بنجر زمین میں پیدا ہونے والے درختوں میں مختلف رنگوں اور ذائقوں کے پھل پیدا ہوتے ہیں کہ نہیں؟ انسانوں میں اور جانوروں کے مختلف اور خوب صورت رنگ ہیں کہ نہیں یعنی جو کچھ اللہ کہتا ہے وہ کر رہا ہے کہ نہیں؟ اس بات پر سوچیئے کہ محسوس چیزوں کی مثالیں دے دے کر اللہ تعالیٰ جو باتیں سمجھانا چاہتا ہے وہ باتیں صحیح ہیں یا غلط۔ آیت 28 میں پھر یہ بھی فرمایا کہ ''اس کے بندوں میں سے **علماء، صاحبانِ علم** ہی ہیں جو ڈرتے ہیں۔ یعنی جو لوگ قرآن پڑھتے ہوئے اپنی دنیا میں ان باتوں کو اسی طرح ہوتے ہوئے دیکھتے ہیں جس طرح سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے تو اللہ کی کبریائی کی وجہ سے ان پر ہیبت طاری ہو جاتی ہے۔ وہ ڈر جاتے ہیں کہ واقعی اللہ جو کہتا ہے وہی کرتا بھی ہے۔ یہی صراطِ مستقیم ہے کہ جو کہا جائے وہ کیا جائے۔ پیچھے لکھی ہوئی فاطر :29 ایک بار اور پڑھیے، اس کے ساتھ ہم فاطر :30 کا ترجمہ بھی لکھ رہے ہیں:

جو لوگ کتاب اللہ کی تلاوت کرتے ہیں اور اقاموالصلوٰۃ کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے پوشیدہ اور ظاہر خرچ کرتے ہیں وہ اس تجارت کے امیدوار ہیں جو کبھی تباہ نہیں ہوگی۔ (فاطر :29) کیونکہ اللہ ان کو پورا پورا بدلہ دے

گا اور اپنے فضل سے کچھ زیادہ بھی دے گا۔ وہ تو غفور اور شکور ہے۔ (فاطر:30)

غور فرمائیے کہا جارہا ہے کہ:

1۔ جو لوگ اللہ کی کتاب پڑھتے ہیں۔

2۔ اقاموالصلوٰۃ کرتے ہیں۔

3۔ جو کچھ ہم نے ان کو عطا فرمایا ہے اس میں سے ظاہر اور پوشیدہ طور پر خرچ کرتے ہیں۔

4۔ وہ ایسی تجارت کے امیدوار ہیں جو کبھی تباہ نہیں ہو گی۔

پھر فاطر:30 میں فرمایا کہ اللہ ان کو پورا پورا بدلہ دے گا نہ صرف یہ بلکہ اپنے فضل سے زیادہ بھی دے گا۔ پہلے یہ فرمایا تھا کہ آسمان سے بارش برسنے کے بعد طرح طرح کے رنگوں کے پھل پیدا کیے جاتے ہیں۔ پہاڑوں کے ساتھ ساتھ انسانوں اور جانوروں کے بھی مختلف اور خوبصورت رنگ ہیں۔ یہ وہ حقائق ہیں جو کبھی بھی جھٹلائے نہیں جا سکتے۔ اسی طرح ہمیں اس بات پر یقین کرنا ہو گا کہ کتاب اللہ کی تلاوت کرنے والوں، اقاموالصلوٰۃ اور ظاہر اور پوشیدہ طور پر خرچ کرنے والوں کی تجارت کبھی بھی تباہ نہیں ہو گی۔ (البقرہ:261 میں ہے کہ جو لوگ اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان (کے مال) کی مثال اس دانے کی سی ہے جس سے سات بالیں اُگیں اور ہر ایک بال میں سو سو دانے ہوں اور اللہ جس (کے مال) کو چاہتا ہے زیادہ کرتا ہے وہ واسع (وسعت والا) اور علیم ہے۔ تمام باتوں کا علم رکھنے والا ہے۔

آگے بڑھنے سے پہلے ہم آپ کو یاد دلا دیں کہ قرآن کے احکام و ہدایات آج ہمارے لیے ہیں۔ جن احکام پر آج ہم انفرادی طور پر عمل کر سکتے ہیں ان پر عمل بھی کرنا ہو گا۔ یہ بات ذہن میں رکھتے ہوئے فاطر:35-31 پر توجہ فرمائیے جس کا ترجمہ ہم نیچے لکھ رہے ہیں:

اور یہ کتاب جو ہم نے تمہاری طرف بھیجی ہے برحق ہے اور ان (کتابوں) کی تصدیق کرتی ہے جو اس سے پہلے کی ہیں۔ بے شک اللہ اپنے بندوں سے خبردار

(اور ان کو) دیکھنے والا ہے۔ پھر ہم نے ان لوگوں کو کتاب کا وارث ٹھہرایا جن کو اپنے بندوں میں سے برگزیدہ SELECTED کیا تو کچھ تو ان میں سے اپنے آپ پر ظلم کرتے ہیں اور کچھ میانہ رو ہیں اور کچھ اللہ کے حکم سے نیکیوں میں آگے نکل جانے والے ہیں۔ یہی بڑا فضل ہے۔ (ان لوگوں کے لیے) جنت جاودانی (ہیں) جن میں وہ داخل ہوں گے وہاں ان کو سونے کے کنگن اور موتی پہنائے جائیں گے اور ان کی پوشاک ریشمی ہوگی۔ وہ کہیں گے کہ اللہ کا شکر ہے جس نے ہم سے غم دور کیا بے شک ہمارا رب غفور اور شکور ہے۔ جس نے ہم کو اپنے فضل سے ہمیشہ کے رہنے کے گھر میں اتارا۔ یہاں

نہ تو ہم کو رنج پہنچے گا اور نہ ہمیں تھکن ہی ہوگی۔ (فاطر:35-31)

غور فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ انسانوں کو غموں سے دور رکھنا چاہتا ہے اور ایسے گھر دے گا جہاں رنج نہ پہنچے اور نہ ہی تھکن کا احساس ہو۔ ہماری دنیا کے گھروں سے اللہ کے تجویز کردہ گھروں کا مقابلہ کر کے دیکھئے۔

آپ نے اپنے دوستوں اور عزیزوں سے اکثر یہ سنا اور شاید خود بھی ایسا کہا ہو گا کہ یار ہم بہت مصروف ہیں۔ ہمارے پاس وقت نہیں ہے۔ زندگی اتنی مصروف ہوگئی ہے کہ کچھ کرنے کے لیے وقت ہی نہیں بچتا۔ آج ہم میں سے اکثر لوگوں کے پاس وقت نہیں ہے کہ قرآنِ کریم پڑھیں سمجھیں اور قرآن کی ان ہدایات عمل کریں جن پر انفرادی طور پر عمل کیا جا سکتا ہو۔ فاطر:38-36 پر غور فرمایئے کہ کیا بات بتائی جارہی ہے:

اور جن لوگوں نے کفر کیا ان کے لیے دوزخ کی آگ ہے۔ نہ انہیں موت آئے گی کہ مر جائیں اور نہ اس کا عذاب ہی ان سے ہلکا کیا جائے گا ہم ہر ایک ناشکرے کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں۔ وہ اس میں چلائیں گے کہ اے رب ہم کو نکال لے (اب) ہم نیک عمل کیا کریں گے نہ وہ جو (پہلے) کرتے تھے (ان کو کہا جائے گا کہ)

کیا ہم نے تم کو اتنی عمر نہیں دی تھی کہ اس میں جو سوچنا چاہتا سوچ لیتا

اور تمہارے پاس ڈرانے والا بھی آیا تو اب مزے چکھو یعنی اپنے اعمال کے نتائج بھگتو، ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔ بے شک اللہ ہی آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ باتوں کا جاننے والا ہے وہ تو دل کے بھیدوں تک سے واقف ہے۔ (فاطر:38-36)

اگر آج آپ کی زندگی بھی مصروف گزر رہی ہو، آپ کے پاس بھی اتنا وقت نہیں ہے کہ قرآن کی ان ہدایات پر ذاتی اور انفرادی طور پر عمل کر سکیں جن پر ذاتی اور انفرادی طور پر عمل کر سکتے ہوں تو اوپر لکھی آیات کے ترجمے کو بار بار پڑھئے اور دیر تک سوچئے کہ اگر وہ وقت آ جائے اور پوچھنے والا آپ سے یہ پوچھ لے کہ کیا ہم نے تم کو اتنی عمر نہیں دی تھی؟ اگر اس سوال کا جواب دینے کی صلاحیت اور طاقت ہو تو ابھی سے اس کا جواب تلاش کر کے یاد کرلیں تاکہ وقت آنے پر آپ فوراً جواب بھی دے سکیں۔ یہ ہمارا یقین ہے کہ اس کا جواب کسی کے پاس نہیں ہے، ہمارے پاس بھی نہیں ہے، تو پھر کیا عقل مندی کا تقاضہ یہ نہیں ہے ہم قرآن کے ان احکامات پر، جن پر ہم انفرادی طور پر عمل کر سکتے ہوں ان پر عمل بھی کریں اور اپنے آپ کو، نہ صرف اپنے آپ کو بلکہ اپنے گھر والوں کو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس تعارف سے خود کو بچالیں جب وہ اپنی قوم کا تعارف کرواتے ہوئے اللہ تعالی سے کہیں گے کہ یہ ہے میری قوم جس نے قرآن کو مھجور کر دیا تھا، چھوڑ دیا تھا۔ (الفرقان:30)

یہ بات السجدہ:18-11 میں اس طرح بھی سمجھائی گئی ہے:

کہہ دو کہ موت کا فرشتہ جو تم پر مقرر کیا گیا ہے تمہاری روحیں قبض کر لیتا ہے پھر تم اپنے رب کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ (السجدہ:11)

اور (تم تعجب کرو) جب دیکھو کہ مجرمین اپنے رب کے سامنے سر جھکائے ہوں گے (اور کہیں گے کہ) اے ہمارے رب ہم نے دیکھ لیا اور سن لیا تو

ہم کو (دنیا میں) واپس بھیج دے کہ نیک عمل کریں

بے شک ہم یقین کرنے والے ہیں۔ (السجدہ:12)

اور اگر ہم چاہتے تو ہر شخص کو ہدایت دے دیتے لیکن میری طرف سے یہ بات قرار پا چکی ہے کہ میں جہنم کو جنوں اور انسانوں سب سے بھر دوں گا۔ (السجدہ:13)

سو (اب آگ کے) مزے چکھو اس لیے کہ

تم نے اس دن کے آنے کو بھلا رکھا تھا (آج) ہم بھی تمہیں بھلا دیں گے

اور جو کام تم کرتے تھے ان کی سزا میں ہمیشہ کے عذاب کے مزے چکھتے رہو۔
(السجدہ:14)

ہماری آیتوں پر تو وہی لوگ ایمان لاتے ہیں کہ جب ان کو ان سے نصیحت کی جاتی ہے تو سجدے میں گر پڑتے اور اپنے رب کی تعریف کے ساتھ تسبیح کرتے ہیں اور غرور نہیں کرتے۔ (السجدہ:15)

ان کے پہلو بچھونوں سے الگ رہتے ہیں یعنی راتوں کی نیند بھی ان سے دور بھاگتی ہے (اور) وہ اپنے رب کو خوف اور امید سے پکارتے اور جو (مال) ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ (السجدہ:16)

کوئی شخص نہیں جانتا کہ ان کے لیے کیسی آنکھوں کی ٹھنڈک چھپا کر رکھی گئی ہے۔ یہ ان اعمال کا صلہ ہے جو وہ کرتے تھے۔ (السجدہ:17)

بھلا جو مومن ہو وہ اس شخص کی طرح ہو سکتا ہے جو نافرمان ہو؟ دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔ (السجدہ:18)

اب تک جتنی آیاتِ مبارکہ آپ نے پڑھی ہیں ان میں کوئی بھی ایسی مشکل بات نہیں ہے جو سمجھ نہ آئے۔ جب ہم اپنے اردگرد اپنے دوستوں اور ملنے جلنے والوں کو روزی روٹی کے چکر میں بے حد مصروف دیکھتے ہیں تو ان کو دیکھ کر افسوس ہی ہوتا ہے کہ اعلیٰ تعلیم اور اعلیٰ عہدوں EXECUTIVE POSTS کی وجہ سے بے پناہ مصروفیات نے ان کو زندگی کی خوشیوں سے محروم کر دیا ہے۔ ہم اپنے ان مزدور اور محنت کش بہن بھائیوں کی بات نہیں کر رہے جو بے چارے دن میں اوسطاً 12-12 گھنٹے مصروف رہنے کے باوجود اپنے بال بچوں کے لیے اتنا بھی نہیں کما سکتے کہ ان کی بنیادی ضرورتیں ہی پوری ہو جائیں۔

ہم آپ کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ صراطِ مستقیم پر ہے جو کبھی بھی وعدہ خلافی نہیں کرتا۔ اس کو یہ بات پسند نہیں ہے کہ جو کہا جائے وہ عملاً نہ کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ

نے یہ فرمایا ہے بارش کے بعد زمین میں رنگ برنگے پھل پیدا ہوتے ہیں تو آپ یہ دیکھئے کہ کیا واقعی رنگ رنگ کے الگ الگ ذائقوں والے پھل پیدا ہو رہے ہیں کہ نہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ بارش کے بعد ویران اور بنجر زمینوں سے مختلف اور تر و تازہ پھل وغیرہ پیدا کر سکتا ہے تو ہمیں اس بات پر بھی یقین کر لینا چاہیے کہ ہم مرنے کے بعد آخرت میں دوبارہ زندہ کیے جائیں گے۔

ہم نے سورۃ فاطر کے علاوہ سورۃ المومنون اور السجدہ کی آیات مبارکہ سے بھی چند آیات لی ہیں۔ یہ قرآن کریم کا منفرد انداز ہے کہ وہ ایک ہی بات کو اپنی مختلف آیات میں سمجھاتا ہے۔ اس انداز کو تصریفِ آیات بھی کہا جاتا ہے۔ جس کا مطلب ہے ایک بات کو دہرا دہرا کر سمجھانا۔ ہم بھی اللہ تعالیٰ کے انداز بیان سے متاثر ہو کر دہرا دہرا کر بات سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں۔

دیکھئے الانعام: 46 جس کا ترجمہ ہے:

(ان کافروں سے) کہہ کر بھلا دیکھو تو اگر اللہ تمہارے کان اور آنکھیں چھین لے اور تمہارے دلوں پر مہر لگا دے تو اللہ کے سوا کون سا اِلٰہ ہے جو تمہیں یہ نعمتیں پھر بخشے؟ دیکھو ہم کس کس طرح اپنی آیتیں بیان کرتے ہیں پھر بھی یہ لوگ روگردانی کیے جاتے ہیں۔ (الانعام: 46) مزید دیکھئے، الانعام: 105۔

الفاظ معنی

اللہ کے وعدے

وعدہ کا بنیادی لفظ **وَعَدَ(و ع د)** ہے۔ **وَعَدَ، یَعِدُ، وِعداً، وِعِدَۃً**
ان کے معانی ہیں کوئی وعدہ کرنا۔ چاہے اچھی بات کے لیے کیا جائے یا بری بات
کے لیے۔ قرآن میں ہم پڑھتے ہیں کہ اللہ تم سے اس بات کا وعدہ کرتا ہے یا اللہ
نے تم سے اس بات کا وعدہ کیا تھا۔ اس کا مطلب ہوتا ہے اللہ کی باتوں پر عمل کرنے
کا لازمی نتیجہ وہی آئے گا جیسا کہ اس نے کہہ دیا ہے۔ اس لیے وہ نتیجہ آئے گا کہ
اللہ اپنے وعدے کو ضرور پورا کرتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ تم ایسا کرو گے تو ایسا
ہو گا اور ضرور ہو کر رہے گا۔ اللہ کے بتائے ہوئے قانون پر چلنے کا فطری نتیجہ وہی
آئے گا جیسا کہ اس نے کہہ دیا۔ وہی نتیجہ اس لیے آئے گا کہ اللہ کے وعدے سچے
ہیں۔ انسان کا ایک دوسرے کے ساتھ وعدہ کرنا اس طرح سے نہیں ہوا کرتا جس
طرح اللہ اپنے بندوں سے وعدہ کرتا ہے۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ .... (النور:55)

جولوگ تم میں سے ایمان لائے اور اعمالِ صالحہ کرتے رہے ان سے اللہ کا وعدہ ہے
کہ ان کو ملک کا حاکم بنا دے گا جیسا کہ ان سے پہلے لوگوں کو حاکم بنایا تھا۔

وَعَدَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ هِيَ حَسْبُهُمْ ۚ وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ۝ (التوبہ:68)

اللہ نے منافق مردوں اور منافق عورتوں اور کافروں سے آتشِ جہنم کا وعدہ کیا ہے
جس میں ہمیشہ (جلتے) رہیں گے وہی ان کے لائق ہے اور اللہ نے ان پر لعنت
کر دی ہے اور ان کے لیے ہمیشہ کا عذاب (تیار) ہے۔

ان آیات سے واضح ہے کہ اللہ کے وعدوں کا مطلب ہے وہ لازمی نتائج جو اس کے اصولوں پر عمل کرنے پر مرتب ہوں۔ یعنی اللہ کے قوانین پر چلنے کا وہی نتیجہ لازمی طور پر آئے گا جیسا کہ اللہ نے ہمیں اپنے قرآن میں سمجھا دیا ہے۔

اللہ کا وعدہ سچا ہوتا ہے۔ اللہ اپنے وعدے پر پورا اترتا ہے۔ یہ وعدہ مومنوں سے کیا ہو یا کافروں سے "اللہ تم سے وعدہ کرتا ہے" تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے قوانین کے مطابق انسانوں کے اعمال کا لازمی نتیجہ وہی ہو گا جو اس قانون پر چلنے یا اس کی خلاف ورزی کی وجہ سے ہو گا۔ اللہ کے وعدے سچے ہیں تو اس کا مطلب یہی ہے کہ اللہ کے قوانین اپنے ٹھیک نتائج پیدا کر کے رہتے ہیں۔ مثلاً

وَ نَادٰٓی اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اَصْحٰبَ النَّارِ اَنْ قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا ؕ قَالُوْا نَعَمْ ۚ فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌۢ بَيْنَهُمْ اَنْ لَّعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ○ (الاعراف:44)

اور اہل جنت دوزخیوں سے پکار کر کہیں گے کہ جو وعدہ ہمارے رب نے ہم سے کیا تھا ہم نے تو اسے سچا پا لیا بھلا جو وعدہ تمہارے رب نے تم سے کیا تھا تم نے بھی اسے سچا پایا؟ وہ کہیں گے ہاں، تو (اس وقت) ان میں ایک پکارنے والا پکار دے گا یعنی پکار کر کہے گا کہ ظالموں پر اللہ کی لعنت۔ (لعنت کا مطلب ہے اللہ کی نعمتوں سے محروم ہو جانا)

چند آیات کے ترجمے پڑھیے، اپنے پاس رکھے قرآن میں ان کو سیاق و سباق CONTEXT کے ساتھ بھی پڑھیے۔

1۔ جب (حساب کتاب کا) کام فیصل ہو چکے گا تو شیطان کہے گا (جو) وعدہ اللہ نے تم سے کیا تھا (وہ تو) سچا (تھا) اور (جو) وعدہ میں نے تم سے کیا تھا وہ جھوٹا تھا اور میرا تم پر کسی طرح کا زور نہیں تھا۔ ہاں میں نے تم کو (گمراہی اور باطل کی طرف) بلایا تو تم نے (جلدی سے اور بے دلیل) میرا کہنا مان لیا تو (آج) مجھے ملامت نہ کرو اپنے آپ ہی کو ملامت کرو۔ نہ میں تمہاری فریاد رسی کر سکتا ہوں اور نہ تم میری فریاد رسی کر سکتے ہو۔ میں اس

بات سے انکار کرتا ہوں کہ تم پہلے مجھے شریک بناتے تھے۔ بے شک جو ظالم ہیں ان کے لیے درد دینے والا عذاب ہے۔ (ابراہیم: 22)

2۔ اور جب منافق اور وہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری ہے کہنے لگے کہ اللہ اور اس کے رسول نے تو ہم سے محض دھوکے کا وعدہ کیا تھا۔ (الاحزاب: 12)

3۔ اور جب مومنوں نے (کافروں کے) لشکر کو دیکھا تو کہنے لگے یہ وہی ہے جس کا اللہ اور اس کے پیغمبر نے ہم سے وعدہ کیا تھا اور اللہ اور اس کے پیغمبر نے سچ کہا تھا اور اس سے ان کا ایمان اور اطاعت اور زیادہ ہوگئی۔ (الاحزاب: 22)

4۔ اللہ نے منافق مردوں اور منافق عورتوں اور کافروں سے آتشِ جہنم کا وعدہ کیا ہے جس میں ہمیشہ (جلتے) رہیں گے وہی ان کے لائق ہے اور اللہ نے ان پر لعنت کر دی ہے اور ان کے لیے ہمیشہ کا عذاب (تیار) ہے۔ (توبہ: 68) (لعنت کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے محروم ہو جانا)

5۔ اللہ نے مومن مردوں اور مومن عورتوں سے جنتوں کا وعدہ کیا ہے جن کے نیچے کبھی بھی خشک نہ ہونے والی نہریں بہہ رہی ہیں (وہ) ان میں ہمیشہ رہیں گے اور جنات عدن میں مساکن طیبہ یعنی نفیس مکانات اور اللہ کی رضامندی تو سب سے بڑھ کر نعمت ہے یہی بڑی کامیابی GREAT AND LIFE TIME ACHIEVEMENT ہے۔ (توبہ: 72) مزید دیکھیے، المائدہ: 9، النساء: 95، الفتح: 29، مریم: 61

6۔ بھلا جس شخص سے ہم نے حسین وعدہ وَعۡدًا حَسَنًا کیا اور اس نے اسے حاصل (بھی) کرلیا تو کیا وہ اس شخص کا سا ہے جس کو ہم نے دنیا کی زندگی کے فائدے سے بہرہ مند کیا پھر وہ قیامت کے روز ان لوگوں میں

ہو جو (مجرموں کی طرح ہمارے روبرو) حاضر کئے جائیں گے۔ ان سے پکار کر کہا جائے گا کہ تمہارے وہ (لیڈر اور پیشوا) کہاں ہیں جن کو تم میرا شریک سمجھا کرتے تھے۔ (القصص: 62-61)

7۔ کہیں گے (اے ہے) ہمیں ہماری خواب گاہوں سے کس نے (جگا) اٹھایا؟ یہ وہی تو ہے جس کا وعدہ الرحمٰن نے کیا تھا اور رسولوں نے سچ کہا تھا۔ (یٰسٓ: 52)

صدق ۔ص دق (صدقات)

صدق، کوئی بات کرتے وقت انسان کا دِل اوراس کی زبان ہم آہنگ ہو۔
کوئی بات کرتے وقت جب انسان کا دِل اور زبان میں ہم آہنگی نہ ہو۔ دل میں کچھ اور بات ہو اور زبان پر کچھ اور ہو تو ایسی بات کو کذب یعنی جھوٹ کہا جائے گا۔

صدق ص د ق اس بنیادی لفظ کے بنیادی معنی ہیں قوت اورتوانائی۔ سچ یا سچی بات کو اَلصِدْقُ اسی لیے کہتے ہیں کہ سچ، سچا انسان اپنے اندر طاقت رکھتا ہے اور جھوٹ اور جھوٹا انسان کمزور اور بودا ہوتا ہے۔ یہ جو کہا جاتا ہے ناکہ حق کے آنے سے باطل بھاگ جاتا ہے اور باطل تو ہے ہی بھاگنے والی چیز تو اس کا مطلب یہی ہے کہ حق میں، سچائی میں طاقت ہوتی ہے۔ سچ کے سامنے کمزور یعنی باطل نہیں ٹھہر سکتا۔ (بنی اسرائیل: 81)

صِدِّیقْ وہ ہوتا ہے جو اپنے قول اور عقائد ونظریات میں سچا ہو، جو کچھ کہہ رہا ہو اس کو اپنے عمل سے سچ کر کے دکھائے۔ اس لیے صَدَّقَ کے معنی ہیں سچ کر کے دکھانا۔

الصَّدَقَہ ہر وہ چیز جو اللہ کی راہ میں اضافی طور پر دی جائے۔ صدقات واجب سے زیادہ دینے کو کہا جاتا ہے۔

صَدَقَةٌ کے لیے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ وہ چیز ہے جو واجب نہ ہو بلکہ واجب سے زائد کے طور پر دی جائے۔ زکوٰۃ اسلام کے بنیادی فرائض میں سے ایک ہے، جس کو ادا کرنا فرض/واجب ہے۔ جو رقم واجب سے زیادہ دی جائے وہ صدقات کے زمرے میں آجائے گی، صدقات کے لیے دیکھیے:

اللہ سود کو نابود (یعنی بے برکت) کرتا اور صدقات (کی برکت) کو بڑھاتا ہے اور

اللہ کسی ناشکرے گناہ گار کو دوست نہیں رکھتا۔ (البقرہ: 276)

صدقہ مسلم معاشرے میں ایک اجتماعی کام ہے۔ اس کا وصول کرنا اور خرچ کرنا اجتماعی کام ہے۔ آپ کو یہ سوال جواب معلوم ہی ہوں گے کہ جب پوچھنے والوں نے سوال کر کے پوچھا تھا: ...... یَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا یُنْفِقُوْنَ ؕ..... کہ ہم اللہ کی راہ میں کتنا مال خرچ کریں تو جواب میں صرف دو لفظ کہے گئے کہ قُلِ الْعَفْوَ ؕ کہہ دیجئے کہ جو ضرورت سے زیادہ ہو۔ (البقرہ: 219) بالکل یہی سوال ایک دفعہ پہلے بھی پوچھا جا چکا ہے: ...... یَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا یُنْفِقُوْنَ ؕ..... (البقرہ: 215) لوگ سوال کر کے پوچھتے ہیں کہ اللہ کی راہ میں کتنا مال خرچ کریں؟ اے رسول! ان کو میری طرف سے (جواب میں) کہہ دیجئے کہ جو کچھ بھی تم اپنے مال میں سے نکال سکتے ہو نکالو، تمہارے مال کے مستحق

1۔ تمہارے ماں باپ اور

2۔ تمہارے قریب، رشتے کے لحاظ سے بھی اور پڑوس میں رہنے کے حوالے سے بھی قریب۔

3۔ یتیم یعنی وہ لوگ جو معاشرے میں تنہا رہ گئے ہوں۔

4۔ مساکین وہ لوگ جن کا روزگار اور کاروبارِ حیات ختم ہو کر رہ گیا ہو۔ ان کی معاشی زندگی ساکن ہو گئی ہو۔

5۔ اور مسافروں کو دو۔ ایسے مسافر جن کا زادِ راہ ختم ہو چکا ہو اور وہ اپنے گاؤں یا شہر یا جہاں بھی وہ جانا چاہتے ہوں وہاں تک جانے کا ان کے پاس خرچ نہ ہو۔

جو کچھ بھی تم بھلائی کے کاموں میں خرچ کرو گے (وہ چھپی ہوئی نہیں رہ سکتی کہ تمہارے اچھے کام ضائع ہو جائیں) اللہ کو ان کا علم ہے۔

ان دونوں کے ایک جیسے سوال کے دو مختلف جوابات آپ نے پڑھے۔ سوچئے کہ قرآن میں حکم ہے کہ زیادہ سے زیادہ دوسروں کو دیا جائے۔ صدقات کی

صورت میں ہوں یا زکوٰۃ کے طور پر دیا جائے۔ ان دونوں آیات میں حکم دیا جارہا ہے کہ والدین، رشتے داروں (اقرباء)، یتیموں، مساکین اور مسافروں کو دو۔ (البقرہ:215) دوسری جگہ فرمایا کہ جو ضرورت سے زیادہ ہو وہ سب کا سب اللہ کی راہ میں کھلا رکھنا ہوگا۔

ہم آپ کے لیے دو آیات اور لکھ رہے ہیں۔ ہماری درخواست پر ان پر خصوصی توجہ فرمائیے۔ آپ کو یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ قرآن میں ہر حکم کی وضاحت اچھے طریقے سے مل جاتی ہے۔ ہم البقرہ:215 کے حوالے سے البقرہ کی ایک اور آیت: 177 پڑھانا چاہتے ہیں۔ اس سے پہلے کہ ہم البقرہ:177 لکھیں۔ ضروری ہے کہ البقرہ:176-174 بھی آپ کے سامنے رہے، ان پر بھی توجہ فرمائیے یہ بھی یاد رہے کہ آج قرآن کے مخاطب ہم ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات آج ہمارے لیے ہیں، آیات کے ترجمے پڑھیے:

جو لوگ (اللہ کی) کتاب سے ان (آیتوں اور ہدایتوں) کو جو اس نے نازل فرمائی ہیں چھپاتے اور ان کے بدلے تھوڑی سی قیمت (یعنی دنیاوی منفعت) حاصل کرتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں محض آگ بھرتے ہیں ایسے لوگوں سے اللہ قیامت کے دن نہ کلام کرے گا اور نہ ان کو (گناہوں سے) پاک کرے گا اور ان کے لئے دکھ دینے والا عذاب ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے ہدایت چھوڑ کر گمراہی اور مغفرت چھوڑ کر عذاب خریدا۔ یہ آتش (جہنم) کی کیسی برداشت کرنے والے ہیں (یعنی یہ لوگ اپنی قوت برداشت کے بارے میں بڑے غلط اندازے لگا رہے ہیں، ان کو نہیں معلوم کہ جہنم کی آگ ناقابل برداشت ہے)۔ یہ اس لئے کہ اللہ نے کتاب حق (سچائی) کے ساتھ نازل فرمائی اور جن لوگوں نے اس کتاب میں اختلاف کیا وہ ضد میں (آکر نیکی سے) دور (ہوگئے) ہیں۔ (البقرہ:176-174)

البقرہ:177 پر زیادہ توجہ دیجیے جس کا ترجمہ ہے:

مال سے محبت کے باوجود (اپنا مال و دولت)

1۔ القربیٰ اپنے قریب رہنے والوں کو دیں

2۔ یتیموں (الیتمٰی) اور

3۔ مساکین اور

4۔ مسافروں اور وہ

5۔ جو تم سے سوال کریں (سائلین) اور

6۔ گردنوں کے چھڑانے میں دیں۔ (فی الرقاب) ان لوگوں کی ضروریات پوری کریں جو قرضے کے بوجھ تلے دبے ہوں یا جن کی گردنیں غلامی میں پھنسی ہوئی ہوں۔

7۔ الصلوٰۃ قائم کریں اور

8۔ زکوٰۃ دیں۔

اس کے بعد آپ اس آیت میں یہ بھی دیکھیں گے کہ

9۔ جب عہد کریں تو اس کو پورا کریں۔

10۔ تکلیف میں اور اگر مخالفین مقابلے پر اتر آئیں تو ان کا ثابت قدمی اور استقامت سے مقابلہ کرنا اور خوف و ہراس کو اپنے قریب نہ آنے دینا۔ جو لوگ اس طرح کے کام کرتے ہیں یعنی اپنا مال ان لوگوں کو دے دیتے ہیں جن کا ذکر اس آیت میں کیا گیا ہے اور وقت پڑنے پر مخالفین کے سامنے اپنی جان کے ساتھ ثابت قدم (الصبٰرین) رہتے ہیں یہی ہیں جو کہ تقویٰ شعار ہیں۔ (البقرہ :177)

ہم آپ کی توجہ وَ اَقَامَ الصَّلٰوۃَ وَ اٰتَی الزَّکٰوۃَ پر چاہیں گے۔ پہلے آپ یہ دیکھئے کہ البقرہ کی دونوں آیات 177 اور 215 میں ہے کہ تم لوگ اپنا مال ان لوگوں کو دو یا ان کاموں میں خرچ کرو۔

1۔ والدین

2۔ اقربا، ذی القربیٰ جو تمہارے قریب ہوں رشتے کے لحاظ سے اور پڑوس میں رہنے کے اعتبار سے بھی

3۔ یتیموں کو

4۔ مساکین (وہ جن کے کاروبار ساکن ہو گئے ہوں)

5۔ مسافر (ابن السبیل)
6۔ اور سائل (سوالی) جو شخص اپنی ضرورت سوال کر کے مانگے
7۔ گردنوں کے چھڑانے کے لئے

آیت کے آخری الفاظ پر بھی توجہ فرمائیے۔ کہا جا رہا ہے کہ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا ط یہی لوگ ہیں جو سچے ہیں، اپنے اعمال سے، سچائی کو ثابت کرنے والے۔ جو احکام اللہ نے دیئے ہیں ان پر صدقِ دل سے، پوری سچائی کے ساتھ عمل کرنے والے۔ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ O جو اس بات سے ڈرتے ہیں کہ اگر سچائی کے ساتھ اللہ کے احکام پر عمل نہ کیا گیا تو عذاب آ جائے گا۔ اللہ کے احکام کی خلاف ورزی کی وجہ سے آنے والے عذاب سے ڈرنے والے۔

المعارج میں ہے کہ جو مصلین ہیں (الصلوٰۃ قائم کرنے والے) ان کے مال میں سائل اور محروم کا حَقِّ معلوم ہے۔ حَقِّ معلوم کا مطلب ہے ایسا حق جس کا علم لینے والے کو بھی ہو اور دینے والے کو بھی ہو۔ جس کی معلومات قرآن میں موجود ہے۔ (البقرہ: 177، 268-267) یعنی جو کچھ بھی دوسروں کو دیا جائے وہ ان کا حق سمجھ کر دیا جائے۔ حَقِّ معلوم AS OF RIGHT بطور حق ہوگا بطور بھیک یا بھکاری کے نہیں ہوگا۔ آپ کو معلوم ہی ہے کہ کسی کا حق ادا کرنے اور بھیک دینے میں بہت بڑا فرق ہے۔ سائل وہ جو اپنی ضرورت کے لئے دوسروں سے سوال کرتا ہو۔ محروم وہ جو اپنے منہ سے نہیں مانگتا ہمیں خود ایسے محروم لوگوں کو تلاش کرنا ہوگا۔

ہمیں اگر مال خرچ کرنے کا حکم ہے تو اس طرح کہ

(1) اس کا احسان نہ جتائیں۔
(2) نہ کسی کو تکلیف دیں۔ نہ ہی اذیت دی جائے۔
(3) نہ ہی دکھاوے کے لئے مال خرچ کیا جائے۔

دیکھئے البقرہ کی آیات 262-264۔

اسی سورت البقرہ کی آیات 273,274 پر غور کیجئے۔ جو مال تم خرچ کرو گے

تو ان ضرورت مندوں کے لئے جو اللہ کی راہ میں رکے بیٹھے ہیں اور ملک میں کسی طرف جانے کی طاقت نہیں رکھتے اور اپنے منہ سے مانگنا نہیں چاہتے۔ ناواقف شخص سمجھتا ہے کہ یہ لوگ غنی ہیں ان کو کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے۔ البتہ جاننے والے ان کے چہروں کو دیکھ کر سمجھ جاتے ہیں کہ یہ ضرورت مند ہیں اور شرم کی وجہ سے منہ پھاڑ کر اور لپٹ کر نہیں مانگ سکتے۔ ایسے لوگوں کی ضروریات پوری کرنے کے لئے تم ان لوگوں کو جو کچھ بھی دو گے اللہ کو اس کا پورا پورا علم ہوگا۔ یعنی اللہ کو لینے والے کی ضرورت کا علم بھی ہے اور دینے والے کی نیت کا علم بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ کو بہت اچھی طرح معلوم ہے کہ اس کی راہ میں مال خرچ کرنا (اور جان پر کھیل جانا) بہت ہی مشکل کام ہے۔ اتنا مشکل اور خطرناک کام ہے کہ بقول اللہ تعالیٰ کے پہاڑوں پر راستہ بناتے ہوئے آگے بڑھنا ہے۔

یہ بات ایسے شخص کے لئے کہی جارہی ہے جو خیر اور شر جاننے کے باوجود ایسے کام نہیں کرنا چاہتا جو اس کے لئے جنت کے دروازے کھول دے۔ وہ کام کیا ہیں۔

وہ گھاٹی **العقبہ** سے ہوکر نہ گزرا۔ یعنی مشکل پہاڑی راستوں سے ہوکر نہ گزرا، مشکل پہاڑی راستوں (العقبہ) گھاٹیوں سے ہوکر آگے بڑھنا ہے کیا چیز؟

(1) کسی کی گردن کو چھڑانا

(2) یا بھوک کے دن کھانا کھلانا (یعنی بھوکوں کی روٹی کا بندوبست کرنا یہ بھوکے کوئی بھی ہوسکتے ہیں)

(3) یتیم رشتہ دار (معاشرے میں تنہا رہ جانے والے لوگ) اور

(4) فقیر خاکسار۔ خاک میں لتھڑے ہوئے وہ لوگ جن کو محنت مزدوری کرنے کے باوجود اتنا رزق نہیں ملتا کہ اپنا اور اپنے گھر والوں کا گزارا کرسکیں۔ (البلد: 17-11)

ان آیات کے حوالے سے ہم انتہائی معذرت کے ساتھ یہ عرض کردیں کہ کسی مسلمان ملک اور اپنے آپ کو ''اسلامی جمہوریہ'' کہلوانے کے باوجود اور قرآن کی واضح آیات اور احکام کے ہوتے ہوئے بھی ہمارے بڑے بڑے ''اسلامی''

شہروں میں کچرا کنڈیوں اور سڑکوں کے کناروں پر غلاظتوں کے ڈھیر میں اپنا ''رزق'' تلاش کرتے ہوئے بہت غریب مگر خوب صورت اور گورے چٹے بچوں اور نوجوانوں کو ہم نے اپنی مجرم اور چور نگاہوں سے دیکھا ہے۔ (ہمیں نہیں معلوم کہ ان گورے چٹے بچوں کو کچروں کے ڈھیر پر اپنا ''رزق'' چنتے ہوئے دیکھ کر آپ کے کیا تاثرات ہوتے ہوں گے) یہ خوب صورت انسان حقیقتاً خاک میں لتھڑے ہوئے ہوتے ہیں، لوٹ جاتی ہے ادھر کو بھی نظر کیا کیجئے؟ اب بھی دلکش ہے تیرا حسن مگر کیا کیجئے؟ ان کی خوب صورتی اور سرخ وسفید چہرے کچرا کنڈیوں میں کچرا چنتے چنتے ماند ہونے لگتے ہیں یہ لوگ کسی ڈرامے کے نہیں ہماری حقیقی زندگی کے زندہ کردار ہیں۔ وہ آیات اور نکات جو ہم لکھ چکے ہیں ان کو ذہن میں رکھتے ہوئے البقرہ کی آیت 177 پر آجایئے۔ جہاں کہا گیا ہے کہ اپنا مال یتیموں، ذی القربیٰ، مساکین وغیرہ کو دیں۔ اس آیت میں پھر یہ بھی ہے کہ الصلوٰۃ قائم کریں اور زکوٰۃ دیں۔

اتنے لوگوں کو دینے کے باوجود بھی کہا جارہا ہے کہ زکوٰۃ دیں۔ ان سب کو ہم اپنا مال و دولت تقسیم کردیں تو یہ زکوٰۃ نہیں کہلائے گی۔ زکوٰۃ ان کے علاوہ کچھ اور ہی چیز ہے۔ اس لئے اس کا ذکر الگ کیا گیا ہے۔ اس سے آگے سوچنا اب آپ کا کام ہے کہ اللہ نے ہمیں سات طرح کے کھاتے HEADS OF ACCOUNTS دے دیئے ہیں۔ ان سب کو اپنا مال دینے کا حکم ہے اور پھر زکوٰۃ دینے کا حکم بھی دیا جارہا ہے۔

ہمارا مقصد تو صرف اتنا ہے کہ ہم قرآن پیش کرتے چلے جائیں۔ تھوڑا سا اور سوچئے کہ اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ؕ .... (التوبہ:111) اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ اللہ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور اموال خرید لئے ہیں جس کے بدلے میں ان کے لئے جنت تیار ہے۔

اللہ تعالیٰ کے ہر حکم پر عمل کرنا عبادت ہے۔ یہ بھی اللہ کا حکم ہے کہ اپنا مال و دولت، رزق اس طریقے سے خرچ کرو جس طرح خرچ کرنے کا حکم ہے۔ یہاں ہم

النساء کی آیات کا ترجمہ لکھ رہے ہیں آپ کی توجہ ہم آیت نمبر 40-39 پر بھی چاہیں گے۔

اور اللہ ہی کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ شریک نہ بناؤ اور احسان کرو۔

(1) ماں باپ کے ساتھ اور

(2) ذی القربیٰ کے ساتھ اور

(3) یتیموں کے ساتھ اور

(4) مساکین کے ساتھ اور

(5) ہمسائے، قریب رہنے والے پڑوسی (وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبیٰ)

(6) اور اجنبی ہمسائے اور

(7) ساتھ بیٹھنے والوں (ہم سفر) اور

(8) مسافروں کے ساتھ اور

(9) جو لوگ تمہارے قبضے میں ہوں یعنی ملازم اور ماتحت وغیرہ۔

ان سب کے ساتھ احسان کرو کہ اللہ احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے اور تکبر اور بڑائی مارنے والے اس کی نظروں میں پسندیدہ نہیں ہوتے۔ (النساء: 36)

اس کے بعد آیت نمبر 39-37 میں ہے کہ جو خود بھی کنجوسی کریں اور دوسروں کو بھی کنجوسی کرنا سکھائیں اور جو مال اللہ نے ان کو اپنے فضل سے عطا فرمایا ہے اس کو چھپا چھپا کر رکھیں، اللہ نے اس طرح مال چھپانے والوں کے لئے کفران نعمت کرنے والوں کے لئے ذلت آمیز عذاب تیار کر رکھا ہے۔ (اگر ایسے کنجوس لوگ) خرچ بھی کریں تو اللہ کے لئے نہیں بلکہ لوگوں کے دکھانے کو اور ایمان نہ تو اللہ پر لائیں اور نہ روز آخرت پر، ایسے لوگوں کا ساتھی شیطان ہے (وہی شیطان جو تنگدستی کا خوف دلاتا ہے، البقرہ: 268) اور جس کا ساتھی شیطان ہوا تو کوئی شک نہیں کہ وہ برا ساتھی ہے اور اگر یہ لوگ اللہ پر اور روز قیامت پر ایمان لاتے اور جو کچھ اللہ نے ان کو دیا تھا اس میں سے خرچ کرتے تو ان کا کیا نقصان ہوتا؟ (ان کا کیا بگڑ جاتا؟) اور اللہ ان کو خوب جانتا ہے۔

مسلمان کو اللہ کی اس بات پر یقین ہونا چاہیۓ کہ جو کچھ تم اللہ کے لئے خرچ کرو گے تو ایک ایک دانے کے بدلے میں 700-700 دانے ملیں گے (البقرہ: 261) اور بغیر حساب بھی ملیں گے۔ (العمران: 37) یہی اللہ اور آخرت پر ایمان ہے کہ بندے کو اس بات کا یقین ہو جائے کہ اس کو ایک کے بدلے میں سات سو دانے ملیں گے بقول اللہ تعالیٰ کے اگر وہ اس کے لئے خرچ کر دیتا تو اس کا کیا نقصان ہوتا اس کا کیا بگڑ جاتا؟ (النساء: 39)

اللہ کسی کی ذرہ برابر بھی حق تلفی نہیں کرتا اگر کوئی حسین کام حَسَنَةً ہوگا تو اس کو دگنا کر دے گا (اور اس کے علاوہ) اپنے پاس سے اجر عظیم بھی دے گا۔

جب کوئی قوم اپنے نظریات اور عقائد کو بھول جاتی ہے تو اس میں آئے ہوئے مخصوص الفاظ اور اصطلاحات TERMINOLOGY بعض دفعہ کیا اکثر دفعہ گالی بن جاتے ہیں۔

لفظ خیرات، بگڑے ہوئے معاشرے میں اس کا مطلب بھیک کے طور پر دی ہوئی چیز بن جاتا ہے۔ جب کسی کو طعنے دیئے جاتے ہیں تو کہا جاتا ہے کہ تم تو خیرات کے ٹکڑوں پر پلنے والے ہو، تم خیرات کھا کھا کر بڑے ہوئے ہو، وغیرہ وغیرہ۔ اسی طرح ایک اور لفظ ''صدقہ'' ہے۔ صدقات اور خیرات ہمارے ہاں عام طور پر ایک ساتھ بولے جاتے ہیں۔ ہمارے بگڑے ہوئے معاشرے میں جس طرح صدقہ اور خیرات کھانے والا چھپ چھپ کر صدقات و خیرات وصول کرتا ہے، ڈرتا ہے کہ کوئی اس کو دیکھ نہ لے ورنہ طعنے ملیں گے کہ صدقہ و خیرات لینے والوں کی لائن میں کھڑا ہوا تھا۔

ہماری کتابیں پڑھتے وقت آپ کے ذہن میں یہ بات بھی رہنا چاہیے کہ ہم دین اسلام کو دیگر مذاہب عالم کی طرح مذہب نہیں سمجھتے۔ اسلام اللہ کا دین ہے۔ دنیا میں اسلام کے علاوہ کوئی اور آسمانی دین موجود نہیں ہے۔ انسانوں کے بنائے ہوئے مذاہب اور ان مذاہب میں موجود انسانوں کے خودساختہ عقائد و نظریات کا مقابلہ اللہ کے دین اسلام سے نہیں کیا جا سکتا۔

صدق، صدقہ کے مزید معانی و تفاصیل پڑھیے:

صدق کے معنی ہیں کہ اس نے جو کچھ کہا اس کو سچ کر دکھایا۔

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ ۖ وَ مَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا O (الاحزاب: 23)

مومنوں میں کتنے ہی ایسے شخص ہیں کہ جو اقرار انہوں نے اللہ سے کیا تھا اس کو سچ کر دکھایا تو ان میں ایسے ہیں جو اپنی نذر سے فارغ ہو گئے اور بعض ایسے ہیں کہ انتظار کر رہے ہیں اور انہوں نے (اپنے قول کو) ذرا بھی نہیں بدلا۔

وہ کون لوگ ہوتے ہیں کہ جو يَوْمِ الدِّيْنِ کو سچ سمجھتے ہیں۔

اور جن کے مال میں حصہ مقرر ہے۔ (یعنی) مانگنے والے کا اور نہ مانگنے والے کا۔ اور جو روز جزا کو سچ سمجھتے ہیں۔ اور جو اپنے رب کے عذاب سے خوف رکھتے ہیں۔ بے شک ان کے رب کا عذاب ہی ہے ایسا کہ اس سے بے خوف نہ ہوا جائے۔ (المعارج: 28-24)

اپنا مال سائل و محروم کو دینے والے يَوْمِ الدِّيْنِ کی صداقتوں کو سچ سمجھتے ہیں جو ڈرتے ہیں کہ اگر سائل و محروم کو ان کا حق، حق جان کر نہ دیا گیا تو عذاب آ جائے گا۔ المدثر: 47-38 کا ترجمہ بھی پڑھیے:

ہر شخص اپنے اعمال کے بدلے رہن PLEDGED ہے۔ مگر داہنی طرف والے (نیک لوگ)۔ (کہ) وہ جنتوں میں (ہوں گے اور) پوچھتے ہوں گے۔ (یعنی آگ میں جلنے والے) مجرموں سے۔ کہ تم دوزخ میں کیوں پڑے ہوئے ہو، تم کو کون سی چیز دوزخ میں لے گئی؟ وہ جواب دیں گے کہ ہم المصلین میں سے نہیں تھے یعنی رسول کے اطاعت گزار نہیں تھے، ان کے پیچھے نہیں چلتے تھے (عام ترجمہ کیا جاتا ہے کہ نماز نہیں پڑھتے تھے) اور نہ مساکین کو کھانا کھلاتے تھے۔ وَكُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَآئِضِيْنَ O (المدثر: 45) اور اہل باطل کے ساتھ مل کر (حق سے) انکار کرتے تھے۔ اور روز جزا کو جھٹلاتے تھے۔ یہاں تک کہ ہمیں موت آ گئی۔ (المدثر: 47-38)

(ان آیات میں پہلی آیت كُلُّ نَفْسٍ م بِمَا كَسَبَتْ رَهِيْنَةٌ O جس کا مطلب ہے ہر شخص اپنے اعمال کے بدلے میں رہن PLEDGED ہے، جیسے کہا گیا ہے کہ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ہر شخص کو موت آئے گی۔ ہر شخص میں (كُلُّ نَفْسٍ)

میں مسلم اور غیر مسلم سب شامل ہیں)۔

سورۃ الماعون کا ترجمہ بھی پڑھیے :

بھلا تم نے اس شخص کو دیکھا جو (روز) جزا کو جھٹلاتا ہے۔ یہ وہی (بدبخت) ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے۔ اور فقیر کو کھانا کھلانے کے لیے (لوگوں کو) ترغیب نہیں دیتا۔ تو ایسے المصلین (نمازیوں) کی خرابی ہے۔ جو الصلوٰۃ (نماز) کی طرف سے غافل رہتے ہیں ۔ جو ریاکاری کرتے ہیں۔ اور استعمال کی چیزیں (ضرورت مندوں کو) دینا نہیں چاہتے ۔ (الماعون :7-1)

اس میں اس سے زیادہ واضح بات کیا ہوگی کہ یتیم اور مسکین کی روٹی پانی کا بندوبست نہ کرنے والا درحقیقت دین کو جھٹلانے کی ناکام کوشش (تکذیب) کرتا ہے۔ نماز پڑھنے کے باوجود الصلوٰۃ کے لوازمات سے بے خبر رہتا ہے اور ریاکاری کرتے ہوئے محض دکھاوے کے لیے نماز پڑھتا ہے۔ ضرورت مند کی ضرورت پوری نہ کرنا، سائل ومحروم کی روٹی پانی کا بندوبست نہ کرنا، اتنا سنگین جرم ہے کہ ایسے جرم کا مرتکب دین اور یوم الدین کی صداقتوں کو جھٹلانے کی ناکام کوشش کرتا ہے۔

وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ ..... (العمران :152)

یقیناً اللہ نے تم سے جو وعدہ کیا تھا اسے سچ کر دکھایا۔

..... اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ ..... (الزمر :74)

حمد، اللہ کے لیے ہے جس نے اس وعدے کو جو اس نے ہم سے کیا تھا سچ کر دکھایا۔

یہودیوں اور عیسائیوں کا عقیدہ تھا، بلکہ ان کو اس بات کی خوش فہمی تھی کہ ان کے علاوہ جنت میں کوئی اور نہیں جائے گا۔ ان کا عقیدہ تھا کہ جنت میں کوئی آدمی داخل نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ یہودی نہ ہو جائے۔ اسی طرح عیسائی بھی یہ کہا کرتے ہیں، جنت میں کوئی داخل نہیں ہو سکتا جب تک عیسائی نہ ہو جائے یعنی ہر گروہ یہ سمجھتا ہے کہ مرنے کے بعد جنت صرف اسی کے گروہ کے حصے میں آتی ہے۔

یہ ان لوگوں کے جاہلانہ خیالات اور خواہشیں ہیں حقیقت سے ایسے عقائد کا

کوئی تعلق نہیں ہے۔۔۔۔۔۔قُلۡ هَاتُوۡا بُرۡهَانَكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ O
(البقرہ: 111) اے رسول تم ان کو میری طرف سے کہہ دو کہ اگر تم سچے (صٰدِقِيۡنَ)
ہو تو تو کوئی دلیل یعنی برہان CONVINCING PROOF پیش کرو۔ اس
آیت سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ جو بھی فرقہ یا انسانوں کا کوئی بھی گروہ جو بھی عقیدہ
رکھے اس کو اپنے عقیدے کی سچائی میں کوئی دلیل یعنی برہان دینا ضروری ہے۔ کوئی
دعویٰ اس وقت ہی سچا کہلائے گا جب اس کے لیے کوئی دلیل موجود ہو۔

صَدَقَةٌ کفارہ کو بھی کہا جاتا ہے۔ کوئی واجب کام اگر نہ کیا جائے تو جو کچھ
بطور کفارہ دیا جاتا ہے۔ اس کو بھی صَدَقَةٌ کہا جاتا ہے۔

(یہ حکم حج کے دوران کے لیے ہے) اگر کوئی تم میں بیمار ہو یا اس کے سر میں کسی
طرح کی تکلیف ہو جس کی وجہ سے وہ مجبور ہو گیا ہو تو اگر وہ سر منڈا لے تو اس کے
بدلے میں روزے رکھے یا صدقہ دے یا قربانی دے۔ (البقرہ: 196)

عورتوں کو نکاح کے موقع پر مہر دینا بھی صَدَقَةٌ، صَدُقٰت میں ہے۔
(النساء: 4) صَدُقَةٌ، صَدُقٰت میں اخلاص اور حقِ دوستی اور رفاقت کا مطلب بھی
پوشیدہ ہے۔ صدیقٌ دوست کو کہتے ہیں۔ بنی اسرائیل کے لیے کہا گیا کہ

وَ لَقَدۡ بَوَّاۡنَا بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ مُبَوَّاَ صِدۡقٍ وَّ رَزَقۡنٰهُمۡ مِّنَ
الطَّیِّبٰتِ ..... (یونس: 93)

اور ہم نے بنی اسرائیل کو رہنے کی عمدہ جگہ دی اور کھانے کو پاکیزہ چیزیں عطا کیں۔

صدق کے بنیادی معنی ہیں قوت اور توانائی۔ اوپر دی گئی آیت پر غور کیجیے کہ
بنی اسرائیل کو رہنے کے لیے ایسی جگہ دی جو قوتوں، توانائی اور خوشگواریوں اور
صلاحیتوں سے بھرپور تھی۔ ایسی زمین جس میں رزق بھی پاکیزہ (الطَّیِّبٰتِ) تھا۔

صدق سے ایک لفظ مُصَدِّقٌ ہے جس کا مطلب ہے سچ کر کے دکھانے
والا۔ (البقرہ: 101، العمران: 81)

مصدقین اور **مصدقات** (الحدید: 18) یہاں صدقہ دینے والوں کو **مصدقین**
(مصدق کی جمع) کہا گیا ہے۔

صَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ (یٰسٓ:52) سچ کر دکھانا۔

..... **اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا** ..... (البقرہ:177) یہی لوگ ہیں جو سچ کر کے دکھاتے ہیں۔ **لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّؤْيَا بِالْحَقِّ** (الفتح:27) یقینی طور پر اللہ نے اپنے رسول کو سچا اور صحیح (الحق) خواب دکھایا تھا۔

قَدَمَ صِدْقٍ (یونس:2) اس طرح آگے بڑھنا، سبقت لے جانا جس میں شرف اور عزت ہو۔ اس پر غور کیجیے:

اور کہو کہ اے رب مجھے اچھی طرح داخل کرنا اور اچھی طرح نکالنا۔ یعنی اے میرے رب مجھے شرف وفضیلت (صدق) کے ساتھ آگے بڑھانا اور شرف وفضیلت کے ساتھ مناسب وقت پر پیچھے ہٹانا۔ سچائی کے ساتھ کسی معاملے میں داخل ہونا اور سچائی کے ساتھ اس معاملے سے باہر آنا یا کسی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونا۔ (بنی اسرائیل:80)

وَاجْعَلْ لِّيْ لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْاٰخِرِيْنَ O (الشعراء:84)

اور بعد میں آنے والوں میں (الْاٰخِرِيْنَ میں) شہرت ہو۔

لسان صدقٍ کے معنی ہیں۔ ایسی شہرت جس میں عزت اور فضیلت ہو، مزید دیکھیے، القمر:55، جہاں آپ کو **الْمَقْعَدِ صِدْقٍ** ملے گا جس کا مطلب ہے ٹھہرنے کے لیے ایسی جگہ جہاں زندگی کی تمام خوشگوار چیزیں موجود ہوں۔

صادق سچا اور مخلص۔ (مریم:54)

اَصْدَقُ بہت زیادہ سچا (النساء:87)

تصدیقٌ سچ کر کے دکھانے والا۔ (یوسف:111)

الحدید:18 ایک دفعہ اور پڑھیے وہاں **الْمُصَّدِّقِيْنَ** اور **الْمُصَّدِّقٰتِ** کا مطلب ہے صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں۔ یوسف:88 میں آپ کو **الْمُتَصَدِّقِيْنَ** ملے گا، آیت پڑھیے:

فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلَيْهِ قَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الْعَزِيْزُ مَسَّنَا وَاَهْلَنَا الضُّرُّ وَجِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰىةٍ فَاَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَتَصَدَّقْ عَلَيْنَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَجْزِي الْمُتَصَدِّقِيْنَ O (یوسف:88)

جب وہ یوسف کے پاس گئے تو کہنے لگے کہ عزیز ہمیں اور ہمارے اہل وعیال کو بڑی تکلیف ہو رہی ہے اور ہم تھوڑا سا سرمایہ لائے ہیں آپ ہمیں (اس کے عوض) پورا غلہ دیجیے اور (بطور) صدقہ دیجئے (تَصَدَّق) کہ اللہ صدقہ دینے والوں کو (بہترین) جزا دیتا ہے۔

القیمۃ: 18-17 میں صدق، کذب کے مقابلے میں آیا ہے۔ صادق وہ جو سچا ہوتا ہے اور کاذب وہ جو جھوٹا ہوتا ہے۔ سچ کو اپنے جھوٹ سے غلط ثابت کرنے کی ناکام کوشش کرنے والا۔

ہم اپنی کتابوں میں یہ کہتے رہتے ہیں کہ قرآن آسمانی قوانین کی ایک ایسی کتاب ہے جو اپنی بات کی وضاحت خود کر دیتی ہے۔ اس طرح اس میں آئے ہوئے الفاظ بھی اپنے مطالب خود بیان کر دیتے ہیں۔ اپنی کتابوں میں ہم چند الفاظ کے معنی و مطالب بھی تفصیلی طور پر بیان کر دیتے ہیں۔

ہمارا پہلا اور آخری مقصد فقط ایک ہی ہے کہ ہم اپنے پڑھنے والوں کے سامنے قرآن کے حقائق آسان اور سیدھے سادے لفظوں میں لے آئیں۔ تاکہ ان کو اپنی عقل سے صحیح اور غلط کا فیصلہ کرنا آجائے۔ ہمارے بزرگوں نے قرآنِ مجید کے ایک ایک لفظ کے معنی اور مطالب تفصیل کے ساتھ لکھے ہیں۔ بڑے بڑے دارالعلوموں اور یونیورسٹیوں کی لائبریریاں قرآن کے بارے میں سینکڑوں نہیں بلاشبہ ہزاروں کتابوں سے بھری ہوئی ہیں۔ ہم بہت ہی مختصر طریقے سے آپ کو یہ بتانے کی کوشش کرتے ہیں کہ قرآن میں کیا کچھ ہے اور کس کس انداز سے موجود ہے تاکہ آپ کو کتب خانوں میں جا کر قرآن کے بارے میں مزید علم حاصل کرنے کا شوق پیدا ہو۔ آپ اس بات کو اس طرح کہہ لیں کہ ہماری کتابیں ایک طرح سے پُل BRIDGE کا کام کریں یا قرآن کا علم حاصل کرنے کے لیے APPETIZER بھوک بڑھانے کا کام کریں۔ زیادہ دور نہیں کم از کم اٹھارویں صدی یعنی حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے سے لے کر آج تک ہمارے محترم بزرگوں نے قرآن کے بیسیوں موضوعات پر جس قدر کام کیا ہے اس سے آپ کو

پڑھنے کا شوق پیدا ہوگا۔

ہر انسان کی زندگی کا فیصلہ قرآن کے ابدی اصولوں کی بنیاد پر ہوگا۔ انسان جو مسلم بھی ہوسکتا ہے اور غیر مسلم بھی۔ جس طرح (کُلُّ نَفۡسٍ ذَآئِقَۃُ الۡمَوۡتِ ؕ) ہر انسان کو مسلم اور غیر مسلم سب کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ آسمانوں اور زمین کو اس لیے پیدا کیا گیا ہے کہ ہر شخص کُلُّ نَفۡسٍ مسلم اور غیر مسلم سب اپنے اپنے اعمال کا بدلہ پائے (الجاثیہ: 22) ہر شخص کو، مسلم ہو یا غیر مسلم بدلہ بھی اس طرح دیا جائے گا کہ کسی پر ظلم نہیں ہوگا۔ (المومن: 17)

اس مضمون میں اپنے محدود علم کے ساتھ صدق ص دق کے معنی و مطالب بتا چکے ہیں۔ قرآن، آسمانی قوانین کی ایک ایسی کتاب ہے جس پر ہر انسان کو عام طور پر اور مومنوں اور مسلموں کو خاص طور پر دل کی سچائی اور گہرائی کے ساتھ عمل کرنا ہوگا۔

دین اسلام میں صدق کی بہت اہمیت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابتدائی زندگی سے ہی یعنی نبوت ملنے سے پہلے ہی صادق اور امین تھے۔ صادق تھے، اس لیے امین بھی تھے۔ اسلام اور قرآن پر عمل کرنے کے لیے ہمارے لیے پہلا سبق اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی سنت یہی ہے کہ ہم بھی صادق بنیں، جب ہم صادق بنیں گے تو امین بھی بن جائیں گے۔

وہی رات کو دن میں داخل کرتا اور (وہی) دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور اسی نے سورج اور چاند کو کام میں لگا دیا ہے ہر ایک، ایک وقت مقرر تک چل رہا ہے۔ یہی تو اللہ ہے تمہارا رب، اسی کی بادشاہی ہے یعنی اس کا اقتدار اور اختیار کائنات کے ذرے ذرے پر ہے اور جن لوگوں کو تم اس کے سوا پکارتے ہو وہ کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے برابر بھی تو (کسی چیز کے) مالک نہیں (یعنی ان کا اختیار کھجور کی گٹھلی کے چھلکے جیسی ناقابل ذکر چیز پر بھی نہیں ہے)۔ (فاطر:13)

جنت برائے فروخت

(1)

آپ کے ہاتھوں میں یہ کتاب ہماری گزشتہ شائع ہونے والی کتاب اللہ اور رسول سے جنگ نہ کرو کا دوسرا حصہ اور تسلسل ہے۔ یہ کتاب لکھتے وقت ہمارے ذہن میں یہ آیت ہے جو ہم ٹائٹل کور (سرِ ورق) پر بھی لکھ چکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مومنوں سے ان کی جانیں اور اموال خرید کر بدلے میں جنت دیتا ہے۔ہم نے آپ کو بتایا ہے کہ اللہ جو کہتا ہے وہ کرتا بھی ہے۔ اللہ وعدہ خلافی نہیں کرتا۔ وعدہ خلافی اس لیے نہیں کرتا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بارے میں یہ بتایا ہے کہ وہ صراطِ مستقیم پر ہے (ہود: 56) تو ہمیں بھی اس بات پر یقین کرنا ہوگا کہ میرا رب واقعی صراطِ مستقیم پر ہے۔

آیت اور اس کا ترجمہ پڑھیے:

اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَ اَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ ط یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَیَقْتُلُوْنَ وَ یُقْتَلُوْنَ قف وَعْدًا عَلَیْہِ حَقًّا فِی التَّوْرٰۃِ وَ الْاِنْجِیْلِ وَالْقُرْاٰنِ ط وَ مَنْ اَوْفٰی بِعَھْدِہٖ مِنَ اللّٰہِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَیْعِکُمُ الَّذِیْ بَایَعْتُمْ بِہٖ ط وَ ذٰلِکَ ھُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ O (التوبہ:111)

اللہ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور ان کے اموال (مال کی جمع اموال) خرید لیے ہیں (اور اس کے) عوض میں ان کے لیے جنت (تیار کی) ہے یہ لوگ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں تو مارتے بھی ہیں اور مارے جاتے بھی ہیں۔ یہ تورات اور انجیل اور قرآن میں سچا وعدہ ہے جس کا پورا کرنا اسے ضرور ہے اور اللہ سے زیادہ وعدہ پورا کرنے والا کون ہے؟ تو جو سودا تم نے اس سے کیا ہے اس سے خوش رہو اور یہی بڑی کامیابی ہے۔(مزید دیکھئے البقرہ:208-207)

اس آیت مبارکہ کو پڑھتے ہوئے سوچیے کہ کیا ہم اپنے مال کا ڈھائی فیصد، پانچ فیصد یا دس یا زیادہ سے زیادہ بیس فیصد دے کر جنت میں چلے جائیں گے؟ جس جنت کے پرائس ٹیگ PRICE TAG پر مومن کے جان و مال کی قیمت لکھی ہو وہ ہمیں ڈھائی فی صد قیمت میں کیوں کر مل سکے گی اگر آپ کوئی چیز خریدنے بازار میں جاتے ہیں، مثلاً آپ اپنے لیے جوتے خریدنے شہر کی کسی معروف دکان میں جاتے ہیں اور آپ کو وہ جوتے پسند آجاتے ہیں جس کی قیمت دو ہزار روپے ہے اور آپ دکاندار سے کہیں کہ بھائی میں تم کو دو ہزار روپے والے جوتے کے ڈھائی فیصد قیمت یعنی فقط =/50 روپے دے رہا ہوں، یہ 50 روپے لو اور جوتے میرے حوالے کر دو۔ کیا آپ ایسا کر سکیں گے؟ آپ میں اتنی ہمت ہو گی کہ دو ہزار والے جوتے کے آپ 50 روپے دینے کی کوشش کریں اور دکان دار آپ کو آپ کا پسندیدہ دو ہزار روپے کا جوتا فقط 50 روپے لے کر دے دے، اگر بالفرض آپ میں اتنی ہمت آ بھی گئی کہ آپ دو ہزار والا جوتا پچاس روپے میں لینا چاہیں تو کیا آپ دکاندار کو 50 روپے لینے پر آمادہ کر لیں گے؟ چھوڑیے کسی دکاندار کو، اگر آپ ہی جوتے بیچنے والے ہوں اور کوئی آپ کے ساتھ ایسا کرے اور کہے کہ 2 ہزار کے ڈھائی فی صد یعنی 50 روپے لے کر جوتے فروخت کر دیں جب ہم اس دنیا میں ایک دوسرے کے ساتھ ایسا نہیں کرتے اور نہیں کر سکتے کہ اپنی پسندیدہ چیز کی قیمت کا ڈھائی فی صد دے کر خریداری کر لیں؟ تو ہم اس اللہ سے جو وعدہ خلافی نہیں کرتا اس کو ڈھائی فی صد یا زیادہ سے زیادہ 20 فی صد دے کر وہ جنت کیوں خریدنا چاہتے ہیں جس کی قیمت ہی اس نے مومن کی جان اور مال رکھی ہے۔

پچھلے صفحات میں لکھی ہوئی آیت پر آپ ایک مرتبہ اور توجہ فرمایئے، جس میں آپ پڑھیں گے کہ مومنوں سے ان کی جانیں اور اموال خریدنے کی بات کہی جارہی ہے۔ سارے مومنوں کی بات کی جارہی ہے۔ دین اسلام اجتماعیت کا نام ہے۔ سب کو مل کر اللہ کی رسی کو تھامنا ہوگا۔ چند آیات کے تراجم پڑھیے اور سوچیے کہ مومنوں کو مل جل کر رہنے کی ہدایت ہیں:

1 اے اہل ایمان! اللہ سے ڈرتے رہو اور سچے لوگوں کے ساتھ رہو۔ (التوبہ:119)

2 اے اطمینان پانے والی روح! اپنے رب کی طرف لوٹ چل تو اس سے راضی AGREE وہ تجھ سے راضی AGREE۔ تو میرے (ممتاز) بندوں میں شامل ہو جا۔ اور میری جنت میں داخل ہو جا۔ (الفجر:30-27)

3 پھر ان لوگوں میں بھی (داخل) ہوا جو ایمان لائے اور صبر کی نصیحت اور (لوگوں پر) شفقت کرنے کی وصیت کرتے رہے۔ یہی لوگ صاحب سعادت ہیں۔ اور جنہوں نے ہماری آیتوں کو نہ مانا وہ بد بخت ہیں۔ یہ لوگ آگ میں بند کر دیئے جائیں گے۔ (البلد:20-17)

4 اور سب مل کر اللہ کی (ہدایت کی) رسی کو مضبوط پکڑے رہنا اور متفرق نہ ہونا اور اللہ کی اس مہربانی کو یاد کرو جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی اور تم اس کی مہربانی سے بھائی بھائی ہو گئے اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے تک پہنچ چکے تھے تو اللہ نے تم کو اس سے بچا لیا۔ اس طرح اللہ تم کو اپنی آیتیں کھول کھول کر سناتا ہے تاکہ تم ہدایت پاؤ۔ (آل عمران:103)

5 اور نماز پڑھا کرو اور زکوٰۃ دیا کرو اور (اللہ کے آگے) جھکنے والوں کے ساتھ جھکا کرو۔ (البقرہ:43)

دین اسلام میں اجتماعیت ہے۔ یہ انسانوں کو عام طور پر اور مسلمانوں کو خاص طور پر مل جل کر امن و سلامتی کے ساتھ رہنا سکھاتا ہے۔ انسانوں کے لیے کہا جاتا ہے کہ یہ سماجی حیوان SOCIAL ANIMAL ہے، مل جل کر رہنا پسند کرتا ہے۔ انسان ایک ایسا ''جناور'' ہے جس کو بولنا بھی آتا ہے (حیوانِ ناطق)۔ اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی ہے کہ سچے لوگوں (صادقین) کے ساتھ رہو، ایک

دوسرے کے ساتھ رحم کا برتاؤ کرو وغیرہ وغیرہ۔

انسانوں کو مل جل کر رہتے ہوئے ایک دوسرے کی خوشیوں اور غم میں شریک رہنا چاہیے۔ مثلاً اگر آپ اپنے چند دوستوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے وقت گزارنے کے لیے لطیفے اور چٹکلے سنا رہے ہوں اور سب مسکرا بھی رہے ہوں اور زوردار قہقہے بھی لگا رہے ہوں لیکن آپ کا کوئی ایسا دوست بھی ہوگا جو اپنے دوسرے ہنسنے بولنے والے دوستوں کے ساتھ مل کر ان کی ہنسی میں شریک نہ ہو رہا ہو اور خاموش بیٹھا ہو تو بتائیے آپ کو کیسا لگے گا کہ سب یار لوگ ہنس بول رہے ہیں اور یہ ایک کونے میں خاموش اور اداس بیٹھا ہوا ہے۔ یا اگر کہیں ایسا ہو کہ آپ اور آپ کے دوست کسی عزیز کے انتقال پر تعزیت کرنے کے لیے ایک جگہ مل جل کر بیٹھے ہوں اور ایک صاحب سوگوار ماحول سے بے نیاز ہو کر اپنے موبائل فون پر کسی سے بات کرتے ہوئے زور زور سے قہقہے لگا رہے ہوں۔ یہاں ہم آپ کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ ہمیں بھی ہنسنے والوں کے ساتھ ہنسنا چاہیے اور رونے والوں کے ساتھ رونا چاہیے۔ اگر آپ اوسط درجے کے ایک نارمل انسان ہیں اور گھر پر اکیلے بیٹھے ٹی وی کے مختلف پروگرام ڈرامے وغیرہ دیکھ رہے ہوں۔ بالفرض کسی ڈرامے میں کوئی ایسا سین بھی آ گیا ہو جس میں کوئی غم ناک واقعہ دکھایا جا رہا ہو تو وہ دیکھ کر آپ کی آنکھوں میں بھی بے اختیار آنسو آ جاتے ہیں۔ کسی کی پریشانی سے آپ کا دل کیوں گھبرا جاتا ہے؟ کسی کو دکھ میں دیکھ کر آپ کی آنکھوں سے آنسو کیوں ٹپکنے لگتے ہیں؟ اگر ہم رونے والوں کے ساتھ نہ روئیں اور ہنسنے والوں کے ساتھ نہ ہنسیں تو نفسیاتی مریض کہلائیں گے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو نفسیاتی مریض بنانا نہیں چاہتا۔ مل جل کر رہنا سکھاتا ہے۔ فرقوں میں بٹ جانے سے انسان مل جل کر نہیں رہ سکتا، ہر فرقہ اپنے لوگوں میں رہنا پسند کرتا ہے، جن باتوں پر ایک فرقے کو رونا آتا ہے دوسرے فرقے کو اس پر رونا نہیں آتا۔ ایک فرقہ ایک بات پسند کرتا ہے تو دوسرا فرقہ اس کی بات کو پسند نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ مسلمانوں کو ایک امت کی طرح، امت واحدہ بن کر رہنا ہوگا۔ مشرکوں کی طرح خود کو فرقوں میں تقسیم نہ

کر دینا (الروم: 32-30)

مومنوں کو مل جل کر رہنے کی تاکید کی گئی ہے اس کے لیے اس نے قرآن کی صورت میں ضابطہ اخلاق بھی دے دیا کہ:

ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو۔

ایک دوسرے کے نام نہ بگاڑو۔

ایک دوسرے کے حال کا تجسس نہ کرو۔

بدگمانی نہ کرو۔ ایک قوم دوسری قوم کا مذاق نہ اڑائے وغیرہ وغیرہ اور سب سے بڑی بات یہ بھی سمجھائی گئی کہ

وَ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ لَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَ تَذْهَبَ رِیْحُكُمْ وَ اصْبِرُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ۝ (الانفال: 46)

اور اللہ اور اس کے رسول کے حکم پر چلو اور آپس میں جھگڑا نہ کرنا کہ (ایسا کرو گے تو) تم بزدل ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی اور صبر سے کام لو کہ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ؕ وَ اِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَ اُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ؕ وَ مَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ○ (العمران:185)

ہر شخص کو موت کا مزا چکھنا ہے اور تم کو قیامت کے دن تمہارے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا تو جو شخص آتش جہنم سے دور رکھا گیا اور جنت میں داخل کیا گیا وہ مراد کو پہنچ گیا اور دنیا کی زندگی تو دھوکے کا سامان ہے۔

جنت برائے فروخت

(2)

آپ نے کبھی سوچا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے قرآن کیوں نازل کیا؟
البقرہ کی آیات 39-35 کے ترجمے پر توجہ فرمایئے اور اس سوال کا جواب تلاش کیجئے کہ قرآن کے نازل کرنے کی کیا وجہ ہو سکتی ہے۔
اور ہم نے کہا کہ اے آدم تم اور تمہاری بیوی جنت میں رہو اور جہاں سے چاہو بے روک ٹوک کھاؤ (پیو) لیکن اس درخت کے پاس نہ جانا نہیں تو ظالموں میں (داخل) ہو جاؤ گے۔ پھر شیطان نے دونوں کو وہاں سے بہکا دیا اور جس (عیش ونشاط) میں تھے اس سے ان کو نکلوا دیا۔ تب ہم نے حکم دیا کہ (جنت بریں سے) چلے جاؤ تم ایک دوسرے کے دشمن ہو اور تمہارے لئے زمین میں ایک وقت تک ٹھکانا اور معاش (مقرر کر دیا گیا) ہے۔ پھر آدم نے اپنے رب سے کچھ کلمات سیکھے (اور معافی مانگی) تو اس نے ان کا قصور معاف کر دیا بے شک وہ معاف کرنے والا (اور) صاحب رحم ہے۔ ہم نے فرمایا کہ تم سب یہاں سے اتر جاؤ جب تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت پہنچے تو (اس کی تابعداری کرنا کہ) جنہوں نے میری ہدایت کی تابعداری کی ان کو نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غم ناک ہوں گے۔ اور جنہوں نے (اس کو) قبول نہ کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہ دوزخ میں جانے والے ہیں (اور) وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔ (البقرہ:39-35)
البقرہ آیت:38 پر ایک دفعہ اور توجہ فرمایئے جو ہم عربی ٹیکسٹ کے ساتھ ایک مرتبہ اور لکھ رہے ہیں:

قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا ۚ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّیْ هُدًی فَمَنْ تَبِعَ هُدَایَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ O (البقرہ:38)

ہم نے کہا کہ تم سب یہاں سے اتر جاؤ جب تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت پہنچے تو (اس کی تابعداری کرنا کہ) جنہوں نے میری ہدایت کی تابعداری کی ان کو نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غم ناک ہوں گے۔

نزول قرآن کا سب سے بڑا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ انسانوں کو خوف اور مایوسی کے عالم سے نکالتے ہوئے امن و امان سے رکھنا چاہتا ہے۔ کوئی بھی قوم قرآن پر اجتماعی طور پر عمل کرے گی یا قرآن کو بطور آئین اپنے ملک میں نافذ کرے گی خوف اور مایوسی سے محفوظ ہو جائے گی۔ اس دنیا میں بھی اور مرنے کے بعد بھی۔

قرآن کے کسی حکم یا کسی بھی ہدایت پر سرسری طور پر نہیں گزرنا چاہیے اگر کوئی معاشرہ اللہ کی کتاب پر مل جل کر عمل کرے گا تو ایسے معاشرے میں ایسے شہر میں لوگوں کو خوف نہیں ہوگا۔ خوف کے معنی ہیں انجانے حادثوں اور خطروں کے بارے میں سوچ سوچ کر فکر مند ہو جانا۔ یعنی ابھی وہ حادثہ نہیں ہوا ہے بلکہ انسان اس کے بارے میں سوچ سوچ کر ہی پریشان ہو جائے اور حزن کے معنی ہیں ہر وہ غم اور فکر اور مایوسی اور پریشانی جو انسان کو کسی نہ کسی وجہ سے ہو خاص طور پر اس وقت جب کوئی انجانا حادثہ آ کر گزر جائے۔ حزن کی سب سے بڑی وجہ روٹی پانی کی فکر اور پریشانی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آدم سے کہا تھا کہ تم اور تمہاری بیوی جنت میں رہو اور جہاں سے چاہو بے روک ٹوک کھاؤ پیو۔ جنت میں آدم کھانے پینے کی فکر سے آزاد تھا۔ پھر ایسا ہوا کہ شیطان نے ان دونوں کو بہکا دیا اور جس آرام کی زندگی وہ بسر کر رہے تھے اس سے ان کو نکلوا دیا۔ تب ہم نے حکم دیا کہ تم ایک دوسرے کے دشمن ہو اور تمہارے لیے زمین میں ایک وقت تک ٹھکانا اور معاش مقرر کر دیا گیا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا جب تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت (قرآن کی صورت میں) پہنچے تو اس کی تابعداری کرنا تو جو لوگ میری ہدایت کی تابعداری کریں گے ان کو فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ ہی وہ مایوس ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ کی کتاب، قرآن پر عمل کرنے سے خوف اور مایوسی اور پریشانیوں

سے لازمی طور پر نجات مل جاتی ہے اگر کوئی قوم خوف، بھوک، حزن، مایوسی اور غم وغیرہ جیسی پریشانیوں میں مبتلا ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اللہ کی طرف سے ملی ہوئی ہدایت (قرآن) پر عمل نہیں کر رہی ہے۔ قرآن پر، اللہ کی ہدایت پر عمل کرنے کا لازمی نتیجہ انسانوں کی دنیا کی زندگی میں رزق کی فراوانی ہوگی اور آخرت کی زندگی میں بھی کامیابی ہوگی۔ اور یہی قرآن کا مقصد ہے کہ اس پر عمل کرنے سے کوئی بھی معاشرہ خوف اور اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والے غم اور مایوسی سے نجات حاصل کر لیتا ہے۔ ان دو آیات پر توجہ فرمائیے:

هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَ هُدًى وَّ مَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ O وَ لَا تَهِنُوْا وَ لَا تَحْزَنُوْا وَ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ O (العمران:139-138)

یہ (قرآن) لوگوں کے لیے بیان صریح اور اہل تقویٰ کے لیے ہدایت اور نصیحت ہے۔ اور (دیکھو) بے دل نہ ہونا (ہمت نہ ہارنا) اور نہ کسی طرح کا غم کرنا اگر تم مومن ہو تو تم ہی غالب رہو گے۔

قرآنِ کریم کی راہ نمائی میں ہم نے اپنے اوپر یہ فرض عائد کیا ہے کہ ہم اپنے بہن بھائیوں FELLOW BEING کو قرآن سے ہی نصیحت کریں۔ یہ حکم ہر مسلمان کے لیے ہے۔ فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ يَّخَافُ وَعِيْدِ۔ (قٓ: 45) جن لوگوں کے دلوں میں اس بات کا خوف ہو کہ اللہ کے قرآن کی خلاف ورزی کرنے سے عذاب آجائے گا تم ایسے لوگوں کو قرآن سے نصیحت کرتے رہو۔ النحل کی دو آیات پڑھیے:

وَ لِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ دَآبَّةٍ وَّ الْمَلٰٓئِكَةُ وَ هُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ O يَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ وَ يَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَO (النحل:50-49)

اور تمام جاندار جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں سب اللہ کے آگے سجدہ کرتے ہیں اور فرشتے بھی اور وہ ذرا غرور نہیں کرتے۔ اور اپنے رب سے جو ان کے اوپر ہے ڈرتے ہیں اور جو ان کو ارشاد ہوتا ہے اس پر عمل کرتے ہیں۔

شیطان انسانوں کومختلف طریقوں سے گمراہ کرتا رہتا ہے۔شیطان انسانوں کو غریبی اور مفلسی سے بھی ڈراتا رہتا ہے:

اَلشَّیْطٰنُ یَعِدُکُمُ الْفَقْرَ وَ یَاْمُرُکُمْ بِالْفَحْشَآءِ ۚ وَ اللّٰهُ یَعِدُکُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَ فَضْلًا ۚ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌO (البقرہ:268)

(اور دیکھنا) شیطان (کا کہانہ ماناوہ) تمہیں تنگدستی کا خوف دلاتا اور بے حیائی کے کام کرنے کو کہتا ہے اور اللہ تم سے مغفرت اور رحمت کا وعدہ کرتا ہے اور اللہ واسع اور علیم ہے،سب کچھ جاننے والا ہے۔

ایک مومن شیطان کے بہکاوے میں نہیں آتا۔

الدھر:11-8 کے مطابق مومنوں (ابرار) کی خوبیاں یہ ہوتی ہیں کہ ان کو خود کھانے کی ضرورت ہے لیکن وہ فقیروں اور یتیموں اور قیدیوں کو کھلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم تمہیں اللہ کی خاطر کھلاتے ہیں اس کے بدلے میں تم یہ نہ سمجھو کہ (ہم تم پر احسان دھرتے ہیں اور) ہم تم سے اس کا بدلہ چاہتے ہیں (ہم تم سے) شکریہ کے طلب گار بھی نہیں ہیں۔ہم ایسا اس لئے کرتے ہیں کہ اگر ہم نے ایسا نہ کیا یعنی ضرورت مندوں کی بھوک کا بندوبست نہ کیا تو ہمیں اس دن سے ڈر لگتا ہے کہ جب چہرے بڑے کریہہ المنظر ہو جائیں گے۔اتنی مصیبتیں نازل ہوں گی کہ چہرے بگڑ جائیں گے۔ماتھوں پر شکنیں آ جائیں گی۔اطمینان وسکون کا نام ونشان تک نہ ہوگا (عَبُوْسًا قَمْطَرِیْرًا)۔اس لئے ہم کھانے سے اپنی محبت کے باوجود ضرورت مندوں کو بغیر کسی لالچ اور شکریے کے دینا چاہتے ہیں تاکہ اللہ ہمیں اس دن کی سختی سے بچالے اور ہمارے چہروں پر تازگی اور سرور ہو۔(نَضْرَةً وَّ سُرُوْرًا)

فَلاَ خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَ لَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ

جنتی زندگی کی ایک خوبی

خوف، انسانیت کا سب سے بڑا دشمن ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے قرآن کا مقصد ہی یہ رکھا ہے کہ اگر کوئی قوم اس پر عمل کرے گی تو نہ صرف یہ کہ اس کو خوف سے نجات مل جائے گی بلکہ ایک بے نام سی مایوسی اور افسردگی، رنج والم سے بھی چھٹکارا مل جائے گا جو کہ خوف کا لازمی نتیجہ ہوتا ہے۔ ہم نے پورے قرآن سے وہ آیات نکال کر آپ کے لیے لکھ دی ہیں جس میں فَلاَ خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَ لَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ آیا ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندوں کو خوف اور اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والے حزن یعنی مایوسی اور رنج والم سے دور رکھنا چاہتا ہے اور یہی جنت کی سب سے بڑی خوبی ہے چاہے وہ جنت دنیا کی ہو (جنت ارضی) یا آخرت میں حسین اعمال کے بدلے میں ملنے والی جنت۔

1۔ جو لوگ مسلمان ہیں یا یہودی یا عیسائی یا ستارہ پرست (یعنی کوئی شخص کسی قوم و مذہب کا ہو) جو اللہ اور روز قیامت پر ایمان لائے گا اور اعمال صالحہ کرے گا تو ایسے لوگوں کو ان (کے اعمال) کا صلہ اللہ کے ہاں ملے گا

وَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ

اور ان کو نہ کسی طرح کا خوف ہو گا اور نہ وہ غم ناک ہوں گے۔
(البقرہ:62)

2۔ ہاں جو شخص اللہ کے آگے گردن جھکا دے (یعنی ایمان لے آئے) اور وہ محسن بھی ہو تو اس کا صلہ اس کے رب کے پاس ہے

وَ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

اور ایسے لوگوں کو نہ کسی طرح کا خوف ہو گا اور نہ وہ غمناک ہوں گے۔(البقرہ:112)

3۔ جو لوگ اپنا مال اللہ کے رستے میں صرف کرتے ہیں پھر اس کے بعد نہ اس خرچ کا (کسی پر) احسان رکھتے ہیں اور نہ (کسی کو) تکلیف دیتے ہیں ان کا صلہ ان کے رب کے پاس ہے اور

وَ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

نہ ان کو کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔(البقرہ:262)

4۔ جو لوگ اپنا مال رات اور دن اور پوشیدہ اور ظاہر (راہ اللہ میں) خرچ کرتے رہتے ہیں ان کا صلہ رب کے پاس ہے

وَ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

اور ان کو نہ کسی طرح کا خوف ہوگا اور نہ غم۔(البقرہ:274)

5۔ جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے اور اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ اور زکوۃ دیتے رہے ان کو ان کے کاموں کا صلہ اللہ کے ہاں ملے گا

وَ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

اوران کو نہ کچھ خوف ہو گا اور نہ وہ غمناک ہوں گے۔مومنو! اللہ سے ڈرواوراگرایمان رکھتے ہوتو جتنا سود باقی رہ گیا ہے اس کو چھوڑ دو۔اگر ایسا نہ کرو گے تو خبردار ہو جاؤ (کہ تم) اللہ اور رسول سے جنگ کرنے کے لئے (تیار ہوتے ہو) اوراگرتوبہ کرلو گے (اورسود چھوڑ دو گے) تو تم کواپنی اصلی رقم لینے کا حق ہے جس میں نہ اوروں کا نقصان اور نہ تمہارا نقصان۔(البقرہ:279-277)

6۔ جو کچھ اللہ نے ان کو اپنے فضل سے بخش رکھا ہے اس میں خوش ہیں اور جو لوگ ان کے پیچھے رہ گئے اور (شہید ہوکر) ان میں شامل نہیں ہو سکے ان کی نسبت خوشیاں منا رہے ہیں کہ

اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

ان کو بھی نہ کچھ خوف ہو گا اور نہ وہ غمناک ہوں گے۔ (آل عمران:170)

7۔ جولوگ اللہ پر اور روز آخرت پر ایمان لائیں گے اوراعمالِ صالحہ کریں گے خواہ وہ مسلمان ہوں یا یہودی یا ستارہ پرست یا عیسائی ان کو

فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمناک ہوں گے۔(المائدہ:69)

8۔ اور ہم جو پیغمبروں کو بھیجتے رہے ہیں تو خوش خبری سنانے اور ڈرانے کو پھر جو شخص ایمان لائے اور اعمالِ صالحہ کرنے والا ہو جائے تو ایسے لوگوں کو

فَلاَ خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ ہی حزن وملال۔ (الانعام: 48)

9۔ اے بنی آدم (ہم تم کو یہ نصیحت ہمیشہ کرتے رہے ہیں کہ) جب ہمارے پیغمبر تمہارے پاس آیا کریں اور ہماری آیتیں تم کو سنایا کریں (تو ان پر ایمان لایا کرو کہ) جو شخص (ان پر ایمان لا کر اللہ سے) ڈرتا رہے گا اور اپنی حالت درست رکھے گا تو

فَلاَ خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

ایسے لوگوں کو نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمناک ہوں گے۔ (الاعراف: 35)

10۔ سن رکھو کہ جو اللہ کے دوست ہیں

لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

ان کو نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غم ناک ہوں گے۔ (یعنی) وہ جو ایمان لائے اور تقویٰ شعار رہے۔ ان کے لیے دنیا کی زندگی میں بھی بشارت ہے اور آخرت میں بھی۔ اللہ کی باتیں بدلتی نہیں۔ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ۔ یہی تو بڑی کامیابی ہے۔ (یونس: 64-62)

11۔ اور جو تقویٰ شعار ہیں ان کی (سعادت اور) کامیابی کے سبب اللہ ان کو نجات دے گا

لَا یَمَسُّهُمُ السُّوۡٓءُ وَلَا هُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ

نہ تو ان کو کوئی سختی پہنچے گی اور نہ غم ناک ہوں گے۔ (الزمر: 61)

12۔ جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر وہ اس پر قائم رہے تو

فَلاَ خَوۡفٌ عَلَیۡهِمۡ وَلَا هُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ

ان کو نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمناک ہوں گے۔ (الاحقاف: 13)

خوف کے حوالے سے مندرجہ ذیل آیات بھی پڑھیے:

پھر ہم نے ان لوگوں کو کتاب کا وارث ٹھہرایا۔ جن کو اپنے بندوں میں سے برگزیدہ SELECTED کیا تو کچھ تو ان میں سے اپنے آپ پر ظلم کرتے ہیں اور کچھ میانہ رو ہیں اور کچھ اللہ کے حکم سے نیکیوں میں آگے نکل جانے والے ہیں۔ یہی بڑا فضل ہے۔ (فاطر: 32)

(ان لوگوں کے لیے) جنت جاودانی (ہے) جن میں وہ داخل ہوں گے وہاں ان کو سونے کے کنگن اور موتی پہنائے جائیں گے اور ان کی پوشاک ریشمی ہوگی۔ (فاطر: 33)

وہ کہیں گے کہ اللہ کا شکر ہے جس نے

اَذۡهَبَ عَنَّا الۡحَزَنَ ہم سے غم دور کیا

بے شک ہمارا رب مغفرت کرنے والا غفور اور شکور ہے۔ جس نے ہم کو اپنے فضل سے ہمیشہ کے رہنے کے گھر میں اتارا۔

....لَا یَمَسُّنَا فِیۡهَا نَصَبٌ وَّ لَا یَمَسُّنَا فِیۡهَا لُغُوۡبٌO

یہاں نہ تو ہم کو رنج پہنچے گا اور نہ ہمیں تھکن ہی ہوگی۔ (فاطر: 35-34)

اِنَّ لِلۡمُتَّقِيۡنَ مَفَازًا ۝ (النباء:31)

بے شک متقین یعنی تقویٰ شعاروں کے لیے کامیابی ہے۔

فوزالعظیم

(1)

ہم اپنی کتابوں میں ایک بات مسلسل کہتے آ رہے ہیں کہ دینِ اسلام اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ لازوال دین ہے۔ اسلام مذہب کا نام نہیں ہے اور نہ ہی قرآنِ مجید مذہبی کتاب ہے۔ مسلمانوں کی اکثریت قرآن مجید کو مذہبی عقیدت مندی کے ساتھ پڑھتی ہے۔ جذباتی وابستگی کے ساتھ قرآن شریف پڑھنے سے ہماری توجہ قرآن کی اہم ترین باتوں پر نہیں جاتی۔

مومن کی زندگی اجتماعی ہو یا انفرادی، جنگی بنیادوں پر گزرنا چاہیے۔ مشکلات کا مقابلہ زندگی کے ہر موڑ پر اور ہر مقام پر کرنا ہوگا۔

آیت اور ترجمہ پڑھیے:

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ ط مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَ الضَّرَّآءُ وَ زُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ ط اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ ○ (البقرہ:214)

کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ (یوں ہی) جنت میں داخل ہو جاؤ گے اور ابھی تم کو پہلے لوگوں کی سی (مشکلیں) تو پیش آئی ہی نہیں۔ ان کو (بڑی بڑی) سختیاں اور تکلیفیں پہنچیں اور وہ (صعوبتوں میں) ہلا ہلا دیئے گئے۔ یہاں تک کہ پیغمبر اور مومن لوگ جو ان کے ساتھ تھے سب پکار اٹھے کہ کب اللہ کی مدد آئے گی۔ دیکھو اللہ کی مدد (عن) قریب (آیا چاہتی) ہے۔

اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ دین اسلام اور انسانوں کے خود ساختہ مذاہب میں فرق یہ ہے کہ مذہبی انسان اپنی کمائی میں سے ڈھائی، پانچ یا دس فیصد دے کر سمجھتا

ہے کہ وہ جنت کا مستحق ہو گیا ہے۔ جب کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے قرآن میں لوگوں کے پوچھنے پر کہ ہم فی سبیل اللہ، اللہ کے راستے میں کتنا مال خرچ کریں، کس قدر مال دوسروں کو دیں تو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے توسط سے جواب میں فرمایا کہ اے رسول ان کو میری طرف سے جواب میں کہہ دیجیے کہ جو ضرورت سے زیادہ ہو سب کا سب (دینا ہوگا)۔

آپ کو یہ بھی معلوم ہوگا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اللہ تعالیٰ کی ہدایات یعنی قرآن پر پہلے خود عمل کرتے تھے بعد میں دوسروں سے عمل کرنے کے لئے کہتے۔ بعض احکامات کی تفصیل بھی لوگ پوچھتے تھے، مثلاً ..... **يَسْـئَلُوْنَكَ مَاذَا يُنفِقُوْنَ ۖ قُلِ الْعَفْوَ ۗ** ..... (البقرہ:219) **لوگ تم سے سوال کر کے پوچھتے ہیں يَسْـئَلُوْنَكَ کہ کتنا مال، یا کون سا مال کھلا رکھیں (یا خرچ کریں، اے رسول ان کو میری طرف سے جواب میں) کہہ دیجئے کہ جو ضرورت سے زیادہ ہو سب کا سب (یعنی جو بچے سب)** سوچئے، غور کیجئے کہ اس آیت میں دی گئی ہدایت کے مطابق پہلے رسول اللہ نے خود عمل کیا ہوگا یعنی زائد از ضرورت سارا مال دوسروں کو یعنی ضرورت مندوں کو دیتے تھے بعد میں دوسروں سے خاص طور پر صحابہ کرام سے فرمایا ہوگا کہ وہ بھی ایسا ہی کریں۔ مال و دولت جمع کرنا رسولوں کی سنت نہیں ہوتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے بھی یہ فرمایا ہے کہ اللہ مومنوں کی جانوں اور اموال کو خرید لیتا ہے اور بدلے میں جنت دیتا ہے (توبہ:111)۔ یہ بھی سوچئے کہ ان آیات کی روشنی میں اپنے مال کا ڈھائی فی صد دینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہو سکتی تھی؟ اللہ تعالیٰ مومن کے جان اور مال خرید کر بدلے میں جنت دیتا ہے تو کیا ہم اپنی جان کا ڈھائی فی صد حصہ الگ کر سکتے ہیں؟ مسلمانوں کے خود ساختہ عقائد اور نظریات کے دلائل قرآن کریم میں نہیں ملیں گے۔

ہم نے اپنی اس کتاب کے بارے میں کہا ہے کہ یہ کتاب ہماری گزشتہ کتاب اللہ رسول سے جنگ نہ کرو کا دوسرا حصہ ہے جو ہم نے اسلامی بینکاری اور عام کنوینشنل بینکاری کے بارے میں لکھی تھی اور یہ واضح کیا تھا کہ اسلامی بینک ہوں یا

غیر اسلامی بینک (یعنی کنوینشنل بینکنگ) اللہ اور رسول کے حکم کی خلاف ورزی کر کے قائم کیے جاتے ہیں۔ قرآن میں مال و دولت جمع کرنے والوں کو انتہائی ناپسندیدہ قرار دیا ہے۔ ایک ہمارا ہی کیا ہر مسلمان کا کہنا یہ ہوتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے خود قرآن پر عمل فرماتے تھے ان کے بعد اور ان کے ساتھ صحابہ کرام عمل کیا کرتے تھے۔ جب ایک سوال کر کے یہ پوچھا جا رہا ہے کہ راہِ اللہ میں کتنا مال خرچ کریں تو جواب ملا کہ جو ضرورت سے زیادہ ہو وہ سب کا سب خرچ کرنا ہوگا۔ ہمارے محترم علمائے کرام اور وہ مفتی صاحبان جو نام نہاد اسلامی بینکنگ کے لیے کام کر رہے ہیں ان کی نظروں سے یہ آیت پتہ نہیں کیوں اوجھل ہو جاتی ہے کہ فقط اسی ایک آیت کی ہدایت و حکم کے مطابق مسلمانوں کو اپنی ضرورت سے زائد تمام رزق کو دوسروں پر یا اللہ کی راہ میں خرچ کرنا ہوگا۔ یہاں ہم مال و دولت خرچ کرنے کے حوالے سے اور بھی آیات لکھنے کی سعدت حاصل کر رہے ہیں جن کو پڑھ کر آپ زیادہ بہتر طریقے سے اندازہ کر لیں گے کہ اپنی زائد از ضرورت دولت کو سمیٹ کر سنبھال کر بینکوں میں یا اپنے گھروں میں یا کہیں بھی جمع کرنا صحیح کام ہے یا نہیں۔

اسلامی بینکاری کے لیے کام کرنے والے چند مخصوص علمائے کرام اور مفتی صاحبان کو یہ آیات مبارکہ پتہ نہیں کیوں نظر نہیں آتیں۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات و ہدایات ملاحظہ فرمائیے اور جتنا بھی آپ اپنی عقل و فکر کے ساتھ سوچ سکتے ہیں ضرور سوچیے اور ساتھ ہی ساتھ اپنے کردار و اعمال کا بھی جائزہ لیتے جائیے۔ اس بات کو آپ ہر وقت کے لیے یاد کر لیجیے کہ قرآنِ کریم مذہبی قسم کے خود ساختہ عقائد و نظریات کو مسترد REJECT کر دیتا ہے۔ ہماری درخواست پر اب آپ مندرجہ ذیل آیات کے تراجم پر خصوصی توجہ دیجیے۔ اپنے سامنے اپنا کوئی بھی پسندیدہ ترجمہء قرآن بھی رکھ لیجیے اس میں سیاق و سباق سے بھی پڑھتے جائیے۔

(الانعام:159)

جن لوگوں نے اپنے دین میں (بہت سے) رستے نکالے اور کئی کئی فرقے ہو گئے

ان سے تم کو کچھ کام نہیں ان کا کام اللہ کے حوالے کردو پھر جو جو کچھ وہ کرتے رہے ہیں وہ ان کو (سب) بتائے گا۔

آپ کو پتہ ہی ہے کہ فرقہ واریت دین اسلام میں نا قابل قبول ہے۔ فرقہ بندی کو اللہ تعالیٰ نے شرک کہا ہے۔ جیسا کہ الروم: 31-30 میں فرمایا ہے:

تو تم ایک طرف کے ہو کر دین (اللہ کے رستے) پر سیدھا منہ کیے چلے جاؤ (اور) اللہ کی فطرت کو جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے (اختیار کیے رہو) اللہ کی بنائی ہوئی (فطرت) میں تغیر و تبدل نہیں ہو سکتا یہی سیدھا دین ہے لیکن اکثر لوگ علم نہیں رکھتے، (مومنو) اسی (اللہ) کی طرف رجوع کیے رہو اور اس سے ڈرتے رہو اور نماز پڑھتے رہو اور مشرکوں میں نہ ہونا۔ (اور نہ) ان لوگوں میں (ہونا) جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور (خود) فرقے فرقے ہو گئے۔ سب فرقے اسی سے خوش ہیں جو ان کے پاس ہے (الروم: 31-30)

مزید دیکھیے الانعام: 65 اور الشوریٰ: 13۔

(الانعام: 160)

جو کوئی (اللہ کے حضور) نیکی لے کر آئے گا اس کو ویسی دس نیکیاں ملیں گی اور جو برائی لائے گا اسے سزا ویسی ہی ملے گی اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔

اس آیت پر بھی آپ بار بار غور فرمائیے۔ البقرہ: 261 میں ہے کہ جو لوگ اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان (کے مال) کی مثال اس دانے کی سی ہے جس سے سات بالیں اگیں اور ہر ایک بال میں سو سو دانے ہوں اور اللہ جس (کے مال) کو چاہتا ہے زیادہ کرتا ہے وہ واسع اور علیم ہے، سب کچھ جاننے والا ہے۔

اس بات کو ہم اللہ تعالیٰ کی رحمت اور کبریائی کہتے ہیں کہ جس کو پڑھ کر ہمیں اطمینان رہتا ہے کہ ہماری ایک برائی کے بدلے میں فقط ایک برائی جتنی ہی سزا ملے گی جب کہ ہمارے ایک اچھے کام، وہ اچھا کام جو قرآن کی ہدایت کے مطابق کریں گے تو اس کے بدلے میں دس اچھے کاموں کے برابر جزا یا بدلہ ملے گا۔ یوں کسی پر ظلم نہیں ہوگا۔

الانعام: 161 پر بھی خصوصی توجہ فرمائیے۔ پورے قرآن پر ہماری خاص توجہ ہونا چاہیے۔

(الانعام:161)

کہہ دو کہ مجھے میرے رب نے سیدھا رستہ دکھا دیا ہے (یعنی دین صحیح) ملت ابراہیم کا جو ایک (اللہ) ہی کی طرف کے تھے اور مشرکوں میں سے نہ تھے۔

سوچئے کہ اس آیت میں فرمایا جا رہا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام مشرکوں میں سے نہ تھے۔ یہ بہت بڑی بات ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام مشرکوں میں سے نہ تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں ہمارے لیے حکم ہے کہ تم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اسوۂ حسنہ کے مطابق زندگی بسر کرو۔ (الممتحنہ:4) وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جو مشرکوں میں سے نہ تھے۔ اس بات پر بار بار سوچئے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام مشرک نہ تھے۔

ابھی آپ نے الانعام:159 میں پڑھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا جا رہا ہے کہ جن لوگوں نے خود کو فرقوں میں تقسیم کر دیا ان سے تم کو کچھ کام نہیں۔ فرقہ واریت یا فرقہ بندی کو اللہ تعالیٰ نے شرک کہا ہے (الروم:31-30) اور شرک ناقابلِ معافی جرم ہے۔ (النساء:116)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے کیا فرمایا گیا ہے اور ان کے اسوۂ حسنہ کو کیوں ہمارے لیے مثالی قرار دیا گیا ہے یہ سمجھنے کے لیے مندرجہ ذیل آیات کے تراجم پڑھیے:

قیامت کے دن نہ تمہارے رشتے ناتے کام آئیں گے اور نہ اولاد۔ اس روز وہی تم میں فیصلہ کرے گا اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس کو دیکھتا ہے۔ تمہیں ابراہیم اور ان کے رفقاء کی نیک چال چلنی (ضرور) ہے۔ جب انہوں نے اپنی قوم کے لوگوں سے کہا کہ ہم تم سے اور ان (بتوں) سے جن کو تم اللہ کے سوا پوجتے ہو بے تعلق ہیں (اور) تمہارے (معبودوں کے کبھی) قائل نہیں (ہو سکتے) اور جب تک تم ایک اللہ پر ایمان نہ لاؤ ہم میں تم میں ہمیشہ کھلم کھلا عداوت اور دشمنی رہے گی ہاں ابراہیم نے اپنے باپ سے یہ (ضرور) کہا کہ میں آپ کے لیے مغفرت مانگوں گا اور میں اللہ کے سامنے آپ کے بارے میں کسی چیز کا کچھ اختیار نہیں رکھتا۔ اے ہمارے رب تجھی پر ہمارا بھروسا ہے اور تیری ہی طرف ہم رجوع

کرتے ہیں اور تیرے ہی حضور میں (ہمیں) لوٹ کر آنا ہے۔ اے ہمارے رب ہم کو کافروں کے ہاتھ سے عذاب نہ دلانا اور اے رب ہمارے ہمیں معاف فرما بے شک تو غالب حکمت والا ہے۔ تم (مسلمانوں) کو یعنی جو کوئی اللہ (کے سامنے جانے) اور روز آخرت (کے آنے) کی امید رکھتا ہو اسے ان لوگوں کی نیک چال چلنی (ضرور) ہے اور جو روگردانی کرے تو اللہ بھی بے پروا اور سزاوار حمد (وثناء) ہے۔ (الممتحنہ:6-3)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسین کردار، اسوۂ حسنہ پر بھی ہمیں عمل کرنا ہوگا۔ جیسا کہ الاحزاب میں ہدایت ہے:

تم کو رسول اللہ کی تابعداری (کرنی) بہتر ہے (یعنی) اس شخص کو جسے اللہ (سے ملنے) اور روز قیامت (کے آنے) کی امید ہو اور وہ اللہ کا ذکر کثرت سے کرتا ہو۔ (الاحزاب:21)

الشوریٰ:15-13 کا ترجمہ پڑھیے اور سوچیے کہ مسلمانوں میں فرقہ بندی صحیح بات ہے یا غلط۔ فرقوں پر چلنے والا مشرک کہلائے گا جیسا کہ الروم:31-30 میں بتایا گیا ہے۔ اسی طرح حضرت ابراہیم کے بارے میں فرمایا کہ وہ مشرک نہ تھے۔ (البقرہ:135) یہ بات ذہن میں رکھتے ہوئے الانعام:163-162 کا ترجمہ پڑھیے:

(الانعام:163-162)

(یہ بھی) کہہ دیجئے کہ میری نماز اور میری عبادت اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ رب العالمین ہی کے لیے ہے جس کا کوئی شریک نہیں اور مجھ کو اسی بات کا حکم ملا ہے اور میں سب سے اول مسلم (فرمانبردار) ہوں۔

بتائیے کہ آپ نے اپنے ساتھ کتنے مسلمانوں کو دیکھا ہے جو اس ہدایت پر عمل کرتے ہیں کہ ہاں واقعی ہمارا جینا مرنا سب اللہ کے لیے ہے۔ جو یہ کہہ دے کہ میرا جینا مرنا سب اللہ کے لیے ہے تو پھر وہ خوش نصیب اللہ تعالیٰ کے اس حکم پر بھی عمل کرے گا کہ جب سوال کے جواب میں فرمایا گیا کہ ضرورت سے زیادہ سب کا

سب ضرورت مندوں پر خرچ کرنا ہوگا۔ (البقرہ:210)

یہاں تک لکھتے لکھتے ہمیں سورۂ النحل اور اس کی چند آیات مبارکہ یاد آرہی ہیں۔ ایک مرتبہ سورۂ النحل آپ ضرور پڑھیے۔ اس سورت میں ہمارے لیے ایک مسلم معاشرے کی تشکیل کے لیے ہدایات ہیں۔ آپ اس سورت کے نام پر بھی غور فرمایئے۔ النحل کا مطلب ہے "شہد کی مکھی"۔ شہد کی مکھیاں جس طرح اپنا معاشرہ بناتی ہیں اس کے بارے میں آپ تھوڑا بہت ضرور جانتے ہوں گے۔ اگر نہیں جانتے تو انٹرنیٹ پر جاکر HONEYBEES لکھ کر کلک کیجئے اور مختلف انسائیکلو پیڈیاز میں ان کے بارے میں حیرت انگیز معلومات پڑھ لیں۔ النحل کی چند آیات کے ترجمے پڑھیے:

اور جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے سب اسی کا ہے اور اسی کی عبادت لازم ہے تو تم اللہ کے سوا اوروں سے کیوں ڈرتے ہو؟ اور جو نعمتیں تم کو میسر ہیں سب اللہ کی طرف سے ہیں۔ پھر جب تم کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اسی کے آگے چلاتے ہو۔ پھر جب وہ تم سے تکلیف کو دور کردیتا ہے تو کچھ لوگ تم میں سے اللہ کے ساتھ شریک کرنے لگتے ہیں۔ تاکہ جو (نعمتیں) ہم نے ان کو عطا فرمائی ہیں ان کی ناشکری کریں تو (مشرکو) دنیا میں فائدے اٹھالو۔ عنقریب تم کو (اس کا انجام) معلوم ہو جائے گا۔ اور ہمارے دیئے ہوئے مال میں سے ایسی چیزوں کا حصہ مقرر کرتے ہیں جن کو جانتے ہی نہیں (کافرو) اللہ کی قسم کہ جو تم افترا کرتے ہو اس کی تم سے ضرور پرسش ہوگی۔ (النحل:56-52) یہ پڑھنے کے بعد النحل:71 پر بھی توجہ فرمایئے: اور اللہ نے رزق (و دولت) میں بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے تو جن لوگوں کو فضیلت دی ہے وہ اپنا رزق اپنے مملوکوں یعنی اپنے ماتحت لوگوں ملازموں کو تو دے ڈالنے والے ہیں نہیں کہ سب اس میں برابر ہو جائیں تو کیا یہ لوگ نعمتِ الٰہی کے منکر ہیں؟ (النحل:71)

یہاں ہم ایک دفعہ اور پوچھتے ہیں کہ بتایئے کہ آپ نے عوام کو چھوڑیے نام نہاد اسلامی بینکاری کے لیے کام کرنے والے کتنے علمائے کرام اور مفتی

صاحبان کو ان آیاتِ مبارکہ پر عمل کرتے ہوئے دیکھا ہے؟ کہ انہوں نے اپنی زائد از ضرورت دولت اپنے ماتحت لوگوں میں تقسیم کردی ہو۔ زیادہ رزق کمانے کی صلاحیت کو اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمت کہا ہے۔

الفاظ معنی

فوزالعظیم

(2)

الفوز ف و ز اس کے معنی ہیں:
کسی مصیبت سے چھٹکارا پالینا۔
اپنی آرزو یا خیر کو حاصل کر لینا۔
مقصد کو پالینا۔ کامیاب ہو جانا۔
مصیبت سے رہائی حاصل کر لینا ایک منفی پہلو ہے۔ قرآنِ مجید جنت کی زندگی کے حصول ACHIEVEMENT کو مثبت POSITIVE پہلو قرار دیتا ہے۔

لَا يَسْتَوِيْٓ اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ؕ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ○ (الحشر:20)

اس سے پہلے کہ اِس آیت کا ترجمہ لکھیں آپ سے ہم اپنی کتابوں میں یہ کہا کرتے ہیں کہ اردو جاننے والے خوش نصیب ہیں کہ قرآن کریم کی عربی زبان کے پچاس فی صد سے زیادہ الفاظ اردو میں شامل ہیں۔ اگر آپ توجہ کے ساتھ قرآن عربی پڑھیں گے تو آپ کو قرآن سمجھنا زیادہ آسان ہوگا۔ ابھی جو آیت ہم نے لکھی ہے اس کو ایک دفعہ اور پڑھیے:

لَا يَسْتَوِيْٓ اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ؕ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ○ (الحشر:20)

اصحاب النار (جہنمی لوگ) اور اصحابِ جنت (جنتی لوگ) برابر نہیں۔ اصحابِ جنت ہی الفائزون ہیں۔ زندگی کے عظیم مقصد جنت کو حاصل ACHIEVE کرنے والے۔ اصحابِ جنت کو ہم LIFETIME ACHIEVEMENT AWARD حاصل کرنے والے کہا کرتے ہیں۔

ہم آپ سے یہ بھی کہا کرتے ہیں کہ اسلام اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ دین ہے۔ مذاہب عالم میں اور دین اسلام میں بہت بڑا فرق ہے۔ مذاہب عالم کو آپ دیکھ جایئے کہ ان میں زندگی کا سب سے بڑا مقصد یہ ہوتا ہے کہ خود کو زندگی میں آنے والی مصیبتوں سے بچا کر رکھا جائے۔ مذہبی انسان زندگی کی مصیبتوں سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہتا ہے۔ قرآنِ کریم تباہیوں سے بچنا مقصد حیات نہیں بتاتا بلکہ مصیبتوں اور تباہیوں سے خود کو بچاتے ہوئے زندگی کے مقصد POSTIVE ACHIEVEMENT کو حاصل کرنا بتاتا ہے جو آسان کام نہیں ہے۔ جیسا کہ نیچے لکھی گئی آیت مبارکہ کے ترجمے سے ظاہر ہے۔

کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ (یوں ہی) جنت میں داخل ہو جاؤ گے اور ابھی تم کو پہلے لوگوں کی سی (مشکلیں) تو پیش آئی ہی نہیں۔ ان کو (بڑی بڑی) سختیاں اور تکلیفیں پہنچیں اور وہ (صعوبتوں میں) ہلا ہلا دیئے گئے۔ یہاں تک کہ پیغمبر اور مومن لوگ جو ان کے ساتھ تھے سب پکار اٹھے کہ کب اللہ کی مدد آئے گی۔ دیکھو اللہ کی مدد (عن) قریب (آیا چاہتی) ہے۔ (البقرہ: 214)

النساء کی آیات 74-72 کے تراجم پر غور کیجئے:

اور تم میں کوئی ایسا بھی ہے کہ (عمداً) دیر لگاتا ہے پھر اگر تم پر کوئی مصیبت پڑ جائے تو کہتا ہے کہ اللہ نے مجھ پر بڑی مہربانی کی کہ میں ان میں موجود نہ تھا۔ (النساء: 72)

اور اگر اللہ تم پر فضل کرے تو اس طرح سے کہ گویا تم میں اس میں دوستی تھی ہی نہیں (افسوس کرتا اور) کہتا ہے کہ کاش میں بھی ان کے ساتھ ہوتا تو فَاَفُوْزَ فَوْزًا عَظِيْمًا مقصد عظیم حاصل ہوتا۔ (النساء: 73)

تو جو لوگ آخرت (کو خریدتے اور اس) کے بدلے دنیا کی زندگی کو بیچنا چاہتے ہیں ان کو چاہیے کہ اللہ کی راہ میں جنگ کریں اور جو شخص اللہ کی راہ میں جنگ کرے پھر شہید ہو جائے یا غلبہ پائے ہم عنقریب اس کو بڑا ثواب دیں گے۔ (النساء: 74)

اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندوں کو زندگی کی تباہیوں سے بچاتے ہوئے کامیابیوں کی طرف لے جاتا ہے۔ جیسا کہ الزمر: 61 میں ہے کہ

وَيُنَجِّي اللّٰهُ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا بِمَفَازَتِهِمْ ۚ لَا يَمَسُّهُمُ السُّوْءُ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ○ (الزمر: 61)

متقیوں یعنی تقویٰ شعاروں کو ان کی کامیابیوں کے ساتھ اللہ تباہیوں سے نجات دے گا۔ بِمَفَازَتِهِمْ مومن شر کی تخریبی قوتوں سے محفوظ رہتے ہیں اور اپنے مقصد کو حاصل کر لیتے ہیں یوں ان کو نہ کوئی سختی پہنچے گی اور نہ ہی وہ غم ناک ہوں گے۔

قرآنِ کریم کے مطابق الفوز العظیم GREAT & LIFE TIME ACHIEVEMENT وہ کامیابی ہے جو جہنم کی تباہی سے بچتے ہوئے حاصل کی جائے۔

العمران کی آیت 185 پر پوری توجہ دیجیے:

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ؕ ہر شخص کو (چاہے وہ مسلم ہو یا غیر مسلم) موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔

وَ اِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اور تم کو قیامت کے دن تمہارے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔

فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ جو شخص النار سے دور رکھا گیا

وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ وہ جنت میں داخل کیا گیا۔

فَقَدْ فَازَ ؕ ...... یوں وہ زندگی کی کامیابی اور مقصد کو حاصل ACHIEVE کر لیتا ہے اور دنیا کی زندگی تو متاعِ الغرور ہے۔ (مزید دیکھئے النساء: 31)

آگے چل کر ہم آپ کے لیے قرآنِ کریم سے وہ آیات تلاش کر کے لکھ رہے ہیں جس میں الفوز العظیم مختلف انداز سے آیا ہے۔ ہم اپنی کتابوں میں عام طور پر یہی کرتے ہیں کہ کسی ایک ''بات'' کو لے کر اس کو ترتیب وار CLASSIFIED کر کے لکھ لیتے ہیں تاکہ آپ کو قرآنی تعلیمات سمجھنے میں آسانی ہو جائے۔ الفوز العظیم والی آیات پڑھیے اور سوچیے کہ یہ الفوز العظیم GREAT & LIFETIME ACHIEVEMENT کون سی چیزوں کے بارے میں ہے۔ الفوز کو اردو میں کہا جاتا ہے کہ کسی اونچے مقام پر فائز ہو جانا، اونچے مقام تک پہنچ جانا، فائز المرام بھی کہا جاتا ہے۔ لڑکیوں کا نام فائزہ رکھا جاتا ہے جس کا مطلب آپ سمجھ گئے ہوں گے۔

فوزالعظیم

(3)

1۔ (تمام احکام) اللہ کی حدیں ہیں اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا اللہ اس کو جنتوں میں داخل کرے گا جن میں نہریں بہہ رہی ہیں وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے

وَ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ

اور یہ بڑی کامیابی ہے۔(النساء:13)

2۔ اللہ فرمائے گا کہ آج وہ دن ہے کہ صادقین کو ان کا صدق ہی فائدہ دے گا ان کے لیے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔ ہمیشہ، تا ابد ان میں بستے رہیں گے اللہ ان سے راضیAGREE ہے اور وہ اللہ سے راضیAGREE ہیں

ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ

یہ بڑی کامیابی ہے۔(المائدہ:119)

3۔ (یہ بھی) کہہ دیجیے کہ اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو مجھے عذاب یوم عظیم کا خوف ہے۔ جس شخص سے اس روز عذاب ٹال دیا گیا اس پر اللہ نے (بڑی) مہربانی فرمائی

وَ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ

اور یہ کھلی کامیابی ہے۔(الانعام:16-15)

4۔ اللہ نے مومن مردوں اور مومن عورتوں سے جنتوں کا وعدہ کیا ہے جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں (وہ) ان میں ہمیشہ رہیں گے اور جنت ہائے جاودانی میں نفیس مکانات (کا وعدہ کیا ہے)

وَ رِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ

اور اللہ کی رضا مندی تو سب سے بڑھ کر نعمت ہے یہی بڑی کامیابی ہے۔(التوبہ:72)

5۔ رسول اور جو لوگ ان کے ساتھ ایمان لائے سب اپنے مال اور جان سے لڑے۔ انہی لوگوں کے لیے الخیرات (بھلائیاں) ہیں اور یہی فلاح پانے والے ہیں۔ اللہ نے ان کے لیے باغات تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں ہمیشہ ان میں رہیں گے

ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ

یہ بڑی کامیابی ہے۔(التوبہ:89-88)

6۔ جن لوگوں نے سبقت کی (یعنی سب سے) پہلے (ایمان لائے) مہاجرین میں سے بھی اور انصار میں سے بھی اور جنہوں نے احسان، حسن کے ساتھ ان کی تابعداری کی اللہ ان سے راضی AGREE ہے اور وہ اللہ سے راضی AGREE ہیں اور اس نے ان کے لیے جنتیں تیار کی ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں (اور) ہمیشہ ان میں رہیں گے

ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ

یہ بڑی کامیابی ہے۔(التوبہ:100)

7۔ اللہ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور ان کے مال خرید لیے ہیں (اور اس کے) عوض میں ان کے لیے جنت (تیار کی) ہے یہ لوگ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں تو مارتے بھی ہیں اور مارے بھی جاتے ہیں۔ یہ (پہلے) تورات اور انجیل (میں) اور (اب) قرآن میں سچا وعدہ ہے۔ جس کا پورا کرنا اسے ضرور ہے اور اللہ سے زیادہ وعدہ پورا کرنے والا کون ہے؟ تو جو سودا تم نے اس سے کیا ہے اس سے خوش رہو

وَ ذٰلِكَ هُوَالْفَوْزُالْعَظِيْمُ

اور یہی بڑی کامیابی ہے۔ (التوبہ: 111)

8۔ سن رکھو کہ جو اللہ کے دوست ہیں لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ان کو نہ کچھ خوف ہو گا اور نہ وہ غم ناک ہوں گے۔ (یعنی) وہ جو ایمان لائے اور تقویٰ شعار رہے۔ ان کے لیے دنیا کی زندگی میں بھی بشارت ہے اور آخرت میں بھی۔ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ اللہ کی باتیں بدلتی نہیں۔

ذٰلِكَ هُوَالْفَوْزُالْعَظِيْمُ

یہی تو بڑی کامیابی ہے۔ (یونس: 62-64)

9۔ اور اگر میرے رب کی مہربانی نہ ہوتی تو میں بھی ان میں ہوتا جو (عذاب میں) حاضر کئے گئے ہیں۔ کیا (یہ نہیں کہ) ہم (آئندہ کبھی) مرنے کے نہیں۔ ہاں (جو) پہلی بار مرنا (تھا سو مر چکے) اور ہمیں عذاب بھی نہیں ہونے کا۔

اِنَّ هٰذَا لَهُوَالْفَوْزُالْعَظِيْمُ

یقیناً یہ بڑی کامیابی ہے۔ (الصافات: 57-60)

10۔ تو جن لوگوں نے توبہ کی اور تیرے رستے پر چلے ان کی مغفرت کر اور دوزخ کے عذاب سے بچا لے۔ اے ہمارے رب ان کو ہمیشہ رہنے کی جنتوں میں داخل کر جن کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے اور جو ان کے باپ دادا اور ان کی بیویوں اور ان کی اولاد میں سے نیک ہوں ان کو بھی، بے شک تو العزیز اور الحکیم ہے۔ اور ان کو السَّيِّاٰتِ سے بچائے رکھ اور جس کو تو اس روز السَّيِّاٰتِ سے بچالے گا تو بے شک اس پر تیری رحمت ہوئی

وَذٰلِكَ هُوَالْفَوْزُ الْعَظِيْمُ

اور یہی بڑی کامیابی ہے۔ (المومن: 9-7)

11۔ (اور) پہلی دفعہ کے مرنے کے سوا (کہ مر چکے تھے) موت کا مزہ نہیں چکھیں گے اور اللہ ان کو عَذَابَ الْجَحِيْمِ سے بچالے گا۔ یہ تمہارے رب کا فضل ہے۔

ذٰلِكَ هُوَالْفَوْزُ الْعَظِيْمُ

یہی تو بڑی کامیابی ہے۔ (الدخان: 57-56)

12۔ تو جو لوگ ایمان لائے اور اعمال صالحہ کرتے رہے ان کا رب انہیں اپنی رحمت (کے باغ) میں داخل کرے گا۔

ذٰلِكَ هُوَالْفَوْزُ الْمُبِيْنُ

یہی واضح اور روشن کامیابی ہے۔ (الجاثیہ: 30)

13۔ جس دن تم مومن مردوں اور مومن عورتوں کو دیکھو گے کہ ان کے ایمان کا نور ان کے آگے آگے اور داہنی طرف چل رہا ہے (تو ان سے کہا جائے گا کہ) تم کو بشارت ہو (کہ آج تمہارے لیے) جنتیں ہیں جن کے تلے نہریں بہہ رہی ہیں ان میں ہمیشہ رہو گے

ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ

یہی بڑی کامیابی ہے۔(الحدید:12)

14۔ مومنو! میں تم کو ایسی تجارت بتاؤں جو تمہیں عذاب الیم سے مخلصی دے۔ (وہ یہ کہ) اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے جہاد کرو اگر سمجھو تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔ (اس طرح) تم ان تباہیوں سے بچا لیے جاؤ گے جو تمہارے پیچھے لگی رہتی ہیں۔اور تم کو جنتوں میں داخل کرے گا جن میں نہریں بہہ رہی ہیں اور ان جَنّٰتِ عَدْنٍ میں مَسٰكِنَ طَيِّبَةً ، جن میں رہنے کے لیے دل چاہے۔

ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ

یہ بڑی کامیابی ہے۔(الصّف:12-10)

15۔ جس دن وہ تم کو اکٹھا ہونے (یعنی قیامت) کے دن اکٹھا کرے گا وہ يَوْمُ التَّغَابُنِ ہے یعنی وہ دن جب ہار جیت کا فیصلہ ہوگا اور جو شخص اللہ پر ایمان لائے اور اعمال صالحہ کرے وہ اس سے اس کی برائیاں دور کر دے گا اور جنتوں میں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں داخل کرے گا ہمیشہ ان میں رہیں گے

ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ

یہ بڑی کامیابی ہے۔(التغابن:9)

16۔ (اور) جو لوگ ایمان لائے اور اعمال صالحہ کرتے رہے ان کے لئے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں

ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْكَبِيْرُ

یہی بڑی کامیابی ہے۔ (البروج: 11)

فَوْزًا عَظِيْمًا

17۔ مومنو! اللہ کا تقویٰ اختیار کیے رہو اور بات سیدھی اور محکم کیا کرو اگر تم ایسا کرو گے تو وہ تمہارے سب اعمال درست کر دے گا اور تمہاری چھوٹی چھوٹی کوتاہیوں کے برے اثرات سے تمہاری مغفرت (حفاظت) کرے گا اور جو قوم اور کوئی بھی شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا

فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا

تو اس کو عظیم الشان کامیابیاں مل جائیں گی۔ (الاحزاب: 71-70)

18۔ وہی تو ہے جس نے مومنوں کے دلوں پر تسلی نازل فرمائی تاکہ ان کے ایمان میں مزید تقویت آئے اور آسمانوں اور زمین کے لشکر (سب) اللہ ہی کے ہیں اور اللہ جاننے والا (اور) حکمت والا ہے۔ (یہ) اس لیے کہ وہ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو جنتوں میں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں داخل کرے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اور ان سے ان سَيِّاٰتِهِمْ (غلط کاموں کے برے اثرات) کو دور کر دے

وَكَانَ ذٰلِكَ عِنْدَاللّٰهِ فَوْزًا عَظِيْمًا

اور یہ اللہ کے نزدیک بڑی کامیابی ہے۔ (الفتح: 5-4)

هُمُ الْفَآئِزُوْنَ

19۔ جو لوگ ایمان لائے اور وطن چھوڑ گئے اور اللہ کی راہ میں مال اور جان سے جہاد کرتے رہے اللہ کے ہاں ان کے درجے بہت بڑے ہیں

وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ

اور یہی لوگ کامیاب اور کامران ہیں۔ (التوبہ: 20)

20۔ میرے بندوں میں ایک گروہ تھا جو دعا کیا کرتا تھا کہ اے ہمارے رب ہم ایمان لائے تو، تو ہماری مغفرت کر اور ہم پر رحم کر کہ تو خَيْرُ الرَّاحِمِيْنَ سب سے بہترین رحم کرنے والا ہے۔ تو تم ان کی ہنسی اڑاتے رہے یہاں تک کہ ان کے پیچھے میری یاد بھی بھول گئے اور تم (ہمیشہ) ان سے ہنسی کیا کرتے تھے۔

اِنِّیْ جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوْٓا اَنَّهُمْ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ

آج میں نے ان کو ان کے صبر کا بدلہ دیا کہ وہ کامیاب ہو گئے۔ (المومنون: 111-109)

21۔ مومنوں کی تو یہ بات ہے کہ جب اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلائے جائیں تا کہ وہ ان میں فیصلہ کریں تو کہیں کہ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ہم نے

(حکم) سن لیا اور مان لیا اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔ اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا اور اس سے ڈرے گا

فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ

تو ایسے ہی لوگ کامیاب ہیں۔ (النور:52-51)

22۔ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور ہر شخص کو دیکھنا چاہئے کہ اس نے کل (یعنی قیامت) کے لیے کیا (سامان بھیجا ہے اور ہم پھر کہتے ہیں کہ) اللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ تمہارے سب اعمال سے خبردار ہے۔ اور ان لوگوں جیسے نہ ہونا جنہوں نے اللہ کو بھلا دیا تو اللہ نے انہیں ایسا کر دیا کہ خود اپنے آپ کو بھول گئے یہ لوگ فاسقون ہیں۔ اصحاب جہنم اور اصحاب جنت برابر نہیں۔

اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ

اصحاب جنت ہی تو کامیابی حاصل کرنے والے ہیں۔ (الحشر:20-18)

کیا تم آخرت (کی نعمتوں) کو چھوڑ کر دنیا کی زندگی پر خوش ہو بیٹھتے ہو۔
دنیا کی زندگی کے فائدے تو آخرت کے مقابل بہت ہی کم ہیں۔

(التوبہ:38) مزید دیکھئے الرعد:26

تجارت

اے مومنو! میں تم کو ایسی تجارت بتاؤں جو تمہیں عذابِ الیم سے نجات دے؟ وہ تجارت یہ ہے کہ اللہ اور رسول پر ایمان لاؤ اور فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اپنے مال اور جان سے جہاد کرو اگر تم کو علم ہو تو تمہارے لئے اس میں خیر ہے۔

(الصف: 11-10)

جنت کا حصول آسان نہیں ہے

کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ (یوں ہی) جنت میں داخل ہو جاؤ گے اور
ابھی تم کو پہلے لوگوں کی سی (مشکلیں) تو پیش آئی ہی نہیں۔
ان کو (بڑی بڑی) سختیاں اور تکلیفیں پہنچیں
اور وہ (صعوبتوں میں) ہلا ہلا دیئے گئے۔
یہاں تک کہ رسول اور مومن لوگ جو ان کے ساتھ تھے
سب پکار اٹھے کہ کب اللہ کی مدد آئے گی۔
دیکھو اللہ کی مدد (عن) قریب (آیا چاہتی) ہے۔ (البقرہ:214)

جنت، دَارُ الْاٰخِرَةُ ،(الاعراف:169)
ہمیشہ رہنے کے لئے ایک ایسا گھر
جس کی قیمت مومن کا مال اور اس کی جان ہے
(التوبہ: 111)

فرعون کی بیوی کی دعا

.... رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ ..... (التحریم:11)

اے رب!

اپنے پاس (سے) میرے لیے جنت میں ایک گھر بنا دے

جنت

جنت کے معانی ومطالب:

جنت کا بنیادی لفظ جَــــنَّ ج ن ن ہے،جس کے معنی ہیں چھپالینا، نگاہوں سے اوجھل کردینا۔عرب لوگ جنت ایسے باغ کو کہتے تھے جس کی زمین بہت سارے درختوں کی وجہ سے چھپ جائے ،نظر نہ آئے۔

عرب کا علاقہ ریگستانی تھا۔دور دور تک پانی اور سرسبز باغات کا نام ونشان تک نہیں ملتا تھا۔عربوں کے لیے جنت ،یعنی باغ ، پانی ،سائے دار درخت اوران میں لگے ہوئے پھل ایک بہت بڑی نعمت تھی ۔یہ چیزیں ریگستان میں رہنے والے عربوں کے لیےتو بلا شبہ ایک نعمت ہےلیکن اگر یہی چیزیں کسی سرد اور برفانی ممالک میں ہوں تب بھی لوگوں کے لیے اپنے اندر کشش رکھتی ہیں ۔ہمارے اپنے ملک پاکستان کے ٹھنڈے اور برفانی علاقوں میں سوات ،کالام ،کاغان ،مری ، چترال اور اسکردو وغیرہ میں بھی ٹھنڈے پانی کے چشمے اور دریا، مختلف پھلوں اور پھولوں کے باغات کِسے اچھے نہیں لگتے ،کوئی بدذوق ہی ان کو پسند نہیں کرتا ہوگا۔

ریگستانوں جیسے گرم علاقے ہوں یا دنیا کے ٹھنڈے اور برفانی علاقے ،کیا ہم کسی بھی علاقے میں پانی کے بغیر زندہ رہ سکیں گے؟ یہ بات ہم اس لئے لکھ رہے ہیں کہ ہمارے لبرل قسم کے مسلمان بھائی یہ کہتے ہوئے ملتے ہیں کہ ریگستانوں میں رہنے والے عربوں کے لئے ٹھنڈے پانی کی بہتی ہوئی نہروں کی اہمیت ضرور ہے، لیکن ٹھنڈے ملکوں میں رہنے والوں کے لئے ٹھندے پانی کی نہروں کی کیا اہمیت ہوگی ؟ پاکستان کے شمال میں ٹھنڈے علاقوں چترال ،اسکردو، ہنزہ ، اور سوات کالام وغیرہ اور یورپ کا سویٹزرلینڈ اور بہت سے ٹھنڈے اورخوبصورت علاقے کیا پانی کے بغیر خوبصورت کیئے جاسکتے ہیں؟ دنیا کے علاقے ریگستانی ہوں یا برفانی

اس میں ہرے بھرے شاداب باغات، سینکڑوں قسم کے پھلوں کے درخت اور ہزاروں قسم کے پھول، ان باغوں میں بہتی ہوئی نہریں، رنگ برنگے چہچہاتے اور خوبصورت پرندے اور موسم بھی ایسا جس میں گرمی کی حدت ہو نہ سردی کی شدت۔ ایسا بہترین ماحول، گرم ریگستانی علاقوں میں نخلستان کی صورت میں ہوں یا برفانی شہروں سے باہر فارم ہاؤسز کی صورت میں، ہر ایک کے لیے پسندیدہ ہوتے ہیں۔

جنت اور جہنم کا تصور دنیا کے اکثر مذاہب اور ان کے ماننے والوں میں کسی نہ کسی حوالے سے موجود ہے۔ قرآنِ کریم میں مرنے کے بعد جس جنت کا تصور ہے وہ مومن اور مسلم کو ان کے اعمالِ صالحہ کے بدلے میں دی جائے گی۔

''جنت آدم''

قرآن مجید کے طالب علم کی حیثیت سے جب آپ قرآن کا مطالعہ کریں گے تو اس میں ایک تو اس جنت کا ذکر ملے گا جو آدم اور ان کی بیوی کو دی گئی تھی۔ مرنے کے بعد ملنے والی جنت کا ذکر کرنے سے پہلے قرآن مجید کی روشنی میں ہم آدم کی جنت کی تفصیل بتائیں گے۔

قبل اس کے کہ ہم جنت اور آدم کے بارے میں آیات کے حوالوں سے کچھ لکھیں، یہ بات آپ کے ذہن میں رہنا چاہیے کہ ہم قرآن سے کسی ایک موضوع کا انتخاب کر کے اس کے بارے میں زیادہ سے زیادہ آیات اور معلومات آپ کے سامنے لے آتے ہیں تا کہ آپ اپنے طور پر کسی بات کو سمجھ سکیں۔ آپ کوئی بھی ہوں مسلم ہوں یا غیر مسلم، زندگی گزارنے کے لیے آپ کے مذہبی عقائد و نظریات کوئی بھی ہوں ہمارے سر آنکھوں پر۔ قرآن عالمِ انسانیت کے لیے اور ہر انسان اور ہر قوم کے لیے ہے۔ ہر انسان کو چاہے وہ مسلم ہو یا غیر مسلم قرآن ضرور پڑھنا چاہیے تا کہ معلوم ہو جائے کہ زندگی گزارنے کے بارے میں اس کے عقائد و نظریات قرآنِ کریم کی روشنی میں کہاں تک صحیح ہیں۔

قرآن اس طرح اور اس انداز سے پڑھنا ہو گا جس طرح اسکول، کالج اور

یونیورسٹی میں کوئی طالب علم اپنی زندگی کے کم وبیش پندرہ بیس سال صرف کر کے ڈگریاں حاصل کرتا ہے۔ اس دنیا کی عارضی زندگی کے لیے جب کوئی طالب علم جان مار کر اپنی اکاڈمک اور پروفیشنل ایجوکیشن کے لیے اپنی زندگی کے کم وبیش بیس پچیس سال ''خرچ'' کرسکتا ہے تو ابدی زندگی کی لازوال بہاروں کو حاصل کرنے کے لیے حساب لگائیے ہمیں اپنی عمر کے کتنے سال صرف کرنے چاہئیں۔

ہم قرآن میں دی گئی ''جنت کی قسموں'' اور اس کی تفاصیل آپ کے سامنے لانا چاہتے ہیں۔ یہ بتانا بھی زیادہ ضروری ہے کہ اس دنیا میں جنت ''جنت ارضی'' کس طرح بنائی جاسکتی ہے اور مرنے کے بعد والی جنت کس طرح مل سکے گی۔

یہ کتاب پڑھتے پڑھتے آج آپ ایک بات اور بھی سوچئے کہ قرآن کا علم حاصل کر لینے سے انسان کی سوچنے سمجھنے کی سطح بہت ہی بلند ہو جاتی ہے۔ کوئی اعلیٰ تعلیم یافتہ میڈیکل یا فلسفے کا ڈاکٹر ہو، انجینئر ہو یا بیرسٹر (وکیل) اور چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ ہو یا پھر چار سو مسافروں کو جمبو جیٹ میں اپنے ساتھ لے کر اڑانے والا پائلٹ، ہر قسم کے اعلیٰ تعلیم یافتہ حضرات عام آدمیوں سے ہٹ کر اپنا ایک الگ اور اچھا مقام رکھتے ہیں، معاشرے میں ان کا ایک ممتاز مقام بن جاتا ہے اس کے یار دوست اس کا تعارف بھی فخریہ انداز سے کرواتے ہیں۔

سینکڑوں ہزاروں سال کے ارتقائی منازل طے کرنے کے بعد آج کا انسان علمی صلاحیت کے جس مقام پر پہنچا ہے اسے آپ ضرور جانتے ہیں۔ انسان کے علم نے اس کو ہزاروں سال کی آزمائش اور تجربات TRIAL AND ERROR کے بعد آج جس بلند مقام پر پہنچایا ہے وہ ہم دیکھ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن اپنے علم سے علم والوں کے لئے نازل کیا ہے اگر کوئی طالب علم قرآن کا علم حاصل کرے تو سوچئے کہ اس کی سوچنے سمجھنے کی سطح کتنی بلند ہو جائے گی۔

اللہ تعالیٰ انسان کا وقت بچانا چاہتا ہے۔ وہ وقت جو انسان آزمائش اور تجربات TRIAL AND ERROR کے مراحل سے گزرتے ہوئے ضائع کردیتا ہے اور ابھی تک کرتا آرہا ہے۔ قرآن سے حاصل کیے ہوئے علم سے انسان آزمائش

اور تجربات میں وقت ضائع کرنے سے بچ جاتا ہے۔

ہم بات کر رہے تھے جنت آدم کی، وہ جنت جو آدم اور ان کی بیوی کو دی گئی تھی۔

وہ جنت جہاں آدم اور ان کی بیوی اور ان کی اولاد، بنی آدم رہتی تھی۔ آدم اور ان کی بیوی اور آدم کی وہ اولاد بنی آدم جس جنت میں رہا کرتی تھی، وہ جنت کیا تھی؟ کہاں تھی؟ مرنے کے بعد والی جنت تھی یا اس دنیا میں ہی وہ جنت موجود تھی؟ یہ جاننے کے لیے ہم آپ کے سامنے قرآن اور اس کی آیات رکھنا چاہتے ہیں، جس کو پڑھ کر آپ خود ہی اندازہ لگا لیں یہ جنت آدم کہاں واقع تھی کہ جہاں "شیطان کا داخلہ" ممکن تھا اور جو آدم اور ان کی بیوی (زوجہ) اور ان کی اولاد یعنی بنی آدم کو بہکا بھی سکتا تھا اور بہکا بھی چکا تھا۔ اس قدر بہکا دیا کہ اللہ تعالیٰ نے سزا کے طور پر آدم اور ان کی بیوی کو اس جنت سے ہی باہر نکال دیا۔

شیطان کے بارے میں آپ کو یہ علم ضرور ہوگا کہ اس نے اللہ تعالیٰ سے مہلت مانگی تھی کہ مجھے قیامت تک مہلت دے دے، میں **الارض** پر رہنے والے تیرے بندوں کو بہکاؤں گا لیکن وہ جو تیرے مخلص بندے ہیں، ان پر میرا قابو پانا مشکل ہے۔ سوچنے والی بات یہ ہے کہ جس آدم اور ان کی بیگم (زوجہ) کو شیطان نے بہکا دیا تھا اور جنت سے نکلوا دیا تھا، وہ بہر حال اللہ کے مخلص بندے تو نہ ہوئے، کیونکہ شیطان خود اس بات کا اقرار، قرآن میں دیئے ہوئے ان الفاظ کے ساتھ کر رہا ہے کہ...... سیاق وسباق کے ساتھ نیچے لکھی ہوئی آیات پر توجہ دیجیے:

قَالَ رَبِّ بِمَآ اَغْوَيْتَنِىْ لَاُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِى الْاَرْضِ وَ لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ○ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ○ قَالَ هٰذَا صِرَاطٌ عَلَىَّ مُسْتَقِيْمٌ ○ اِنَّ عِبَادِىْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ اِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ○

(الحجر:42-39)

(اس نے کہا) کہا کہ رب جیسا تو نے مجھے رستے سے الگ کیا ہے میں بھی زمین میں لوگوں کے لیے (گناہوں کو) آراستہ کر دکھاؤں گا اور سب کو بہکاؤں گا، ہاں ان میں جو تیرے مخلص بندے ہیں (ان پر قابو چلنا مشکل ہے)۔ (اللہ نے) فرمایا کہ مجھ تک

(پہنچنے کا) یہی سیدھا رستہ ہے۔ جو میرے (مخلص) بندے ہیں ان پر تجھے کچھ قدرت نہیں (کہ ان کو گناہ میں ڈال سکے) ہاں بدراہوں میں سے جو تیرے پیچھے چل پڑے۔

ہم آپ سے اکثر کہا کرتے ہیں کہ اسلام اللہ تعالیٰ کا عنایت کردہ دین ہے۔ اسلام مذہب نہیں ہے اور نہ ہی قرآن مذہبی کتاب ہے۔ مذہبی سوچ رکھنے والے انسان کو قرآن سے بات سمجھانا مشکل کام ہے۔ مذہب میں علم اور عقل کا عمل دخل نہیں ہوتا۔ مذاہب عالم کو آپ دیکھ جایئے کہ یہ لوگ ایک غلط نظریہ پیش کرتے ہیں اور اس غلط نظریے کو صحیح ثابت کرنے میں سارا زور لگا دیتے ہیں۔

قرآن العلم کی بات الحق کے ساتھ کرتا ہے۔ یعنی یقینی اور محکم بات جس میں آزمائش اور تجربات TRIAL AND ERROR کے مراحل سے گزرنے والی کوئی بات نہیں ہے۔ قرآن کو ہم آسمانی دستور DIVINE CONSTITUTION کہتے ہیں جو عالم انسانیت کے لیے منشور آزادی MANIFESTO OF FREEDOM ہے۔

جنت آدم، وہ جنت جہاں آدم اپنی بیوی کے ساتھ رہتے تھے۔ یہ وہ آدم تھے جن کو شیطان بہکا سکتا تھا جب کہ اللہ کے مخلص بندوں کو شیطان نہیں بہکا سکتا۔ آیات پڑھیے اور غور و فکر کیجیے:

وَ قُلْنَا يٰۤاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَ زَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَ كُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا ۪ وَ لَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ○
(البقرہ:35)

اور ہم نے کہا کہ اے آدم تم اور تمہاری بیوی جنت میں رہو اور جہاں سے چاہو بے روک ٹوک کھاؤ (پیو) لیکن اس درخت کے پاس نہ جانا نہیں تو ظالموں میں (داخل) ہو جاؤ گے۔

فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ ۪ وَ قُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَ لَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّ مَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ○
(البقرہ:36)

پھر شیطان نے دونوں کو وہاں سے پھسلا دیا اور جس (عیش و نشاط) میں تھے اس

سے ان کو نکلوا دیا۔ تب ہم نے حکم دیا کہ (جنت بریں سے) چلے جاؤ تم ایک دوسرے کے دشمن ہو اور تمہارے لئے زمین میں ایک وقت تک ٹھکانا اور معاش (مقرر کر دیا گیا) ہے۔

فَتَلَقّٰۤی اٰدَمُ مِنۡ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيۡهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيۡمُ ○ (البقرہ:37)

پھر آدم نے اپنے رب سے کچھ کلمات سیکھے (اور معافی مانگی) تو اس نے ان کا قصور معاف کر دیا بے شک وہ معاف کرنے والا (اور) صاحب رحم ہے۔

قُلۡنَا اهۡبِطُوۡا مِنۡهَا جَمِيۡعًا ۚ فَاِمَّا يَاۡتِيَنَّكُمۡ مِّنِّىۡ هُدًى فَمَنۡ تَبِعَ هُدَاىَ فَلَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ ○ (البقرہ:38)

ہم نے فرمایا کہ تم سب یہاں سے اتر جاؤ جب تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت پہنچے تو (اس کی پیروی کرنا کہ) جنہوں نے میری ہدایت کی پیروی کی ان کو نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غم ناک ہوں گے۔

اوپر لکھی ہوئی آیات کو ذہن میں رکھتے ہوئے الاعراف کی آیات 19 تا 25 اپنے پاس رکھے قرآن میں بھی پڑھیے، یہاں ہم آپ کے لیے ان آیات کا ترجمہ لکھ رہے ہیں:

اور (ہم نے) آدم (سے کہا کہ) تم اور تمہاری بیوی جنت میں رہو سہو اور جہاں سے چاہو (اور جو چاہو) نوش جان کرو مگر اس درخت کے پاس نہ جانا ورنہ گناہ گار ہو جاؤ گے۔ تو شیطان دونوں کو بہکانے لگا تاکہ ان کے ستر کی چیزیں جو ان سے پوشیدہ تھیں کھول دے اور کہنے لگا کہ تم کو تمہارے رب نے اس درخت سے صرف اس لیے منع کیا ہے کہ تم فرشتے نہ بن جاؤ یا ہمیشہ جیتے نہ رہو۔ اور ان سے قسم کھا کر کہا کہ میں تو تمہارا خیر خواہ ہوں۔ غرض (مردود نے) دھوکا دے کر ان کو (معصیت کی طرف) کھینچ ہی لیا جب انہوں نے اس درخت (کے پھل) کو کھا لیا تو ان کے ستر کی چیزیں کھل گئیں اور وہ جنت کے (درختوں کے) پتے (توڑ توڑ کر) اپنے اوپر چپکانے (اور ستر چھپانے) لگے تب ان کے رب نے ان کو پکارا کہ کیا میں نے تم کو اس درخت (کے پاس جانے) سے منع نہیں کیا تھا اور جتا نہیں دیا تھا کہ شیطان تمہارا کھلم کھلا دشمن ہے؟ دونوں عرض کرنے لگے کہ رب ہم نے اپنی

جانوں پر ظلم کیا اور اگر تو ہمیں نہیں بخشے گا اور ہم پر رحم نہیں کرے گا تو ہم تباہ ہو جائیں گے۔ (اللہ نے) فرمایا (تم سب جنت سے) اتر جاؤ (اب سے) تم ایک دوسرے کے دشمن ہو اور تمہارے لیے ایک وقت (خاص) تک زمین پر ٹھکانا اور (زندگی کا) سامان (کر دیا گیا) ہے۔ (یعنی) کہا کہ اسی میں تمہارا جینا ہوگا اور اسی میں مرنا اور اسی میں سے (قیامت کو زندہ کر کے) نکالے جاؤ گے۔

ہمارے کتابوں کو پڑھتے وقت اگر آپ کے ہاتھوں میں ایک نوٹ بک اور پینسل کے ساتھ آپ کا کوئی بھی پسندیدہ ترجمہ قرآن ہو تو زیادہ اچھی بات ہے اگر آپ ہمارے کہنے سے پہلے ہی قرآن کی آیات کو لکھ کر پڑھنے اور سمجھنے کے عادی ہوں تو ہماری بتائی ہوئی آیات کو بھی نوٹ کرتے جائیں۔ قرآن قانون کی ایک ایسی کتاب ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے **العلم** اور **الحق** کے ساتھ نازل کی ہے جو ہر قسم کے خود ساختہ مذہبی عقائد و نظریات کو ختم کر کے آنکھیں کھول دینے والے حقائق اور صراطِ مستقیم کی طرف راہنمائی کرتی ہے۔ آدم اور اس کی اولاد کی جنت کے حوالے سے آپ اس آیت پر توجہ دیجیے:

يَٰبَنِيٓ ءَادَمَ لَا يَفۡتِنَنَّكُمُ ٱلشَّيۡطَٰنُ كَمَآ أَخۡرَجَ أَبَوَيۡكُم مِّنَ ٱلۡجَنَّةِ يَنزِعُ عَنۡهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوۡءَٰتِهِمَآۚ إِنَّهُۥ يَرَىٰكُمۡ هُوَ وَقَبِيلُهُۥ مِنۡ حَيۡثُ لَا تَرَوۡنَهُمۡۗ إِنَّا جَعَلۡنَا ٱلشَّيَٰطِينَ أَوۡلِيَآءَ لِلَّذِينَ لَا يُؤۡمِنُونَ ۝
(الاعراف:27)

اے بنی آدم (دیکھنا کہیں) شیطان تمہیں بہکا نہ دے جس طرح تمہارے ماں باپ یعنی تمہارے آباؤ اجداد کو (بہکا کر) جنتی زندگی سے نکلوا دیا اور ان سے (شرفِ انسانیت کے) لباس اتروا دیئے اس سے (یعنی شیطان سے) محتاط رہنا وہ اور اس کے بھائی تم کو ایسی جگہ سے دیکھتے رہتے ہیں جہاں سے تم ان کو نہیں دیکھ سکتے ہم نے شیطانوں کو انہی لوگوں کا رفیق بنایا ہے جو ایمان نہیں رکھتے (یعنی شیطان کے دوست بھی شیطانی خصوصیت رکھتے ہیں)۔

آدم کی جنت میں ہر طرح کی آسائش اور سہولتیں موجود ہوتی ہیں۔ کھانے

پینے کی فراوانی ہوتی ہے، جس کا جو دل چاہے کھا پی سکتا ہے۔ آدم کو یہ جنت چونکہ مفت میں مل گئی تھی اس لیے وہ اپنی اس جنت کے بارے میں لاپرواہ ہو گیا تھا۔ اس قدر غیر محتاط ہو گیا تھا کہ شیطان کے بہکانے میں بھی آ گیا اور جنت سے باہر کر دیا گیا۔ تفصیل جاننے کے لیے طٰہٰ کی آیات 121-115 پڑھیے ہم یہاں اِن آیات کا ترجمہ لکھ رہے ہیں:

اور ہم نے پہلے آدم سے عہد لیا تھا مگر وہ (اسے) بھول گئے اور ہم نے ان میں صبر و ثبات نہ دیکھا۔ (طٰہٰ: 115)

اور جب ہم نے ملائیکہ سے کہا کہ آدم کے آگے سجدہ کرو تو سب سجدے میں گر پڑے مگر ابلیس نے انکار کیا۔ (طٰہٰ: 116)

ہم نے فرمایا کہ آدم یہ تمہارا اور تمہاری بیوی کا دشمن ہے تو یہ کہیں تم دونوں کو جنت سے نکلوا نہ دے پھر تم مشقت (تکلیف) میں پڑ جاؤ۔ (طٰہٰ: 117)

یہاں تم کو یہ (آسائش) ہے کہ نہ بھوکے رہو نہ ننگے۔ (طٰہٰ: 118)

اور یہ کہ نہ پیاسے رہو اور نہ دھوپ کھاؤ۔ (طٰہٰ: 119)

تو شیطان نے ان کے دل میں وسوسہ ڈالا اور کہا کہ اے آدم بھلا میں تم کو (ایسا) درخت بتاؤں (جو) ہمیشہ کی زندگی کا (ثمرہ دے) اور (ایسی) بادشاہت کہ کبھی زائل نہ ہو۔ (طٰہٰ: 120)

تو دونوں نے اس درخت کا پھل کھا لیا تو ان کے ستر ان پر کھل گئے اور وہ اپنے (بدنوں) پر جنت کے پتے چپکانے لگے اور آدم نے اپنے رب کے (حکم کے) خلاف کیا تو (وہ اپنے مطلوب سے) بے راہ ہو گئے۔ (طٰہٰ: 121)

طٰہٰ: 121 پر غور فرمایئے کہ آدم بے راہ ہو گئے۔ اس لیے بے راہ ہو کر بھٹک گئے کہ انہوں نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور سرکش ہو گئے تھے اور باغی بھی ہو گئے تھے۔ جس کی وجہ سے ان کا روزی روزگار درہم برہم ہو گیا۔ زندگی برباد ہو گئی اور غلط راستوں پر چل پڑے۔

جب آدم کو اپنی غلطی کا احساس ہوا اور اس نے اپنے رب سے معافی کی درخواست کی اور کہا کہ...... رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا مکمّۃ ...... اے ہمارے رب تیری بات نہ

مان کرہم نے اپنے آپ پرظلم کیا۔اے ہمارے رب ..... **اِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَ تَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ** O (الاعراف:23) اگر تو ہماری مغفرت کرتے ہوئے ہم پر رحم نہیں کرے گا، تو ہم نقصان اٹھانے والوں میں ہو جائیں گے۔

جب آدم اوران کی زوجہ نے اللہ تعالیٰ سے اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہوئے معافی طلب کی تو ان کے رب نے اپنی مہربانی سے ان پر توجہ فرمائی اور صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت دی اگر غلطی کے بعد ندامت اور افسوس کے ساتھ صحیح راستے کی طرف آنے کی خواہش ہو تو پھر اللہ بھی آدم کو صحیح راستے کا نشان پتہ بتا دیتا ہے۔

قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيْعًا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى ۙ فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَ لَا يَشْقٰى O (طٰہٰ:123)

(اللہ نے آدم کو صحیح راستے کی طرف راہنمائی کرتے ہوئے) فرمایا کہ تم دونوں ایک ساتھ مل کر چل پڑو۔تم میں سے بعض، بعض کے دشمن ہوں گے، اگر تمہارے انفرادی فائدے اور مفاد ایک دوسرے سے ٹکرانے لگیں تو تم ذاتی فائدے حاصل کرنے کے لیے ایک دوسرے کے دشمن بن جاؤ گے اور اپنے مقام سے نیچے گر جاؤ گے۔آپس کی دشمنی کو ختم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ تم سب مل کر ایک دوسرے کا خیال کرتے ہوئے سیدھے راستے پر چلتے چلے جاؤ۔اس کے لیے تمہاری طرف میری طرف سے ہدایات آتی رہیں گی۔ان ہدایات پر تم (انفرادی اور اجتماعی طور پر) عمل کرو گے تو تمہاری کوششیں ضائع نہیں ہوں گی اور تم جان لیوا محنت اور مشقت سے بھی بچ جاؤ گے۔جب اللہ نے آدم کی راہ نمائی کر دی تو اس بات کا امکان پیدا ہو گیا کہ آدم دوبارہ اس جنت کو حاصل کرے گا جس کو وہ اللہ کی نافرمانی کرتے ہوئے شیطان کے ورغلانے پر کھو چکا تھا۔

وَ مَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّ نَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى O (طٰہٰ:124)

(اس حقیقت کو بھی جان لینا ضروری ہے کہ اگر وہ اللہ کی نازل کردہ ہدایت اور راہنمائی کے مطابق اپنی عملی زندگی گزارے گا تو محنت اور مشقت سے بچ جائے گا،

ہدایت اپنے پاس ہونے کے باوجود) جو بھی اللہ کی نصیحت یا کتاب سے منہ موڑے گا اس کی معیشت (روزی روزگار) تنگ ہو جائے گی اور قیامت کے دن اس کو اندھا کر کے اٹھائیں گے۔

یعنی جو اللہ کی نصیحت پر عمل نہیں کرے گا ایسے لوگ ہمیشہ عذاب میں مبتلا رہیں گے۔ قیامت کے دن تو یہ بوجھ اور بھی برا ہو جائے گا۔ ایسے نافرمان کی ایسی ہی حالت رہے گی کہ جب صور پھونکا جائے گا اور مجرموں کو ایک جگہ لا کر جمع کر دیا جائے گا تو دہشت کے مارے ان کی آنکھیں بے نور ہو جائیں گی (اپنی نابینا اور اندھی آنکھوں کے ساتھ جب وہ اپنے آپ کو محسوس کرے گا تو بے ساختہ) کہے گا کہ اے میرے رب تو نے مجھے اندھا کر کے کیوں اٹھایا؟ میں تو دیکھتا بھالتا تھا۔ ایسے اندھے کو جواب میں کہا جائے گا کہ ہماری ہدایات، اصول وقوانین تمہارے پاس پہنچتے رہے لیکن تم نے ان کو اہمیت نہ دی، ہنسی مذاق میں ٹالتے رہے، ان کو سنجیدگی سے سنا اور نہ ہی عمل کیا۔ یہ اُسی نافرمانی کا نتیجہ ہے کہ آج تم کو زندگی کی روشنی سے محروم کر دیا گیا ہے۔ جب تم آنکھیں رکھتے ہوئے اندھے بن گئے تھے جب تم لاپرواہ بنے رہے تھے تو اب ہم تمہاری پرواہ کیوں کریں؟ جہنم میں اب دیکھنے اور سمجھنے والی کوئی چیز نہیں ہے کہ جس کے لیے آنکھوں کی ضرورت ہو۔ یہ ہمارا اصول ہے کہ جو شخص اس دنیا میں آنکھیں رکھتے ہوئے اندھا بن جائے گا وہ آخرت میں بھی اندھا کر کے اٹھایا جائے گا (بنی اسرائیل: 72) جو شخص اپنی حد سے نکل جائے اور اپنے رب کی آیات کو تسلیم نہ کرے اور سرکشی برتے اس کو اسی طرح کا بدلہ دیا جاتا ہے۔ یعنی ایسا بدلہ کہ جس میں دنیا کی زندگی میں تو معیشت تنگ ہو جاتی ہے اور مستقبل یعنی آخرت کا عذاب تو بڑا شدید اور ابدی ہوگا ہمیشہ باقی رہنے والا۔

اللہ کی آیات کو جب عقل والے پڑھتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ جو قوم نافرمانی کرتی رہی تھی ان کا انجام کیسا رسوا کن تھا۔ ہلاکت اور تباہی اور بربادی ان کا مقدر بن گئی تھی جو اللہ کی ہدایات پر عمل نہیں کرتے تھے ان کے شہر کھنڈرات کی

صورت میں موجود ہیں لیکن ان میں رہنے والی مجرم قوم نیست و نابود ہو کر جہنم رسید ہو چکی۔(طٰہٰ:128)

اتنا پڑھنے کے بعد ہماری اس بات پر آپ توجہ دیجیے کہ ہم قرآن میں دیئے گئے اللہ تعالیٰ کے اس حکم کے مطابق آپ کے سامنے قرآن کی نصیحت آموز آیات لانا چاہتے ہیں..... فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ يَّخَافُ وَعِيْدِ O (ق:45) کہ تم اس قرآن سے نصیحت کرتے رہو۔ اس نصیحت سے وہی فائدہ اٹھائے گا جس کو اس بات کا خوف ہوگا کہ اگر اس نے اپنے رب کی نافرمانی کی تو عذاب آ جائے گا۔

قرآن کے مختلف موضوعات کا انتخاب کر کے ہم آپ کے سامنے زیادہ سے زیادہ آیات تلاش کر کے لکھ لیتے ہیں تاکہ آپ خود اپنے طور پر صحیح اور غلط کا فیصلہ کرنے کے قابل ہو جائیں۔ ہم آپ کے ذہن، سوچ اور فکر کو آزاد رکھتے ہوئے قرآن پڑھانا چاہتے ہیں اگر کوئی بات آپ کو نئی اور عجیب سی لگے تو اپنے پاس رکھے قرآن کو کھولیں اور کاغذ قلم کے ساتھ لکھ لکھ کر پڑھیے، بار بار پڑھیے اور بار بار توجہ دیجیے کم از کم اتنی دفعہ غور و فکر کر لیجئے جس طرح 31 مرتبہ دہرا دہرا کر اللہ تعالیٰ نے ہمیں کہا کہ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ O (الرحمٰن:13) تو تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں (اور طاقتوں) کو جھٹلانے کی ناکام کوشش کرو گے۔

آپ کو معلوم ہے حقیقت کسی قیمت پر جھٹلائی نہیں جا سکتی۔ حق کو جھٹلانے کی ہر کوشش ناکام رہتی ہے۔ جھوٹا (کاذب) انسان حق کو جھٹلانے کی ناکام کوشش کرتا ہے اس لیے فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ O کے ترجمے میں ہم نے لکھا ہے کہ تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں (اور طاقتوں) کو جھٹلانے کی ناکام کوشش کرو گے۔

جنت اور جنتیوں کی

ایک ایک عجیب خوبی

ایک کہاوت SAYING ہے کہ انسان کانوں سے موٹا ہوتا ہے اور جانور، حیوان منہ سے موٹا ہوتا ہے۔ حیوان اپنے منہ سے جتنا زیادہ کھائے گا موٹا تازہ اور تندرست رہے گا جب کہ انسان اچھی باتیں سن کر خوش بھی رہتا ہے اور صحت مند بھی۔ کسی انسان کو ہم اچھے سے اچھا کھانا کھلا دیں لیکن ساتھ ہی اس کو جلی کٹی باتیں سنائیں ایسی باتیں جن کو سن کر دل جلتا ہو۔ آپ سوچیے کہ خراب باتیں یا گالیاں سن کر اچھے سے اچھا کھانا بھی زہر مار کر کے کھانا پڑتا ہے۔ ہم سب نے اکثر اس بات کا تجربہ کیا ہے کہ جب بچے جوان ہو جاتے ہیں اور ماں باپ بوڑھے ہو کر ریٹائرڈ ہو جاتے ہیں تو اکثر مصروف نوجوان اولاد کے پاس ماں باپ سے ملنے اور ان سے بات کرنے کا وقت نہیں ہوتا۔ نوجوان اولاد اپنے والدین کو تمام آرام اور سہولتیں دے دیتے ہیں لیکن ان کے پاس بیٹھ کر ان کے دل کی باتیں نہیں کرتے۔ بوڑھے ماں باپ کو کھانے پینے کی اچھی سے اچھی چیزیں بھی اچھی نہیں لگتیں۔ وہ اپنے بچوں کی پیاری پیاری باتوں کو سننا چاہتے ہیں لیکن مصروف کاروباری زندگی کی وجہ سے ان کی نوجوان اولاد ان سے دور رہتی ہے۔ جب کبھی دل جلے ماں باپ کی اپنی مصروف اولاد سے ملاقات ہو جاتی ہے تو یہ والدین اپنے بچوں سے کہتے ہیں کہ بیٹا ہم جانور نہیں ہیں کہ صرف کھانا پینا ہی جن کے لئے ضروری ہوتا ہے ہمیں کھانے پینے کے ساتھ ساتھ تمہاری بھی ضرورت ہے کہ جن کے ساتھ بیٹھ کر باتیں سنیں اور اپنی بھی سنائیں۔ ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرنے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ نوجوان اولاد ان کو اچھے سے اچھا کھانا اور پہننے کے لئے بہترین لباس اور دوسری سہولتیں دے دیں، بھلائی کا مطلب اللہ تعالیٰ کے الفاظ میں یہ ہے کہ

(1) ماں باپ کے ساتھ احسان کرو۔ (2) اگر ان میں سے کوئی ایک یا دونوں تمہارے سامنے بوڑھے ہو جائیں تو ان کو اف تک نہ کہنا اور نہ انہیں جھڑکنا **وَ قُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا** اور ان سے ایسی بات کرنا جس کو سن کر ان کی عزت وتکریم میں اضافہ ہو۔ (بنی اسرائیل: 23)

آپ نے اکثر و بیشتر ایک دوسرے کے ساتھ بات چیت یا کسی بحث DISCUSSIONS کرتے وقت یہ بات ضرور کہی ہوگی اور سنی بھی ہوگی کہ یار یہ شخص تو فالتو میں بلاوجہ باتیں کر کے میرا سر دُکھا رہا ہے، اس کی باتوں سے تو مجھے سخت قسم کی بوریت ہورہی ہے GETING BORED، یہ تو جب بھی بات کرے گا تو بکواس GOSSIPS ہی کرے گا، اس کی باتوں نے میرا جینا حرام کردیا ہے، اس کی باتوں سے میرا بلڈ پریشر BLOOD PRESSURE اوپر چلا جاتا ہے وغیرہ وغیرہ۔

جنت کی ایک عجیب خوبی

اب ہم آپ کو جنت کی ایک ایسی خاص خوبی بتانا چاہتے ہیں جس پر شاید ہی کبھی غور کیا گیا ہو۔ وہ خوبی کیا ہے وہ ان آیات مبارک میں واضح طور پر بتائی گئی ہے۔ وہ خوبی یہ ہے کہ

جنت میں فالتو اور بے کار بکواس باتیں نہیں سنائی دیں گی۔

جَنّٰتِ عَدْنِ ﹰالَّتِيْ وَعَدَالرَّحْمٰنُ عِبَادَهٗ بِالْغَيْبِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ وَعْدُهٗ مَاْتِيًّا○
لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا اِلَّا سَلٰمًا ؕ ..... (مریم 62-61)

جس لازوال جنت کا الرحمٰن (اللہ) نے اپنے عبادت گزار بندوں سے وعدہ کیا ہے جو ابھی غیب میں ہے، ان کی نظروں سے پوشیدہ ہے (اس کا وعدہ ان کے سامنے آنے والا ہے، اس کا اندازہ اس دنیا کی زندگی میں نہیں کیا جاسکتا۔ اس جنت میں وہی لوگ جاسکیں گے جن کی پوری زندگی اللہ کے احکام کے مطابق گزری ہو، یہ ایمان دار اور تقویٰ شعار) اس جنت میں کوئی بیکار قسم کی باتیں، بے ہودہ شور شرابا اور بکواس نہ سن سکیں گے۔ ہر طرف امن و سلامتی (سلام) ہوگی۔ (مزید دیکھئے السجدہ : 17)

جَزَآءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا وَّلَا تَأْثِيمًا ۝ إِلَّا قِيلًا سَلٰمًا سَلٰمًا ۝ (الواقعہ:26-24)

وہ جنت جوان کے (جنتیوں کے) اعمال کا بدلہ ہے وہاں نہ فالتو بکواس، بے ہودہ قسم کی بات سنیں گے نہ گالی گلوچ۔ وہاں سلامتی ہی سلامتی ہوگی۔

ہر طرف امن اور سلامتی کی آوازیں ہوں گی۔

لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا وَّلَا كِذّٰبًا ۝ (النبا:35)

وہاں (جنت میں) نہ بے ہودہ بکواس سنیں گے نہ جھوٹ (خرافات)۔

وُجُوهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاعِمَةٌ ۝ لِّسَعْيِهَا رَاضِيَةٌ ۝ فِي جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ۝ لَّا تَسْمَعُ فِيهَا لَاغِيَةً ۝ (الغاشیہ 11-8)

اور بہت سے چہرے اس روز تروتازہ ہوں گے۔ اپنے اعمال (کی جزا) سے خوش ہوں گے جَنَّةٍ عَالِيَةٍ جنت کے اونچے مقام میں ہوں گے

لَا تَسْمَعُ فِيهَا لَاغِيَةً

وہاں کسی طرح کی بکواس نہیں سنیں گے۔

اب آپ جنتی انسانوں کی ایک عجیب خوبی پڑھیے

خوش نصیب جنتی انسانوں کی بہت بڑی خوبی الاعراف :43 میں توجہ کے ساتھ ملاحظہ فرمائیے:

وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِم مِّنْ غِلٍّ تَجْرِي مِن تَحْتِهِمُ الْأَنْهٰرُ ۚ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي هَدٰنَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا أَنْ هَدٰنَا اللّٰهُ ۚ لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ۖ وَنُودُوا أَن تِلْكُمُ الْجَنَّةُ أُورِثْتُمُوهَا بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ (الاعراف:43)

اور جو کینے ان کے سینوں میں ہوں گے ہم سب نکال ڈالیں گے، (اس جنتی معاشرہ کی خصوصیت یہ ہوگی کہ ان جنتی لوگوں کے دلوں میں ایک دوسرے کے لئے بغض، کینہ، عداوت، سازش، مکروفریب جیسے کوئی جذبات نہ ہوں گے جسے ایک انسان دوسرے انسانوں سے چھپاکر رکھنا چاہتا ہے۔) ان کے (محلوں کے) نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی اور کہیں گے کہ اللہ کا شکر ہے جس نے ہم کو یہاں کا رستہ دکھایا اور اگر اللہ ہم کو راستہ نہ دکھاتا تو ہم راستہ نہ پا سکتے۔ بے شک ہمارے رب کے رسول حق بات لے کر آئے تھے اور (اس روز) منادی کردی جائے گی کہ تم ان اعمال کے صلے میں جو (دنیا میں) کرتے تھے اس جنت کے مالک بنادیئے گئے ہو۔ (مزید دیکھئے الحجر:47)

مرنے کے بعد ملنے والی جنت ہو یا اس دنیا کے جنتی معاشرے میں جو تقویٰ شعار مومن اپنے اعمال سے اپنے خون جگر سے بنائیں گے، ایسی جنت اور ایسے معاشرے میں کوئی فرد بھی ایسا نہیں ہوگا جو دوسروں کے لئے اپنے دل میں ذرہ برابر بھی کدورت یعنی رنجش رکھتا ہو، سب ایک دوسرے کی سلامتی کے خواہشمند ہوں گے، منافقت جیسی کوئی بات بالکل بھی نہیں ہوگی۔ جنتیوں کے دلوں میں کسی بھی طرح کا خوف اور خوف کے نتیجے میں کسی قسم کی مایوسی بھی نہیں ہوگی۔ سب ایک دوسرے کے دوست ہوں گے، مندرجہ ذیل آیات کا ترجمہ پڑھئے اور اپنے علم اور اپنی بصیرت سے اس کا جو بھی مطلب لے لیں:

ہم دنیا کی زندگی میں بھی تمہارے دوست تھے اور آخرت میں بھی (تمہارے رفیق ہیں) اور وہاں جس (نعمت) کو تمہارا جی چاہے گا تم کو ملے گی اور جو چیز طلب کرو گے تمہارے لیے موجود ہوگی۔ (یہ اللہ) غَفُوْرٍ رَّحِیْم کی طرف سے مہمانی ہے۔ اور اس شخص سے بات کا اچھا کون ہوسکتا ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور عمل نیک کرے اور کہے کہ میں مسلمان ہوں۔ (حٰمٓ السجدہ:33-31)

وَالَّذِيْنَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ أُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ

كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۚ وَمَنْ يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝ وَالَّذِينَ جَاءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ ۝ (الحشر:10-9)

اور (ان لوگوں کے لیے بھی) جو مہاجرین سے پہلے (ہجرت کے) گھر (یعنی مدینے) میں مقیم اور ایمان میں (مستقل) رہے (اور) جو لوگ ہجرت کر کے ان کے پاس آتے ہیں ان سے محبت کرتے ہیں اور جو کچھ ان کو ملا اس سے اپنے دل میں کچھ خواہش (اور خلش) نہیں پاتے اور ان کو اپنی جانوں سے مقدم رکھتے ہیں خواہ ان کو خود احتیاج ہی ہو۔ اور جو شخص شح نفس (حرص نفس) سے بچا لیا گیا تو ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔ اور (ان کے لیے بھی) جو ان (مہاجرین) کے بعد آئے اور دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہمارے اور ہمارے بھائیوں کے جو جو ہم سے پہلے ایمان لائے ہیں ان کی مغفرت فرما اور مومنوں کی طرف سے

ہمارے دل میں کینہ (وحسد) نہ پیدا ہونے دے

اے ہمارے رب! اس میں کوئی شک نہیں کہ تو بڑا روف ورحیم ہے۔

ایک اور آیت پڑھیے اور سوچیے:

إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ۝ ادْخُلُوهَا بِسَلَامٍ آمِنِينَ ۝ وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلَىٰ سُرُرٍ مُتَقَابِلِينَ ۝ لَا يَمَسُّهُمْ فِيهَا نَصَبٌ وَمَا هُمْ مِنْهَا بِمُخْرَجِينَ ۝ (الحجر:48-45)

جو متقی ہیں وہ باغوں اور چشموں میں ہوں گے۔ (ان سے کہا جائے گا کہ) ان میں سلامتی (اور خاطر جمع) سے داخل جاؤ۔ اور ان کے

دلوں میں جو کدورت (رنجش) ہوگی ان کو ہم نکال (کر صاف کر) دیں گے

(گویا) بھائی بھائی تختوں پر ایک دوسرے کے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں۔ نہ ان کو وہاں کوئی تکلیف پہنچے گی اور نہ وہ وہاں سے نکالے جائیں گے۔

جہاد

جہاد، کوئی مقصد حاصل کرنے کے لئے اپنی طاقت اور صلاحیت کو پورا پورا استعمال کرنا، اس طرح مقصد حاصل کرنے کے لئے کوئی کمی نہ چھوڑنا۔ وہ جو اس طرح سے کام کرے مجاہد کہلاتا ہے۔

مجاہدین، اپنا مقصد حاصل کرنے کے لیے آخری حدوں تک پہنچ جانے والے۔ یہاں تک کہ آخری حدوں تک پہنچنے کے لئے جان بھی دینا پڑے تو جان دے دینے والے، اس طرح جان دینے والوں کو مقتولین فی سبیل اللہ کہا جاتا ہے۔

مجاہدین کی ضد قاعدین ہے۔

قاعدین، وہ جو بیٹھے رہیں۔ کاہلی اور سستی دکھانے والے قرآن کے مطابق کامیاب زندگی کا راز جدوجہد، یعنی جہاد، جہد مسلسل میں ہے۔ مومن مرد اور مومن عورتیں اپنی پوری زندگی مجاہدین بن کر گزارتے ہیں۔

جب ہم اس دنیا کو اور انسانوں کی حالت زار کو دیکھتے، قرآن بھی پڑھتے اور یہ بھی سنتے کہ صاحب، قرآن وہ کتاب ہے جس میں انسانوں کے تمام انفرادی اور اجتماعی مسائل کا حل موجود ہے اور رہتی دنیا تک، قیامت تک یہ کتاب لازوال ہے اور اس کی باتوں کو، کلمات کو، اصول و قوانین کو بدلنے والا کوئی نہیں۔ ہم غیر مسلموں اور غیر مسلم ممالک کی بات نہیں کرتے، ہم اپنی بات کرتے ہیں، پاکستان کی بات کرتے ہیں۔ قرآنِ حکیم کی ہدایات ہمارے سامنے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے قرآن کو نافذ کرنے کے لیے ہمیں ایسے مومنوں کی ایک جماعت تیار کرنا ہوگی۔

1۔ کہ جو اس طرح کے ایمان والے ہوں کہ جس طرح سے اللہ کے رسول ایمان لایا کرتے تھے۔ (البقرہ:137)

2۔ جو اللہ کے رنگ میں خود کو رنگ دیں۔ (البقرہ:138)

3۔ جو اللہ کے ہاتھوں اسی کی دی ہوئی چیز کو بیچ دیں۔ یعنی اپنا آپ بیچ دیں۔ وہ جسم و جان جو اللہ نے ہمیں بخشے اور ہاتھ پاؤں اور ذہنی اور جسمانی صلاحیت جس سے ہم کماتے ہیں۔ اپنی کمائی بھی اللہ کے پروگرام کے لیے وقف کر دیں اللہ تعالیٰ کے الفاظ میں کہا جائے تو یہ کہ

اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَ اَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ ؕ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَیَقْتُلُوْنَ وَ یُقْتَلُوْنَ ۫ وَعْدًا عَلَیْہِ حَقًّا فِی التَّوْرٰۃِ وَالْاِنْجِیْلِ وَالْقُرْاٰنِ ؕ وَ مَنْ اَوْفٰی بِعَھْدِہٖ مِنَ اللّٰہِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَیْعِکُمُ الَّذِیْ بَایَعْتُمْ بِہٖ ؕ وَ ذٰلِکَ ھُوَالْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ○ (التوبہ:111)

اللہ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور ان کے مال خرید لیے ہیں (اور اس کے) عوض میں ان کے لیے جنت (تیار کی) ہے یہ لوگ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں تو مارتے بھی ہیں اور مارے جاتے بھی ہیں۔ یہ تورات اور انجیل اور قرآن میں سچا وعدہ ہے۔ جس کا پورا کرنا اسے ضرور ہے اور اللہ سے زیادہ وعدہ پورا کرنے والا کون ہے؟ تو جو سودا تم نے اس سے کیا ہے اس سے خوش رہو اور یہی بڑی کامیابی ہے۔ (مزید دیکھئے: الحدید: 11-10)

4۔ اللہ سے عہد کریں اور یہ کہیں کہ ......اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ (الانعام:162) بلا شبہ میری صلوٰۃ (نماز) زندگی گزارنے کے میرے طور طریقے اور میرا مرنا اور میرا جینا سب اللہ رب العالمین کے لیے ہے۔ اس طرح کہنا صرف زبانی کلامی نہیں ہوگا بلکہ عملاً کرنا بھی ہوگا۔

(نوٹ: ہم نے اپنی ایک کتاب قرآن: آسمانی منشور آزادی (حصہ اول) میں دوبارہ مومنوں کی بیسیوں خوبیاں لکھی ہیں اس کتاب کو پڑھنے سے آپ کی معلومات میں اضافہ ہوگا۔)

5۔ جب آپ اور ہم اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے معیار اور طریقے کے مطابق

مومن بن جائیں گے تو پھر ایک ایک مومن دس دس کافروں یا مخالفین پر بھاری ہو گا اگر ذرا کمزور سا مومن بھی ہوا تو دو کافروں پر بھاری پڑ جائے گا۔ (دیکھئے الانفال: 66-65) ہماری اس بات کو زیادہ سمجھنا چاہیں تو جنگ بدر کے تقریباً تین سو بے سروسامان مگر جانباز مومنوں کو دیکھیں کہ جن کے مقابلے پر ہر قسم کے ساز و سامان کے ساتھ اٹھارہ سو کے قریب مشرکین اور کافروں کی فوج تھی۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو جنگ بدر کے مومنوں کی طرح جانباز مومن بنانا چاہتا ہے۔ اسلام بزدلوں اور کمزوروں کا دین نہیں ہے۔ عرب قوم اپنے عہد جہالت میں جنگجوؤں کی قوم تھی۔ اسلام کے ابتدائی پچاس سالوں پر آپ نظر ڈالیں، پوری امتِ مسلمہ کا ہر فرد فوجی تھا۔ جنگ بدر میں اور اس کے بعد بھی پوری مسلم قوم جہادی اور جنگجو قوم تھی، اس جنگجو اور جہادی قوم کا ایک ایک فرد رسول اللہ کی سپہ سالاری میں بدر کے میدانِ جنگ میں تھا۔ رسول کریم پہلی مسلمان فوج کے پہلے کمانڈر ان چیف تھے، ایسی فوج جس میں وقت پڑنے پر مسلم خواتین بھی جنگ (غزوات) میں شامل ہوا کرتی تھیں۔ سوچئے کہ کیا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو امت مسلمہ کے پہلے پہلے سپہ سالار اور پہلے فوجی حکمران کہہ سکتے ہیں کہ نہیں اور اسلام مسلمان فوجیوں کے ہاتھوں پھیلا تھا کہ نہیں؟ سورہ الانفال پوری توجہ کے ساتھ پڑھئے کہ جنگ بدر کے موقعہ پر اللہ تعالیٰ مسلم قوم کو اور ان کے پہلے پہلے سپہ سالار کو، ایسے سپہ سالار کو جو کہ رحمۃ للعالمین بھی تھے اور اب تک ہیں، الانفال 15-16: دیکھئے کہ ان کو کیسی کیسی ہدایات دی گئی تھی۔

جہاد کے بارے میں آیات کے ترجمے

1۔ اے رسول ان کو میری طرف سے کہہ دیجئے کہ اگر

i۔ تمہارے باپ اور بیٹے اور بھائی اور عورتیں اور (دیگر) افراد خاندان کے آدمی اور جو

ii۔ مال تم کماتے ہو اور

iii۔ تجارت جس کے بند ہونے سے تم ڈرتے ہو اور

iv۔ مکانات جن کو تم پسند کرتے ہو (یہ تمام چیزیں)

v۔ اللہ اور اس کے رسول سے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے سے تمہیں زیادہ عزیز ہوں تو پھر اللہ کے فیصلے کا انتظار کرو۔

(اللہ کا فیصلہ / حکم یہ ہوگا کہ پھر وہ تمہاری جگہ ایسی قوم / ایسے لوگ پیدا کردے جو اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے۔) (توبہ:24)

2۔ اے ایمان والو! اگر تم میں سے کوئی اپنے دین سے پھر جائے گا تو اللہ ایسے لوگ ایسی قوم کو لے آئے گا

i۔ جن کو وہ دوست رکھے اور جسے وہ دوست رکھیں اور جو

ii۔ مومنوں سے نرمی سے پیش آئیں اور

iii۔ کافروں سے سختی سے پیش آئیں (اور جو)

iv۔ اللہ کی راہ میں جہاد کریں

v۔ اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈریں۔ (المائدہ:54)

3۔ اے مومنو! میں تم کو ایسی تجارت بتاؤں جو تمہیں عذابِ الیم سے نجات دے؟ وہ تجارت یہ ہے کہ

i۔ اللہ اور رسول پر ایمان لاؤ اور

ii۔ اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے جہاد کرو

اگر تم کو علم ہو تو تمہارے لئے اس میں خیر ہے۔ (الصف: 11-10)

4۔ کیا تم یہ حساب (کتاب) لگائے بیٹھے ہو کہ (بغیر کچھ کئے) جنت میں داخل ہو جاؤ گے؟

ابھی تو اللہ نے تم میں سے جہاد کرنے والوں کو تو اچھی طرح معلوم کیا ہی نہیں ہے۔ (یہ بھی مقصود ہے کہ) وہ ثابت قدم (**الصّٰبِرِیْنَ**) کو معلوم کرے۔ (العمران: 142)

5۔ اور ہم تم لوگوں کو آزمائیں گے تاکہ جو تم میں (جہاد کرنے والے) **مجاہدین** اور صابرین (**استقامت** کے ساتھ مقابلہ کرنے والے) ہیں ان کو معلوم کریں اور تمہارے حالات جانچ لیں۔ (محمد: 31)

6۔ اور جن لوگوں نے ہمارے لئے جہاد کیا ضروری ہے کہ ہم بھی ان پر اپنی راہیں کھول دیں گے اور بلاشبہ اللہ محسنوں کے ساتھ ہے۔ (العنکبوت: 69)

7۔ اے مومنو! رکوع کرتے اور سجدے کرتے اور اپنے رب کی عبادت کرتے رہو اور خیر کے کام کرو تاکہ فلاح پاؤ اور اللہ کے لئے **اللہ کی راہ میں جہاد اس طرح کرو کہ جس طرح جہاد کرنے کا حق ہے**۔ (الحج: 78-77)

8۔ کیا لوگ یہ حساب لگائے ہوئے ہیں (یہ خیال کئے ہوئے ہیں) کہ زبانی طور پر صرف یہ کہنے سے کہ 'ہم ایمان لے آئے' چھوڑ دیئے جائیں گے اور ان کی آزمائش نہیں کی جائے گی، اور جو لوگ ان سے پہلے ہو چکے ہیں ہم نے ان کو بھی آزمایا تھا (اور اب ان کو بھی آزمائیں گے) سو اللہ ان کو ضرور معلوم کرے گا جو اپنے ایمان میں سچے ہیں (صادق ہیں) اور ان کو بھی جو جھوٹے ہیں کیا وہ لوگ جو (جھوٹے ہیں اور) برے کام کرتے ہیں یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ ہمارے قابو سے نکل جائیں گے۔ جو خیال یہ کرتے ہیں برا ہے۔ جو شخص اللہ سے ملاقات کی امید رکھتا ہو تو اللہ کا مقرر کیا ہوا وقت ضرور آنے والا ہے اور وہ السمیع العلیم ہے، اس طرح بات کو سنتا ہے کہ سنی ہوئی بات کا علم بھی رکھتا ہے اور جو شخص جہاد کرتا ہے تو اپنے ہی فائدے کے لئے کرتا ہے اور اللہ تو سارے جہانوں سے بے پروا (غنی) ہے۔ (العنکبوت :6-2)

9۔ اے ایمان والو! اللہ کا تقویٰ اختیار کئے رہو۔ (اللہ کے اس عذاب سے ڈرتے رہو جو اس کے اصولوں کی خلاف ورزی کی وجہ سے آیا کرتا ہے) اور اس کی قربت حاصل کرنے کا ذریعہ تلاش کرتے رہو۔ اللہ کے قریب ہونے کا ذریعہ جہاد ہے سو تم اس کے لئے جہاد کرتے رہو تاکہ فلاح پاؤ۔ (المائدہ :35)

مومن مال اور جان سے جہاد کرتے ہیں

10۔ اللہ کے راستے میں اپنے مال اور اپنی جان کے ساتھ جہاد کرو یہی تمہارے لئے خیر ہے اگر تم علم رکھتے ہو (تو تم کو اس بات کا علم ہو جانا چاہئے کہ تمہارے لئے جان اور مال سے جہاد کرنا ہی خیر کا باعث ہے) (توبہ :41)

11۔ مومن تو وہ ہیں جو اللہ اور رسول پر ایمان لائے پھر شک میں نہ پڑے اور اللہ کی راہ میں جان اور مال سے جہاد کرے یہی لوگ ہیں جو ایمان میں سچے ہیں (اپنے عمل سے اپنے ایمان کی صداقت ''سچائی'' ثابت کرنے والے) (الحجرات:15)

12۔ کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ یوں ہی بغیر کچھ کیے مفت میں جنت میں داخل ہو جاؤ گے؟ ایسا نہیں ہو سکے گا تم لوگوں ٔ دبھی ان جان لیوا مراحل سے گزرنا ہوگا، جن مشکل اور سخت مرحلوں سے وہ لوگ بھی گزرے تھے جو تم سے پہلے تھے۔ ان لوگوں کو تکلیفیں اور مصیبتیں چاروں طرف سے گھیر لیتیں جس کی شدت سے ان کے دل دہل جاتے یہاں تک کہ وہ اور ان کے رسول پکار اٹھتے کہ اللہ کی مدد کب آئے گی؟ اس قدر صبر آزما مراحل کے بعد کہیں جا کر ان کی کوششیں کامیاب ہوتیں۔ (تم لوگوں کو بھی ان منزلوں سے گزرنا ہوگا)۔ (البقرہ:214)

13۔ اے نبی کافروں اور منافقوں کے ساتھ جہاد کرو اور ان پر سختی کرو ان کا ٹھکانہ جہنم ہے جو کہ بہت ہی بری جگہ ہے۔ (التحریم:9)

(مزید دیکھیے سورہ توبہ کی آیت 73، دونوں آیات کے الفاظ ایک جیسے ہیں۔)

جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ ختم ہو جاتا ہے اور جو اللہ کے پاس ہے وہ باقی ہے (کہ کبھی ختم نہیں ہوگا) (النحل: 96)

اِنَّ هٰذَا لَرِزْقُنَا مَا لَهٗ مِنْ نَّفَادٍ O (صٓ: 54)

یہ ہمارا رزق ہے جو کبھی ختم نہیں ہوگا۔

(اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق رزق حاصل کیا جائے تو اس میں کبھی بھی کمی نہیں آئے گی)

تمہارا رزق اور جس چیز کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے آسمان میں ہے۔

(الذاریات:22)

انفاق

(1)

انفاق کا بنیادی لفظ ROOT WORD نفق ن ف ق ہے۔

نَفقٌ وہ سرنگ TUNNEL جس کے دونوں راستے کھلے ہوئے ہوں۔ اس سے لفظ نیفقۃٌ ہے، پاجامے یا شلوار وغیرہ میں نیفہ ہوتا ہے جس کے دونوں سرے کھلے ہوتے ہیں۔ اس طرح نفق سے بنے ہوئے لفظ منافق ایسے انسان کو کہتے ہیں جو اپنے معاشرے میں داخل ہونے سے پہلے یہ دیکھتا ہے کہ اس معاشرے کے اصولوں سے کس طرح باہر نکل سکتا ہے۔ دل سے اپنے معاشرے کا ساتھ نہیں دیتا۔ جیسے ہی موقع دیکھتا ہے اپنے لوگوں کا ساتھ چھوڑ دیتا ہے۔

انفاق کے معنی پر ہم آپ کی زیادہ توجہ چاہیں گے۔

1۔ نَفقٌ وہ سرنگ جو دونوں طرف سے کھلی ہوئی ہو۔
2۔ انفاق کے معنی ہوئے اپنی دولت کو کھلا رکھنا۔ عوام کی فلاح و بہبود کے لیے عام کر دینا۔ ختم کر دینا۔ کم کر دینا۔
3۔ جب آپ کبھی متضاد چیزوں کو دیکھ کر کسی لفظ کا مطلب سمجھنا چاہیں تو بات اور زیادہ واضح ہو جاتی ہے۔ مثلاً دن کے مقابلے میں رات، روشنی اور اندھیرا۔ عورت اور مرد، زمین و آسمان وغیرہ۔

نَفقٌ، انفاق کے معنی اگر کھلا رکھنا ہے تو امساک کے معنی ہیں بند کر کے رکھنا۔

کافر کی بہت ساری خرابیوں میں سے ایک بڑی خرابی یہ ہے کہ وہ رزق کو روک لیتا ہے، بند کر لیتا ہے، ضرورت مندوں کے لیے کھلا نہیں رکھتا۔ یعنی مومن، اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ رزق کو کھلا رکھتا ہے تو کافر اپنے پاس ہی روک لے گا یا بند کر کے رکھے گا۔ آیت کا ترجمہ پڑھیے:

اے رسول (ان کو میری طرف سے) کہہ دیجیے کہ اگر میرے رب کے خزانے تمہارے اختیار میں ہوتے تو تم اس کے خرچ ہو جانے (ختم ہو جانے یا کم ہو جانے) کے ڈر سے انہیں روکے رکھتے، بند کر کے رکھتے۔ (بنی اسرائیل:100)

4۔ مومن کی چند خوبیاں یہ ہیں جو قرآن کے پہلے صفحے پر ہی بتا دی گئی ہیں۔

(i) جن کا ایمان غیب پر ہوتا ہے۔

(ii) الصلوٰۃ قائم کرتے ہیں۔

(iii) وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ جو کچھ ہم نے ان کو عطا کیا ہے اس کو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ (البقرہ:3-2)

یہاں يُنْفِقُوْنَ کا مطالب کھلا رکھنا زیادہ مناسب ہوگا۔ مومن اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ رزق کو ضرورت مندوں کے لیے کھلا رکھتا ہے۔ یعنی جس کسی کو جب بھی کوئی بھی چیز چاہیے ہو مومن کے پاس اگر موجود ہو تو اس کو مل جائے۔ ہم یہ کہا کرتے ہیں کہ اسلام کو سمجھنا ہو تو آپ اپنے گھر کی چاردیواری میں اپنے طور طریقوں کو دیکھ لیں۔ آپ مسلم بھی ہو سکتے ہیں اور غیر مسلم بھی، ہم اپنے اپنے گھروں میں عام طور پر غیر شعوری طور پر وہی کچھ کرتے ہیں جس کا حکم اللہ نے دیا ہے۔ مثلاً پہلی بات رزق کی ہے کہ جو کچھ ہم نے (اللہ نے) عطا کیا ہے اس کو کھلا رکھتے ہیں۔ آپ کے گھر میں موجود کھانے پینے کی چیزوں سے لے کر استعمال کی دیگر تمام چیزوں کو ہر فرد جب بھی ضرورت ہو بلا روک ٹوک استعمال کر سکتا ہے۔ کیونکہ وہ ان کے استعمال کے لیے ہی گھر میں لائی گئی ہیں۔ ہم یہ بھی کہا کرتے ہیں کہ اسلام کا مقصد ایسا نظام ہے کہ جس میں ہر فرد کی ضروریات پوری ہوں اور زندگی میں آگے بڑھنے کے یکساں مواقع حاصل ہوں۔ ہر فرد کو اس قابل بنایا جائے کہ وہ زندگی کی دوڑ میں اپنی صلاحیتوں کا بھرپور استعمال کرتے ہوئے اعمال صالحہ کرتے ہوئے آگے بڑھتا چلا جائے۔ ایک اوسط درجے کے گھرانے میں چاہے وہ مسلم ہوں یا غیر مسلم، گھر کا سربراہ اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت کے لیے اپنی حیثیت کے مطابق زیادہ سے زیادہ بہترین بندوبست کرتا ہے تاکہ وہ معاشرے میں اپنا مقام بنا سکیں۔

اسلام کا مقصد بھی یہی ہے کہ کوئی انسان دوسرے انسان کا محتاج نہ رہے۔ اسلام محتاجوں، غلاموں اور بھکاریوں کی فوج پیدا کرنے کے لیے نہیں آیا بلکہ ان کو ختم کرنے کے لیے ہے۔ اسلامی حکومت ہر فرد کو زندگی میں آگے بڑھنے کے لیے تمام مواقع فراہم کرے گی جس میں تعلیم اور صحت کی سب سے زیادہ اہمیت ہے۔ اپنے پاس رکھے قرآن میں الفرقان: 66-63 میں عباد الرحمٰن یعنی ''اللہ کے بندوں کی خوبیوں پر توجہ کیجئے، الفرقان: 67 میں مومن کی خوبیاں پڑھیے جو ہم یہاں لکھ رہے ہیں۔

اور یہ کہ جب خرچ کرتے ہیں (کھلا رکھتے ہیں) تو نہ بے جا اڑاتے ہیں اور نہ تنگی کرتے ہیں۔ یعنی احتیاط سے صرف کرتے ہیں کہ نہ تو کسی کی ضرورت رکی رہے اور نہ کہیں ضرورت سے زیادہ خرچ ہو جائے۔ اعتدال کے ساتھ خرچ کرتے ہیں۔ نہ ضرورت سے زیادہ نہ ضرورت سے کم۔ (الفرقان: 67)

قرآنِ مجید میں **نفق، انفاق** اور اس سے بنے ہوئے دیگر الفاظ مثلاً **يُنفِقُونَ** (البقرہ: 219) **نَفَقَةً** (توبہ: 121) کا مطلب ہوتا ہے کہ اپنی خون پسینے کی کمائی سے حاصل کیے گئے مال و دولت اور رزق کو عوام کی فلاح و بہبود اور ضرورت کے لیے کھلا رکھا جائے۔ پہلے اپنی ضروریات پوری کر لی جائیں اس کے بعد باقی جو کچھ بچے وہ سب کا سب دوسروں کے لیے کھلا رکھا جائے اگر عوام کی فلاح و بہبود یا ضرورت مندوں کی ضرورت کے لیے اپنا مال و دولت اور رزق کھلا نہ رکھا جائے تو لوگوں کے پاس غیر ضروری طور پر سرمایہ جمع ہوتا جائے گا۔ ضرورت سے زیادہ جمع کی ہوئی دولت ہی سرمایہ داری CAPITALISM کی بنیاد ہے۔

ہم اکثر کہتے رہتے ہیں کہ عربی ایک عجیب اور منفرد زبان ہے۔ ایک ہی لفظ کے معانی و مطلب کہاں سے کہاں لے جاتے ہیں۔ انفاق، **يُنفِقُونَ** کے معنی ہیں کھلا رکھنا یا کھلا رہنا، شلوار یا پاجامہ وغیرہ میں نیفہ ہوتا ہے۔ **نَیْفَقٌ** اس نیفہ کو کہتے ہیں جس کے دونوں سرے یا کنارے کھلے ہوتے ہیں۔ سوچیے کہ کبھی ہم جلدی میں ہوں اور درزی نے نیفہ کا ایک سرا تو کھلا رکھا اور دوسرے پر غلطی سے مشین چلا کر سلائی مار دی اور اس کو بند کر دیا اور ہم اس میں ازار بند یا ناڑا نہ ڈال سکیں اور

ناڑہ دانی (نالہ پانی یا ازار بند ڈالنی) نیفے کے بند سرے پر آ کر رک جائے تو بتایئے کتنی جھنجھلاہٹ ہوگی۔

انفاق کے معنی یہی ہیں کہ اپنی دولت کو معاشرے کے لیے عام کر دینا، کھلا رکھنا، عوام کے لیے عام کر دینا، باقی نہ رکھنا، ختم کر دینا۔ غور فرمایئے: کہہ دیجئے کہ اگر میرے رب کی رحمت کے خزانے تمہارے ہاتھ میں ہوتے تو تم خرچ ہو جانے کے خوف سے (ان کو) بند کر رکھتے اور انسان دل کا بہت تنگ ہے۔ (بنی اسرائیل: 100)

انسان بڑا ہی کنجوس ہے۔ محاورے کی زبان میں کہا جائے تو بعض دفعہ مکھی چوس بھی بن جاتا ہے۔ اس آیت کو ذہن میں رکھتے ہوئے البقرہ: 219 پر بھی توجہ دیجیے۔

اور یہ بھی تم سے سوال کرتے پوچھتے ہیں کہ کون سا مال کھلا رکھیں (خرچ کریں اے رسول! ان کو میری طرف سے) کہہ دیجئے کہ جو ضرورت سے زیادہ ہو، اسی طرح اللہ تمہارے لیے اپنے احکام کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم فکر کرو۔ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ یعنی حال اور مستقبل، دنیا اور آخرت کی فکر کرو۔ (البقرہ: 220-219) ایسا بھی کہا گیا کہ اے ایمان والو! جو (مال) ہم نے تم کو دیا ہے اس میں سے اس دن کے آنے سے پہلے پہلے خرچ کر لو جس میں نہ (اعمال کا) سودا ہو اور نہ دوستی اور سفارش ہو سکے اور کفر کرنے والے لوگ (اللہ کی بات نہ ماننے والے) ظالم ہیں۔ (البقرہ: 254)

اس بات کو ایک مرتبہ اور اس طرح بھی کہا گیا:

(اے پیغمبر) میرے مومن بندوں سے کہہ دیجئے کہ نماز پڑھا کریں اور اس دن کے آنے سے پہلے جس میں نہ (اعمال کا) سودا ہوگا اور نہ دوستی (کام آئے گی) ہمارے دیئے ہوئے مال میں سے درپردہ اور ظاہر خرچ کرتے رہیں۔ (ابراہیم: 31)

مندرجہ ذیل آیات میں بھی مومنوں سے کہا جا رہا ہے۔

مومنو! تمہارا مال اور اولاد تم کو اللہ کی یاد سے غافل نہ کر دے اور جو ایسا کرے گا تو وہ لوگ خسارہ اٹھانے والے ہیں۔ اور جو (مال) ہم نے تم کو دیا ہے اس میں سے اس (وقت) سے پیشتر خرچ کر لو کہ تم میں سے کسی کی موت آ جائے تو (اس وقت) کہنے لگے کہ اے میرے رب تو نے مجھے تھوڑی سی اور مہلت کیوں نہ دی تاکہ میں

خیرات کر لیتا اور نیک لوگوں میں داخل ہو جاتا۔ اور جب کسی کی موت آ جاتی ہے تو اللہ اس کو ہرگز مہلت نہیں دیتا اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے خبردار ہے۔
(المنافقون:11-9)

وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ

انفاق

(2)

قرآن کے پہلے ورق پر البقرہ: 3 میں آپ پڑھتے ہیں کہ متقی وہ ہوتے ہیں مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ کہ جو کچھ ہم نے رزق دیا ہے اس کو کھلا رکھتے ہوئے خرچ کرتے ہیں۔ مزید وضاحت کے لیے ہم یہاں وہ آیات لکھ رہے ہیں جن میں ایک ہی جملہ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ دہرایا گیا ہے۔

1۔ سب سے پہلے البقرہ: 3 میں پڑھیے:

جو غیب پر ایمان لاتے اور يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ، صلٰوۃ قائم کرتے ہیں اور

وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ

جو رزق (مال و دولت) ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے (نیک کاموں میں) خرچ کرتے ہیں۔ (خرچ کرنے کے لیے کھلا رکھتے ہیں) (البقرہ: 3)

2۔ دوسری مرتبہ الانفال: 3 میں مومنوں کے بارے میں کہا جا رہا ہے:

(اور) وہ جو يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ، الصلٰوۃ قائم کرتے ہیں اور

وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ

جو رزق (مال و دولت) ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے (نیک کاموں میں) خرچ کرتے ہیں۔ (خرچ کرنے کے لیے کھلا رکھتے ہیں) (الانفال: 3)

3۔ تیسری مرتبہ الحج میں ہے کہ:

یہ وہ لوگ ہیں کہ جب اللہ کا نام لیا جاتا ہے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور (جب) ان پر مصیبت پڑتی ہے تو صبر کرتے ہیں وَالْمُقِيمِي الصَّلٰوةِ، الصلوٰۃ قائم کرتے ہیں

وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنفِقُوْنَ

اور جو رزق (مال و دولت) ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے (نیک کاموں میں) خرچ کرتے ہیں۔ (خرچ کرنے کے لیے کھلا رکھتے ہیں) (الحج: 35)

4۔ یہی بات چوتھی مرتبہ سورۃ القصص میں ہے کہ:

اور جب (قرآن) ان کو پڑھ کر سنایا جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان لے آئے۔ بے شک وہ ہمارے رب کی طرف سے برحق ہے (اور) ہم تو اس سے پہلے کے حکم بردار ہیں۔ ان لوگوں کو دگنا بدلہ دیا جائے گا کیونکہ صبر کرتے رہے ہیں اور بھلائی کے ساتھ برائی کو دور کرتے ہیں اور

وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنفِقُوْنَ

جو رزق (مال و دولت) ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے (نیک کاموں میں) خرچ کرتے ہیں۔ (خرچ کرنے کے لیے کھلا رکھتے ہیں) (القصص: 53-54)

5۔ پانچویں بار سورہ السجدہ میں ہے:

ہماری آیتوں پر تو وہی لوگ ایمان لاتے ہیں کہ جب ان کو ان سے نصیحت کی جاتی ہے تو سجدے میں گر پڑتے اور اپنے رب کی تعریف کے ساتھ تسبیح کرتے ہیں اور غرور نہیں کرتے۔ ان کے پہلو بچھونوں سے الگ رہتے ہیں، نیند کو اپنے قریب آنے نہیں دیتے (اور) وہ اپنے رب کو خوف اور امید سے پکارتے اور

وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ

جو رزق (مال ودولت) ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے (نیک کاموں میں) خرچ کرتے ہیں۔ (خرچ کرنے کے لیے کھلا رکھتے ہیں) (السجدہ:16-15)

6۔ چھٹی بار الشوریٰ:38 میں ہے کہ

اور جو اپنے رب کا فرمان قبول کرتے ہیں اور الصلوٰۃ قائم کرتے ہیں اور اپنے کام آپس کے مشورے سے کرتے ہیں اور

وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ

جو رزق (مال ودولت) ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے (نیک کاموں میں) خرچ کرتے ہیں۔ (خرچ کرنے کے لیے کھلا رکھتے ہیں) (الشوریٰ:38)

انفاق کے بارے میں مزید آیات

1۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ كِتٰبَ اللّٰهِ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّ عَلَانِيَةً يَّرْجُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ ○ (فاطر:29)

جولوگ (اللہ کی) کتاب پڑھتے اور الصلوٰۃ قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں چھپ چھپ کر یا کھلے عام خرچ کرتے ہیں وہ اس تجارت کے فائدے کے امیدوار ہیں جو کبھی بھی تباہ نہیں ہوگی۔

2۔ وَمَا لَكُمْ اَلَّا تُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ ..... (الحدید: 10)

اور تم کو کیا ہوگیا ہے کہ اللہ کے راستے میں خرچ نہیں کرتے حالانکہ آسمان اور زمین اللہ ہی کی میراث ہیں۔

3۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَاۤ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ○ وَاَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَاۤ اَخَّرْتَنِيْۤ اِلٰۤى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ○ وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا ؕ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ○ (المنافقون: 11-9)

اے مومنو! تمہارا مال اور اولاد تم کو اللہ کی یاد سے غافل نہ کردے اور جو ایسا کرے گا یعنی اللہ کے احکام سے غافل ہو گیا تو وہ لوگ خسارہ اٹھانے والے ہیں اور جو

رزق ہم نے تم کو دیا ہے اس میں سے اس سے قبل خرچ کرلو کہ تم میں سے کسی کی موت آجائے تو کہنے لگے کہ اے میرے رب تو نے مجھے تھوڑی سی مہلت کیوں نہ دی تاکہ میں خیرات کر لیتا اور صالحین میں شامل ہو جاتا اور جب کسی کی موت آتی ہے تو اللہ اس کو ہرگز مہلت نہیں دیتا اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس کی پوری پوری خبر رکھتا ہے۔ تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔

4۔ مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ وَ اللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّ لَآ اَذًى ۙ لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ (البقرہ:262-261)

جو لوگ اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان (کے مال) کی مثال اس دانے کی سی ہے جس سے سات بالیں اگیں اور ہر ایک بال میں سو سو دانے ہوں اور اللہ جس (کے مال) کو چاہتا ہے زیادہ کرتا ہے اور اللہ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ہے۔ جو لوگ اپنا مال اللہ کے رستے میں صرف کرتے ہیں پھر اس کے بعد نہ اس خرچ کا (کسی پر) احسان رکھتے ہیں اور نہ (کسی کو) تکلیف دیتے ہیں ان کا صلہ ان کے رب کے پاس (تیار) ہے اور (قیامت کے روز) نہ ان کو کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

5۔ قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّ مَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَّتْبَعُهَآ اَذًى ؕ وَ اللّٰهُ غَنِيٌّ حَلِيْمٌ ۝ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَ الْاَذٰى ۙ كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَ لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا ؕ لَا يَقْدِرُوْنَ

عَلٰی شَیْءٍ مِّمَّا کَسَبُوْا ط وَاللّٰہُ لَا یَہْدِی الْقَوْمَ الْکٰفِرِیْنَ O وَ مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَہُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰہِ وَ تَثْبِیْتًا مِّنْ اَنْفُسِہِمْ کَمَثَلِ جَنَّۃٍم بِرَبْوَۃٍ اَصَابَہَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُکُلَہَا ضِعْفَیْنِ ج فَاِنْ لَّمْ یُصِبْہَا وَابِلٌ فَطَلٌّ ط وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ O (البقرہ:265-263)

جس خیرات دینے کے بعد (لینے والے کو) ایذا دی جائے اس سے تو نرم بات کہہ دینی اور (اس کی بے ادبی سے) درگزر کرنا بہتر ہے اور اللہ بے پروا (اور) بردبار ہے۔ مومنو! اپنے صدقات (وخیرات) احسان رکھنے اور ایذا دینے سے اس شخص کی طرح برباد نہ کر دینا جو لوگوں کو دکھاوے کے لئے مال خرچ کرتا ہے اور اللہ اور روز آخرت پر ایمان نہیں رکھتا تو اس (کے مال) کی مثال اس چٹان کی سی ہے جس پر تھوڑی سی مٹی پڑی ہو اور اس پر زور کا مینہ برس کر اسے صاف کر ڈالے۔ (اسی طرح) یہ (ریاکار) لوگ اپنے اعمال کا کچھ بھی صلہ حاصل نہیں کر سکیں گے اور اللہ ایسے ناشکروں کو ہدایت نہیں دیا کرتا اور جو لوگ اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اور خلوص نیت سے اپنا مال خرچ کرتے ہیں ان کی مثال ایک باغ کی سی ہے جو اونچی جگہ پر واقع ہو (جب) اس پر بارش پڑے تو دگنا پھل لائے اور اگر بارش نہ پڑے تو خیر پھوار ہی سہی اور اللہ تمہارے کاموں کو دیکھ رہا ہے۔

6۔ لِلْفُقَرَآءِ الَّذِیْنَ اُحْصِرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ ضَرْبًا فِی الْاَرْضِ ز یَحْسَبُہُمُ الْجَاہِلُ اَغْنِیَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ ج تَعْرِفُہُمْ بِسِیْمٰہُمْ ج لَا یَسْئَلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا ط وَ مَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَیْرٍ فَاِنَّ اللّٰہَ بِہٖ عَلِیْمٌ O ع اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَہُمْ بِالَّیْلِ وَ النَّہَارِ سِرًّا وَّ عَلَانِیَۃً فَلَہُمْ اَجْرُہُمْ عِنْدَ رَبِّہِمْ ج وَ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَ لَا ہُمْ یَحْزَنُوْنَ O
(البقرہ: 274-273)

(اور ہاں تم جو خرچ کرو گے تو) ان حاجت مندوں کے لئے جو اللہ کی راہ میں رکے

بیٹھے ہیں اور ملک میں کسی طرف جانے کی طاقت نہیں رکھتے (اور مانگنے سے عار رکھتے ہیں) یہاں تک کہ نہ مانگنے کی وجہ سے ناواقف شخص ان کو غنی خیال کرتا ہے اور تم قیافے سے ان کو صاف پہچان لو (کہ حاجت مند ہیں اور شرم کے سبب لوگوں سے منہ پھاڑ کر اور) لپٹ کر نہیں مانگ سکتے اور تم جو مال خرچ کرو گے کچھ شک نہیں کہ اللہ اس کو جانتا ہے۔ جو لوگ اپنا مال رات اور دن اور پوشیدہ اور ظاہر (اللہ کی راہ میں) خرچ کرتے رہتے ہیں ان کا صلہ رب کے پاس ہے اور ان کو (قیامت کے دن) نہ کسی طرح کا خوف ہوگا اور نہ غم۔

7۔ يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْآ اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَ مِمَّآ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ ۪ وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَ لَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا فِيْهِ ؕ وَ اعْلَمُوْآ اَنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۝ اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَ يَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ ۚ وَ اللّٰهُ يَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَ فَضْلًا ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ (البقرہ:267-268)

مومنو! جو پاکیزہ اور عمدہ مال تم کماتے ہو اور جو چیزیں ہم تمہارے لئے زمین سے نکالتے ہیں ان میں سے (اللہ کی راہ میں) خرچ کرو۔ اور بری اور ناپاک چیزیں دینے کا قصد نہ کرنا کہ (اگر وہ چیزیں تمہیں دی جائیں تو) بجز اس کے کہ (لیتے وقت) آنکھیں بند کر لو ان کو کبھی نہ لو اور جان رکھو کہ اللہ بے پروا (اور) قابل ستائش ہے) (اور دیکھنا) شیطان (کا کہنا نہ ماننا وہ) تمہیں تنگدستی کا خوف دلاتا اور بے حیائی کے کام کرنے کو کہتا ہے اور اللہ تم سے اپنی مغفرت اور رحمت کا وعدہ کرتا ہے اور اللہ واسع اور علیم ہے، سب کچھ جاننے والا ہے۔

8۔ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَ يَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۝ وَالَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ

رِئَآءَ النَّاسِ وَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ لَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ وَ مَنْ يَّكُنِ الشَّيْطٰنُ لَهٗ قَرِيْنًا فَسَآءَ قَرِيْنًا ○ وَمَاذَا عَلَيْهِمْ لَوْ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ اَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ بِهِمْ عَلِيْمًا ○ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۚ وَ اِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا وَ يُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا○ (النساء:40-37)

جو خود بھی بخل (کنجوسی) کریں اور لوگوں کو بھی بخل (کنجوسی کرنا) سکھائیں اور جو (مال) اللہ نے ان کو اپنے فضل سے عطا فرمایا ہے اسے چھپا چھپا کے رکھیں اور ہم نے ناشکروں کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ اور خرچ بھی کریں تو (اللہ کے لئے نہیں) لوگوں کے دکھانے کو اور ایمان نہ اللہ پر لائیں نہ روز آخرت پر (ایسے لوگوں کا ساتھی شیطان ہے) اور جس کا ساتھی شیطان ہو تو (کچھ شک نہیں کہ) وہ برا ساتھی ہے اور اگر یہ لوگ اللہ پر اور روز قیامت پر ایمان لاتے اور جو کچھ اللہ نے ان کو دیا تھا اس میں سے خرچ کرتے تو ان کا کیا نقصان ہوتا اور اللہ ان کو خوب جانتا ہے۔ اللہ کسی کی ذرا بھی حق تلفی نہیں کرتا اور اگر نیکی (کی) ہو گی تو اس کو دو چند کر دے گا اور اپنے ہاں سے اجر عظیم بخشے گا۔

9۔ اَفَمَنْ يَّعْلَمُ اَنَّمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ اَعْمٰى ؕ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ○ الَّذِيْنَ يُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَ لَا يَنْقُضُوْنَ الْمِيْثَاقَ ○ وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَ يَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ ○ وَ الَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّ عَلَانِيَةً وَّ يَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ○ (الرعد:22-19)

بھلا جو شخص یہ جانتا ہے کہ جو کچھ تمہارے رب کی طرف سے تم پر نازل ہوا ہے حق ہے (کیا) وہ اس شخص کی طرح ہے جو اندھا ہے؟ اور سمجھتے تو وہی ہیں جو

عقلمند ہیں ۔ جو اللہ کے عہد کو پورا کرتے ہیں اور اقرار کو نہیں توڑتے اور جن (رشتہ ہائے قرابت) کے جوڑے رکھنے کا اللہ نے حکم دیا ان کو جوڑے رکھتے اور اپنے رب سے ڈرتے رہتے اور برے حساب سے خوف رکھتے ہیں اور جو رب کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے (مصائب پر) صبر کرتے ہیں اور اقاموالصلوٰۃ کرتے ہیں اور جو (مال) ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے پوشیدہ اور ظاہر خرچ کرتے ہیں اور نیکی سے برائی کو دور کرتے ہیں یہی لوگ ہیں جن کے لئے عاقبت کا گھر ہے۔

10۔ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ۙ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنُطْعِمُ مَنْ لَّوْ يَشَآءُ اللّٰهُ اَطْعَمَهٗٓ ۖ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ O (یٰسٓ: 47)

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ جو رزق اللہ نے تم کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرو تو کافر مومنوں سے کہتے ہیں کہ بھلا ہم ان لوگوں کو کھانا کھلائیں جن کو اگر اللہ چاہتا تو خود کھلا دیتا۔تم تو صریح غلطی میں ہو۔

11۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ ۭ وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ O (البقرہ: 254)

اے ایمان والو جو (مال) ہم نے تم کو دیا ہے اس میں سے اس دن کے آنے سے پہلے پہلے خرچ کرلو جس میں نہ (اعمال کا) سودا ہو اور نہ دوستی اور سفارش ہو سکے اور کفر کرنے والے لوگ ظالم ہیں۔

12۔ قُلْ لِّعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خِلٰلٌ O (ابراہیم: 31)

(اے پیغمبر) میرے مومن بندوں سے کہہ دیجئے کہ الصَّلٰوۃ قائم کریں اوراس دن کے آنے سے پیشتر جس میں نہ (اعمال کا) سودا ہوگا اور نہ دوستی (کام آئے گی) ہمارے دیئے ہوئے مال میں سے درپردہ اورظاہر خرچ کرتے رہیں۔

بخل (کنجوسی)

ہمیں بعض دفعہ چند آیات کو بار بار دہرا کر ایک بات سمجھانا پڑ جاتی ہے:
اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو ضرورت سے زیادہ ہو سب کا سب ضرورت مندوں کے لیے کھلا رکھو۔ (البقرہ:219)
کم دے کر ہاتھ روک لینے والے اللہ کی نظروں میں پسندیدہ نہیں ہیں۔ (النجم:33-34)
ایک بات اور بھی ہمارے ذہنوں میں ہر وقت رہنا چاہیے کہ ہمارے خود ساختہ عقائد و نظریات کی تائید قرآن مجید میں نہیں ملے گی۔
البخل کا مطلب ہے اپنی چیزوں کو وہاں جانے سے روکنا جہاں ان کو پہنچنا چاہیے۔ کنجوسی یا بخل میں انسان مال و دولت کو جوڑ جمع کر کے رکھتا ہے اور جہاں خرچ کرنا ہو وہاں بھی خرچ نہ کرے اور دوسروں کو بھی خرچ کرتا ہوا نہ دیکھ سکے۔ یعنی کنجوس انسان کی نفسیات ایسی ہو جاتی ہے کہ وہ نہ تو خود خرچ کرتا ہے اور نہ دوسروں کو خرچ کرتا دیکھ سکتا ہے بلکہ ان کو روکنا چاہتا ہے۔
زکوٰۃ کے نام پر تھوڑا سا دینا پھر رک جانا۔ مثلاً ڈھائی فیصد دینا پھر اپنے ہاتھ کو روک لینا۔ الزکوٰۃ ڈھائی فیصد تک محدود نہیں ہے۔ قرآن میں بہت سی جگہ پر آپ کو اپنا مال فی سبیل اللہ خرچ کرنے کی ہدایت ہے۔ ڈھائی فیصد ہمارا خود ساختہ حساب ہے۔ ہم بار بار یہ لکھتے آرہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تو زیادہ سے زیادہ بلکہ زائد از ضرورت سب کا سب خرچ کرنے کے لئے کہا ہے، لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھتے تھے ...... يَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ۖ قُلِ الْعَفْوَ ...... کہ ہم راہ اللہ میں کتنا مال (کون سا مال) خرچ کریں (اے رسولؐ ان لوگوں کو میری طرف سے) کہہ

دیجیئے کہ جو ضرورت سے زیادہ ہو۔ ایک جگہ اس طرح بھی بات سمجھائی گئی۔ بھلا تم نے اس شخص کو دیکھا جس نے منہ پھیر لیا۔ پھر تھوڑا سا دیا اور ہاتھ روک لیا۔ (النجم:34-33)

اگر اپنے 100 فیصد مال میں سے ڈھائی فیصد مال دیتے ہیں تو کیا ہم اس آیت کی تفسیر نہیں بن جائیں گے کہ بھلا تم نے اس شخص کو دیکھا جس نے منہ پھیر لیا (یعنی ہمارے حکم سے منہ پھیر لیا) تھوڑا سا دیا اور ہاتھ روک لیا۔

قرآن عظیم کی اوپر دی گئی آیات اور جو آیات نیچے لکھی جا رہی ہیں پڑھ کر اس کا فیصلہ آپ خود بھی کر سکتے ہیں کہ ڈھائی فیصد تھوڑا ہے یا زیادہ۔ ڈھائی فیصد بطور زکوٰۃ کے دینا کنجوسی میں آئے گا یا سخاوت میں۔ ہونا تو یہ چاہیئے کہ ڈھائی فیصد میں ایک مومن خود گزارہ کرے اور ساڑھے ستانوے فیصد دوسروں کو دے۔ (اگر یہ سمجھا جائے کہ کوئی غریب آدمی ہماری دی گئی ڈھائی فی صد زکوٰۃ لے کر اپنا گزارا کر سکتا ہے تو ہم کیوں نہیں کر سکتے)

1۔ اگر وہ تم سے مال طلب کرے اور تمہیں تنگ کرے تو یعنی تمہارا مال تم سے زبردستی مانگنے کے لئے تم کو تنگ کرے تو تم بخل (کنجوسی) کرنے لگو اور بخل (کنجوسی) تمہاری بدنیتی ظاہر کر کے رہے۔ دیکھو تم وہ لوگ ہو کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے لیئے بلائے جاتے ہو تم میں ایسے شخص بھی ہیں جو بخل کرنے لگتے ہیں اور جو بخل کرتا ہے اپنے آپ سے بخل کرتا ہے اور اللہ بے نیاز ہے اور تم محتاج۔ اور اگر تم منہ پھیرو گے تو وہ تمہاری جگہ اور لوگوں کو لے آئے گا اور وہ تمہاری طرح کے نہیں ہوں گے۔ (محمد:38-37)

2۔ جو لوگ مال میں جو اللہ نے ان کو اپنے فضل سے عطا فرمایا ہے کنجوسی کرتے ہیں، وہ اس بخل (کنجوسی) کو اپنے حق میں اچھا نہ سمجھیں۔ (کنجوسی کرنا اچھی بات نہیں ہے) بلکہ ان کے لئے برا ہے وہ جس مال

میں کنجوسی کرتے ہیں قیامت کے دن اس کا طوق بنا کر ان کی گردنوں میں ڈالا جائے گا اور آسمانوں اور زمین کا وارث اللہ ہی ہے۔ (انسان جتنی بھی چاہے کنجوسی کرے، جب مرے گا تو سب کچھ اس دنیا میں چھوڑ کر جائے گا جس کا وارث آخر کار اللہ ہی ہے) اور جو عمل تم کرتے ہو اللہ اس کی بڑی باریک بینی کے ساتھ خبر رکھتا ہے کیونکہ وہ خبیر ہے۔ (العمران:180)

3۔ جو خود بھی بخل کریں اور لوگوں کو بھی بخل یعنی کنجوسی سکھائیں اور جو مال اللہ نے اپنے فضل سے عطا فرمایا ہے اسے چھپا چھپا کر رکھیں اور ہم نے انکار کرنے والوں (کفرانِ نعمت کرنے والوں) کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ (النساء:37)

4۔ جو لوگ خود بھی بخل کریں اور لوگوں کو بھی بخل سکھائیں اور جو شخص ہماری بات (حکم) سے منہ پھیر لے تو اللہ بھی الغنی اور الحمید ہے۔ (الحدید:24)

5۔ مومنو! بہت سے عالم اور مشائخ (اَلْاَحْبَارِ وَ الرُّھْبَانِ) لوگوں کا مال ناحق کھاتے اور (ان کو) راہ اللہ سے روکتے ہیں اور جو لوگ سونا چاندی جمع کرتے ہیں اور اس کو اللہ کے راستے میں خرچ نہیں کرتے ان کو اس دن کے عذاب الیم کی خبر سنا دو (یعنی اس دن کی) جس دن وہ (مال) جہنم کی آگ میں گرم کیا جائے گا پھر اس سے ان (بخیلوں) کی پیشانیاں اور پہلو اور پیٹھیں داغی جائیں گی (اور کہا جائے گا) کہ یہ وہی ہے جو تم نے اپنے لئے جمع کیا تھا سو جو تم جمع کرتے تھے اب اس کا مزہ چکھو۔ (التوبہ:35-34)

شُحَّ (ش ح ح)

شُحَّ: اس لفظ کے معانی ومطالب جاننے سے پہلے تھوڑی تفصیل جاننا ضروری ہے۔ ہم اپنی کتابوں میں سورہ الدھر کی آیات 11-8 دہراتے رہتے ہیں جس میں مومنوں کی ایک بہت بڑی خوبی بیان کی گئی ہے کہ مومن دوسروں کو کھانا کھلا کر شکریہ بھی طلب نہیں کرتا۔ سورہ الدھر کی آیات 11-8 کے مطابق ابرار (وہ لوگ جن کے سامنے زندگی کے راستے کشادہ اور واضح ہوتے ہیں ان) کی خوبیاں یہ ہوتی ہیں کہ ان کو خود کھانے کی ضرورت ہے لیکن وہ فقیروں اور یتیموں اور قیدیوں کو کھلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم تمہیں اللہ کی خاطر کھلاتے ہیں اس کے بدلے میں تم یہ نہ سمجھو کہ (ہم تم پر احسان دھرتے ہیں اور) ہم تم سے اس کا بدلہ چاہتے ہیں (ہم تم سے) شکریہ کے طلب گار بھی نہیں ہیں۔ ہم ایسا اس لئے کرتے ہیں کہ اگر ہم نے ایسا نہ کیا یعنی ضرورت مندوں کی بھوک کا بندوبست نہ کیا تو ہمیں اس دن سے ڈر لگتا ہے کہ جب چہرے بڑے کریہہ المنظر ہو جائیں گے۔ اتنی مصیبتیں نازل ہوں گی کہ چہرے بگڑ جائیں گے۔ ماتھوں پر شکنیں آجائیں گی۔ اطمینان وسکون کا نام ونشان تک نہ ہوگا (**عبوساً قمطریراً**)۔ اس لئے ہم کھانے سے اپنی محبت کے باوجود ضرورت مندوں کو بغیر کسی لالچ اور شکریے کے دے دینا چاہتے ہیں تاکہ اللہ ہمیں اس دن کی سختی سے بچالے اور ہمارے چہروں پر تازگی اور سرور ہو۔ (**نَضرةً وَّ سُرورا**)

آپ قرآن میں یہ آیات بھی بہت دفعہ پڑھتے رہے ہیں جس کے الفاظ ہیں **اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ** ہیں وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں اور اعمالِ صالحہ کرتے ہیں۔ اعمال صالحہ کے بارے میں ہم بتا چکے ہیں کہ مومن ایسے کام کرتا ہے جس سے مومن کی اپنی اور دوسروں کی کام کرنے کی صلاحیت میں اضافہ ہوتا ہے۔

مومن خود غرض نہیں ہوتا، جو خود غرض ہوتا ہے وہ مومن نہیں ہوتا۔ کھانے سے اپنی محبت کے باوجود دوسروں کو کھلا کر خوش رہتا ہے۔

اعمالِ صالحہ کرنا مومنوں کی بہت ساری خوبیوں میں سے ایک بہت بڑی خوبی ہے۔ ایک بندہ مومن کو اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہر وقت یاد رہتا ہے۔

(مومنو!) جب تک تم ان چیزوں میں سے جو تمہیں عزیز ہیں (اللہ کی راہ میں) صرف نہ کرو گے کبھی نیکی حاصل نہ کرسکو گے اور جو چیز تم صرف کرو گے اللہ اس کو جانتا ہے۔ (العمران:92)

اللہ تعالیٰ بخل اور بخیل (کنجوس اور کنجوسی) کو پسند نہیں کرتا۔ کنجوس انسان کو معاشرے کا اچھا انسان نہیں سمجھا جاتا۔

عربی زبان میں ایسے ایسے الفاظ موجود ہیں جو آج بھی کسی اور زبان میں نہیں ہیں۔ تین آیات کا ترجمہ پڑھیے اور اس میں آئے ہوئے ایک لفظ **شُحَّ نَفْسِهٖ** جو دو لفظوں کو ملا کر بنا ہے۔ اس پر غور کریں جس کے معانی و مطالب ہم آگے چل کر لکھ رہے ہیں۔

مومنو! تمہاری عورتوں اور اولاد میں سے بعض تمہارے دشمن (بھی) ہیں سو ان سے بچتے رہو اور اگر معاف کر دو اور درگزر کرو اور ان کے لئے مغفرت چاہو تو اللہ بھی غفور اور رحیم ہے۔ تمہارا مال اور تمہاری اولاد تو آزمائش ہے اور اللہ کے ہاں بڑا اجر ہے۔ سو جہاں تک ہو سکے اللہ سے ڈرو اور (اس کے احکام کو) سنو اور (اس کے) فرمانبردار رہو اور (اس کی راہ میں) خرچ کرو (یہ) تمہارے حق میں بہتر ہے اور جو شخص بدترین خود غرضی (شُحَّ نَفْسِهٖ) سے بچایا گیا تو ایسے ہی لوگ راہ پانے والے ہیں۔ (التغابن:16-14)

فتنہ: اس آیت میں پہلے فرمایا کہ تمہاری عورتیں اور اولاد میں سے تمہارے دشمن بھی ہیں۔ ان سے بچتے رہنا اور یہ بھی پڑھ رہے ہیں کہ **اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ؕ** تمہارا مال اور تمہاری اولاد فتنہ ہیں۔ فتنہ کے معنی ہیں ایسی رکاوٹیں جو دین اسلام کو

بطور آئین معاشرے میں نافذ العمل کرنے کے لیے آئیں۔ فتنہ کے معنی رکاوٹ ہے۔ گویا مال اور اولاد کی محبت رکاوٹ بن سکتی ہیں اس سے بچتے رہنے کا حکم ہے۔ مال و دولت، بیوی اور بچوں سے انسان بہت محبت کرتا ہے۔ مال و دولت کی محبت بعض دفعہ اولاد سے بھی بڑھ کر ہو جاتی ہے۔ ایک دفعہ اور اس آیت کے ترجمے کو پڑھیے کہ (مومنو!) جب تک تم ان چیزوں میں سے جو تمہیں عزیز ہیں (اللہ کی راہ میں) صرف نہ کرو گے کبھی نیکی حاصل نہ کر سکو گے اور جو چیز تم صرف کرو گے اللہ اس کو جانتا ہے۔ (آلعمران: 92)

البر کے معنی ہیں زندگی کے راستوں میں کشادگی اور وسعت کا ہونا۔ سچا اور اچھا (نیک) کام وسیع پیمانے پر کرنا، جس کی وجہ سے دوسروں کے راستوں میں بھی وسعت پیدا ہو۔ ایسے راستے جو دین اسلام کے نفاذ کے لیے ہوں، جب کہ فتنہ کے معنی ہیں رکاوٹ۔ بقول اللہ تعالیٰ کے مومنوں کے سب سے بڑے دشمن اور رکاوٹ فتنہ مال و دولت اور بیوی بچے ہو سکتے ہیں۔ ان رکاوٹوں سے بچنا یا ان کو دور کرنا ہوگا۔ اس کا مطلب آپ یہ بھی لے سکتے ہیں کہ اپنے بیوی بچوں کو سمجھائیں کہ دین اسلام پر چلنے سے اللہ کی راہ میں عزیز ترین رہنے والے مال و دولت کو دیئے بغیر زندگی کی راہیں کشادہ نہیں ہو سکتیں۔ اوپر لکھی گئی آیت لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ..... (آلعمران: 92) کے ترجمے میں دی گئی ہدایت کو ذہن میں رکھتے ہوئے جب آپ یہ آیات پڑھیں گے تو بات اور واضح ہو جائے گی۔

نیچے لکھی آیات کا ترجمہ پڑھیے ان آیات میں مومنوں کو حکم دیا جا رہا ہے:

مومنو! جو پاکیزہ اور عمدہ مال تم کماتے ہو اور جو چیزیں ہم تمہارے لئے زمین سے نکالتے ہیں ان میں سے (اللہ کی راہ میں) خرچ کرو۔ اور بری اور ناپاک چیزیں دینے کا قصد نہ کرنا کہ (اگر وہ چیزیں تمہیں دی جائیں تو) بجز اس کے کہ (لیتے وقت) آنکھیں بند کر لو ان کو کبھی نہ لو اور جان رکھو کہ اللہ بے پروا (اور) قابل ستائش ہے۔ (اور دیکھنا) شیطان (کا کہا نہ ماننا وہ) تمہیں تنگدستی کا خوف دلاتا اور بے حیائی کے کام کرنے کو کہتا ہے اور اللہ تم سے مغفرت اور فضل کا وعدہ

کرتا ہے اور اللہ واسع اور علیم ہے۔ (البقرہ:268-267)

آپ پورا قرآن مذہبی انداز سے نہ پڑھیے بلکہ اکاڈمک اور ایجوکیشنل کتاب کی طرح پڑھیں۔ TEXT BOOK OF DIVINE LAWS آسمانی قوانین کی ٹیکسٹ بک کی طرح یا FUNDAMENTAL OF DIVINE RULES سمجھتے ہوئے پڑھیں گے تو آپ کو دو باتیں اتنی بار دہرا دہرا کر بتائی گئی ہیں کہ آپ کو لگے گا کہ یہ دو ہدایات تو قرآن کے ہر صفحے پر ہیں، پہلی ضروری بات یہ ہے کہ اپنی عقل و فکر، سوچ اور سمجھ، دانش و بینش اور علم کے ساتھ قرآن پڑھو۔ دوسری اہم بات ہے کہ اپنا مال و دولت مفاد عامہ PUBLIC WELFARE اور دین اسلام کے نفاذ کے لیے کھلا رکھو اور خرچ کرو۔ یہ احکام ہر مسلمان کے لئے ہے۔

اسلام غیرت مندوں اور اولوالعزم بہادروں کا دین ہے۔ ننگے بھوکوں اور بے گھر بھکاریوں کی فوج پیدا کرنے کے لیے اسلام اور قرآن نازل نہیں کیا گیا۔ اسلام ایسے مومنوں کی فوج پیدا کرتا ہے کہ ایک مومن دس مخالفین کافروں پر بھاری پڑ جاتا ہے اگر کمزور بھی ہوا تو جب بھی ایک ذرا سا کمزور مومن بھی دو مخالفین کافروں کو لے مرے گا۔ عوامی انداز میں آپ یہ سمجھ لیں کہ اللہ پاک اپنے مومن بندوں کو اپنا ہیرو بنانا چاہتا ہے اور یہ کوئی افسانوی بات نہیں ہے، قرآن آپ کو ایسے حقائق قبول کرنے اور ان پر چلانا چاہتا ہے جو افسانوں سے زیادہ حیرت انگیز ہیں۔ (اپنے پاس رکھے قرآن میں پڑھیے، الانفال:66-65) ایسے ہی مومنوں کو اللہ نے اپنی جماعت **حِزْبَ اللّٰه** کہا ہے۔ (سوچئے اور سوچتے رہیے کہ ننگے بھوکوں اور بزدلوں، بے غیرتوں اور بھکاریوں کی جماعت کو اللہ تعالیٰ **حِزْبَ اللّٰه** اپنی جماعت یا اپنی پارٹی بنائے گا؟ ایسا تو ہم بھی نہیں کریں گے ننگے بھوکوں اور بھکاریوں سے اپنا تعلق جوڑیں۔) حزب اللہ، اللہ کی جماعت ہی غالب رہتی ہے۔ (المائدہ:56)

حزب اللہ یعنی اللہ کی پارٹی والے کون ہوں گے۔ تفصیل جاننے کے لیے پڑھیے المجادلہ:22 کا ترجمہ جو ہم نیچے لکھ رہے ہیں۔

جو لوگ اللہ پر اور روز قیامت پر ایمان رکھتے ہیں

تم ان کو اللہ اور اس کے رسول کے دشمنوں سے دوستی کرتے ہوئے نہ دیکھو گے۔ خواہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا خاندان ہی کے لوگ ہوں یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان (پتھر پر لکیر کی طرح) تحریر کر دیا ہے اور فیضِ غیبی سے ان کی مدد کی ہے، اور وہ ان کو جنتوں میں جن کے تلے نہریں بہہ رہی ہیں داخل کرے گا ہمیشہ ان میں رہیں گے اللہ ان سے خوش اور وہ اللہ سے خوش رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡھُمۡ وَ رَضُوۡا عَنۡہُ (المائدہ:119)

یعنی مومن کے سارے کام ایسے ہوتے ہیں جن سے اللہ راضی AGREE ہو اور وہ بھی ایسے ہی کام کرتے ہیں جن پر اللہ AGREE (راضی ۔ رضا مند) ہو۔ یعنی ایسے کام جن کو اللہ نے APPROVE کیا ہو۔ یہی گروہ اللہ کا لشکر (حزب اللہ) ہے (اور) سن رکھو کہ اللہ ہی کا لشکر مراد حاصل کرنے والا ہے۔ (المجادلہ:22)

دین اسلام پر چلنے والا ہر مومن فرد ایک دوسرے کے لیے کماتا ہے اور اعمال صالحہ کرتا ہے۔ اعمال صالحہ کا مطلب ہے ایسے کام جن سے اپنی اور دوسروں کی کام کرنے کی صلاحیت میں اضافہ ہو۔ اسلام کو سمجھنا ہو تو آپ اپنے گھر کی چار دیواری میں آجائیے اور دیکھئے کہ آپ اپنے گھر میں اگر ذمہ دار فرد ہیں تو کیا کرتے ہیں، کیا آپ اپنے اہل خانہ کا خیال اپنے سے زیادہ رکھتے ہیں یا کم کرتے ہیں۔ اپنے گھروں میں رہتے ہوئے ہم ایک ذمہ دار فرد کے طور پر وہی کچھ کرتے ہیں جس کا حکم ہمیں قرآن میں دیا گیا ہے۔

اپنے گھر کو پھیلا لیجئے اس دنیا کو ایک گھر سمجھ لیں تو اللہ پاک اپنے مومن بندوں کی امتِ واحدہ بنانا چاہتا ہے۔ یہ خیالوں اور خوابوں کی باتیں نہیں ہیں۔ اسلام کے ابتدائی 50 سالوں میں، آج سے ساڑھے چودہ سو سال پہلے اس بات کا تجربہ کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، خلفائے راشدین اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے دنیا کو کر کے دکھا دیا تھا کہ قرآن کے اصولوں کے مطابق کوئی معاشرہ ایسا ہو جاتا ہے کہ ایک بڑھیا بھی سونا اچھالتی ہوئی چلی جائے اور کوئی اس کو کچھ نہ کہے اور نہ ہی اس کا سونا چھینے۔ زکوٰۃ دینے والے تو ہوں مگر زکوٰۃ لینے والا کوئی نہ ہو۔ قرآن کے اصولوں پر قائم رہنے والا معاشرے میں ہر فرد ایک دوسرے کے لیے

کام کرتا ہے۔اب تک جو کچھ ہم نے لکھا اس کو یاد رکھتے ہوئے **شُحَّ نَفْسِہٖ** کے معانی اور مطالب پڑھیے:

الشح بہت زیادہ، انتہا درجے کی خودغرضی، دوسروں کو دھکا دے کر پیچھے ہٹائے اور پہلے خود پانی پی لے۔ شدید گرمی کے موسم میں، بہت سخت اور گرم ہواؤں کے تھپیڑوں میں ایک جگہ بہت کم پانی ہو اور پینے والے بہت سارے ہوں اور ہر کوئی ایک دوسرے کو دھکیل کر پیچھے ہٹانے اور پہلے خود پانی پینے کی کوشش کرے۔الشح کنجوسی سے زیادہ ذلیل جذبہ ہے۔

ان آیات کا ترجمہ پڑھیے جن میں الشح کے بارے میں بتایا گیا ہے:

1۔ اور اگر کسی عورت کو اپنے خاوند کی طرف سے زیادتی یا بے رغبتی کا اندیشہ ہو تو میاں بیوی پر کچھ گناہ نہیں کہ آپس میں کسی قرارداد پر صلح کرلیں اور صلح خوب (چیز) ہے اور طبیعتیں تو بخل (خودغرضی) کی طرف **اَلْاَنْفُسُ الشُّحَّ** مائل ہوتی ہیں۔اور اگر تم حسین کام کرو اور تقویٰ شعار رہو گے تو اللہ بھی تمہارے سب کاموں سے واقف ہے۔(کہ تم کتنے تقویٰ شعار ہو)
(النساء:128)

2۔ اور (ان لوگوں کے لیے بھی) جو مہاجرین سے پہلے (ہجرت کے) گھر (یعنی مدینے) میں مقیم اور ایمان میں (مستقل) رہے (اور) جو لوگ ہجرت کر کے ان کے پاس آتے ہیں ان سے محبت کرتے ہیں اور جو کچھ ان کو ملا اس سے اپنے دل میں کچھ خواہش (اور خلش) نہیں پاتے اور ان کو اپنی جانوں سے مقدم رکھتے ہیں خواہ ان کو خود احتیاج ہی ہو۔اور جو شخص حرص نفس **شُحَّ نَفْسِہٖ** سے بچالیا گیا تو ایسے ہی لوگ مراد

پانے والے ہیں۔(الحشر:9)

3۔ سو جہاں تک ہو سکے اللہ سے ڈرو اور (اس کے احکام کو) سنو اور (اس کے) فرمانبردار رہو اور (اس کی راہ میں) خرچ کرو (یہ) تمہارے حق میں بہتر ہے اور جو شخص طبیعت کے بخل **شُحَّ نَفْسِهٖ** سے بچایا گیا تو ایسے ہی لوگ راہ پانے والے ہیں۔(التغابن:16)

4۔ (یہ اس لیے کہ) تمہارے بارے میں بخل کرتے ہیں **اَشِحَّةً عَلَيْكُمْ** پھر جب ڈر (کا وقت) آئے تو تم ان کو دیکھو کہ تمہاری طرف دیکھ رہے ہیں (اور) ان کی آنکھیں (اسی طرح) پھر رہی ہیں جیسے کسی کو موت سے غشی آ رہی ہو پھر جب خوف جاتا رہے تو تیز زبانوں کے ساتھ تمہارے بارے میں زبان درازی کریں اور مال میں بخل **اَشِحَّةً** کریں۔ یہ لوگ (حقیقت میں) ایمان لائے ہی نہ تھے تو اللہ نے ان کے اعمال برباد کر دیے اور یہ اللہ کو آسان تھا۔(الاحزاب:19)

اور اسی نے زمین میں اُس کے اوپر پہاڑ بنائے اور زمین میں برکت رکھی اور اس میں سامان معیشت مقرر کیا (سب) چار دن میں (اور تمام) طلب گاروں کے لیے یکساں۔ یعنی زمین اور اس کی پیداوار اور اس کے تمام وسائل ہر ضرورت مند کے لیے اس کی ضرورت کی مطابق یکساں طور پر کھلے رہنے چاہییں تاکہ کوئی انسان محروم نہ رہ جائے۔ (حٰم السجدہ: 10)

مزید دیکھئے الزمر: 67 اور الواقعہ: 73-63

وَ ابْتَغِ فِيمَآ اٰتٰىكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ..... (القصص:77)

اور جو کچھ اللہ نے تجھے دے رکھا ہے اس سے الدَّارَ الْاٰخِرَةَ، (آخرت کا گھر) بنانے کی کوشش کر.....

اور ہم نے بہت سی بستیوں کو ہلاک کر ڈالا جو اپنی (فراخی) معیشت پر اِترا رہے تھے سو یہ ان کے مکانات ہیں ان میں سے چند کے علاوہ آج تک (دوبارہ) آباد نہیں ہوئے اور ان کے وارث ہم ہی ہو گئے۔

(القصص:58)

اَمْوَالُکُمْ تم سب لوگوں کا مال

اَوْلَادِکُمْ تم سب لوگوں کی اولاد

اَمْوَالُھُمْ اُن سب لوگوں کا مال

اللہ کی راہ میں جان و مال خرچ کرنے کے حوالے سے بطور تمہید مندرجہ ذیل آیات پر توجہ فرمایئے۔

1۔ جو مومنین گھروں میں بیٹھے رہتے ہیں اور اپنے گھر میں بیٹھے رہنے کی کوئی وجہ بھی نہیں رکھتے وہ اور جو لوگ اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے لڑتے ہیں یہ دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔ مال اور جان سے جہاد کرنے والوں کو بیٹھے رہنے والوں پر اللہ نے درجے کے لحاظ سے فضیلت دی ہے اور یہ اللہ کا حسین وعدہ (وَّعَدَ اللّٰـهُ الْحُسْنٰى) سب کے ساتھ ہے لیکن اجر عظیم کے لحاظ سے اللہ نے جہاد کرنے والوں کو بیٹھے رہنے والوں کے مقابلے میں اجر عظیم دیا ہے۔ (النساء:95)

2۔ جو لوگ کافر ہیں اپنا مال (اس لئے) خرچ کرتے ہیں کہ لوگوں کو اللہ کے راستے (فی سبیل اللہ) سے روکیں، سو ابھی اور خرچ کریں گے مگر آخر وہ خرچ کرنا ان کے لئے افسوس کا باعث ہوگا اور وہ مغلوب ہو جائیں گے اور کافر جہنم کی طرف ہانکے جائیں گے۔ (جمع کیے جائیں گے) (الانفال:36)

3۔ جو لوگ ایمان لائے اور وطن سے ہجرت کر گئے اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے لڑے۔ وہ اور جنہوں نے ہجرت کرنے والوں کو جگہ دی اور ان کی مدد کی وہ آپس میں ایک دوسرے کے رفیق ہیں۔ (الانفال: 72)

4۔ جو لوگ ایمان لائے اور وطن چھوڑ گئے اور اللہ کی راہ میں مال اور جان سے جہاد کرتے رہے اللہ کے پاس ان کے بڑے درجے ہیں، وہ اعلیٰ مقام پر فائز ہوں گے۔ (توبہ: 20)

5۔ جو لوگ اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتے ہیں وہ تو تم سے اجازت نہیں مانگتے کہ پیچھے رہ جائیں بلکہ یہ چاہتے ہیں کہ اپنے مال اور جان سے جہاد کریں اور اللہ کو تقویٰ شعاروں کے بارے میں علم ہے۔ (اللہ متقین کو جانتا ہے۔) (توبہ: 44)

6۔ جو لوگ غزوہ تبوک میں پیچھے رہ گئے وہ رسول اللہ کی مرضی کے خلاف بیٹھے رہنے سے خوش ہوئے اور اس بات کو ناپسند کیا کہ فی سبیل اللہ اپنے مال اور جان سے جہاد کریں، نہ صرف یہ بلکہ دوسروں سے بھی کہنے لگے کہ گرمی میں مت نکلنا، ان سے کہہ دیجئے کہ جہنم کی آگ اس سے کہیں زیادہ گرم ہے، کاش یہ اس بات کو سمجھتے۔ (توبہ: 81)

7۔ لیکن رسول اور جو لوگ ان کے ساتھ ایمان لائے سب اپنے مال و جان سے لڑے ان لوگوں کے لئے بھلائیاں (الخیرت) ہیں اور یہی فلاح پانے والے ہیں۔ (توبہ: 88)

8۔ مومن تو وہ ہیں، (مومنوں کی جماعت ایسی جماعت ہے) جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے پھر شک میں نہ پڑے اور اللہ کی راہ میں جان اور مال سے لڑے۔ یہی لوگ صادق ہیں۔ اپنے عمل سے اپنے ایمان کو سچ کر کے دکھانے والے۔ (الحجرات:15)

مال اور اموال: مال کی جمع اموال ہے۔

المال: ہر وہ چیز جس کے تم مالک ہو۔ اس کی جمع اموال ہے۔

مال: اس سونے چاندی کو کہتے ہیں جس کا کوئی مالک ہو۔ سونے چاندی کے ذخیرے کے علاوہ دیگر چیزوں کے ذخیرے کو بھی مال کہا جاتا ہے۔ عرب لوگ اونٹوں کے گلے کو مال کہتے تھے کیونکہ ان کی دولت ایک طرح سے اونٹ ہی تھے۔

المال: اس کا روٹ ورڈ یعنی بنیادی لفظ **مول، م و ل** ہے۔

آپ کو ہم بتاتے رہے ہیں کہ کسی بھی بگڑے ہوئے معاشرے میں اللہ کے دین پر انفرادی اور اجتماعی طور پر چلنا اور اپنے معاشرے میں اسلام کو بطور دستور، قانون نافذ کرنا مشکل کام ہے۔ جماعت مومنین کو اپنے معاشرے میں دین اسلام کے نفاذ و قیام کے لیے جد و جہد کرنے کے دوران جان لیوا مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے جس میں **نَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ** (البقرہ:155) بھی ہے۔ یعنی مال و دولت میں کمی ہو جانا، مال کا نقصان ہونا۔

جان و مال کے نقصان اور مسلسل جدو جہد کے بعد کامیابیاں ملتی ہیں۔ پھر ایک وقت وہ آ جاتا ہے کہ جب اسلام دشمن عناصر اور مخالفین کو شکست ہو جاتی ہے۔

یہ آیت جنگ احزاب کے موقع کی ہے: ترجمہ پڑھیے،

اور ان کی زمین اور ان کے گھروں اور ان کے مال کا اس زمین کا جس میں تم نے پاؤں بھی نہیں رکھا تھا تم کو وارث بنا دیا اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ (الاحزاب:27)

اللہ تعالیٰ مومنوں کو مخالفین کے اموال کا وارث بنا دیتا ہے۔ دین اسلام مذاہب عالم کے دیگر مذاہب کی طرح مذہب نہیں ہے۔ دین اسلام کے ماننے والوں پر ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ اپنے شہروں اور ملکوں میں دین اسلام کو بطور آئین CONSTITUTION نافذ کریں۔ اسلام کا نظام قائم کریں۔ ایسا نظام جس میں راتوں کو کوئی شخص بھوکا نہ سوئے۔ مومن کے مال میں سائل ومحروم کا حق معلوم ہوتا ہے۔ (المعارج: 25-24) مومن ضرورت مندوں کو ان کی ضرورت کی چیزیں ان کے حق کے طور پر دیتا ہے۔ بھیک سمجھ کر نہیں دیتا۔ اس پر توجہ فرمائیے:

اللہ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور ان کے اموال خرید لیے ہیں (اور اس کے عوض میں ان کے لیے جنت (تیار کی) ہے یہ لوگ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں تو مارتے بھی ہیں اور مارے جاتے بھی ہیں۔ یہ تورات اور انجیل اور قرآن میں سچا وعدہ ہے، یہ وعدہ کہ اللہ مومنوں سے ان کی جانیں اور اموال خرید کر بدلے میں جنت دیتا ہے، (اللہ کے ہر وعدے کی طرح یہ بھی ایسا ہی وعدہ ہے) جس کا پورا کرنا اسے ضرور ہے اور اللہ سے زیادہ وعدہ پورا کرنے والا کون ہے؟ تو جو سودا تم نے اس سے کیا ہے اس سے خوش رہو اور یہی بڑی کامیابی ہے۔ GREAT AND LIFETIME ACHIEVEMENT. (التوبہ: 111)

اس آیت (توبہ: 111) پر زیادہ توجہ فرمائیے۔ جس میں ہے کہ اللہ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور ان کے اموال خرید لیے ہیں۔ دینِ اسلام اجتماعیت کا نام ہے۔ جماعتِ مومنین کو مل کر دین کے قیام کے لیے کوشش کرنا پڑتی ہے۔ اس لیے اللہ تمام مومنوں کی جانیں اور تمام مومنوں کا اموال (مال کی جمع اموال) خرید لیتا ہے اور بدلے میں جنت دیتا ہے۔ آخرت میں بھی جنت اور دنیا میں بھی جنت۔ جب دین اسلام کسی معاشرے میں نافذ ہو جائے تو وہ جگہ جنت بن جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی نظروں میں انفرادی طور پر مال و دولت جمع کرنے والے اچھے لوگ نہیں ہیں۔ خاص طور پر کوئی مومن اور مسلم ہونے کا دعوے دار ہو اور مال و دولت کو جمع کر کر کے اور گن گن کر رکھے ایسا شخص کسی کو بھی پسند نہیں آئے گا، یہ

سورت آپ نے بہت دفعہ پڑھی ہوگی: (ترجمہ)

ہر طعن آمیز اشارتیں کرنے والے چغل خور کی خرابی ہے۔
جو مال جمع کرتا اور اس کو گن گن کر رکھتا ہے اور خیال کرتا ہے کہ
اس کا مال اس کی ہمیشہ کی زندگی کا موجب ہوگا۔
ہر گز نہیں وہ ضرور حطمه میں ڈالا جائے گا۔
اور تم کیا سمجھے کہ حطمه کیا ہے۔
وہ اللہ کی بھڑکائی ہوئی آگ ہے۔
جو دلوں پر جا لپٹے گی۔ (اور) وہ اس میں بند کر دیئے جائیں گے۔
یعنی (آگ کے) لمبے لمبے ستونوں میں۔ (الھمزہ:9-1)

مال جمع کرنے والے اللہ کی نظروں میں پسندیدہ نہیں ہوتے، مندرجہ ذیل آیات کے ترجمے پر غور کیجئے:

مومنو! (اہل کتاب کے) بہت سے عالم اور مشائخ لوگوں کا مال ناحق کھاتے اور (ان کو) اللہ کی راہ سے روکتے ہیں
اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور اس کو اللہ کے رستے میں خرچ نہیں کرتے،
ان کو اس دن کے عذاب الیم کی خبر سنا دو۔ جس دن وہ (مال) جہنم کی آگ میں (خوب) گرم کیا جائے گا
پھر اس سے ان (بخیلوں، کنجوس لوگوں) کی پیشانیاں اور پہلو اور پیٹھیں داغی جائیں گی (اور کہا جائے گا کہ) یہ وہی ہے جو تم نے اپنے لیے جمع کیا تھا سو جو تم جمع کرتے تھے (اب) اس کا مزہ چکھو۔ (التوبہ:35-34)

مال و اموال کے بارے میں قبل اس کے کہ ہم مزید کچھ لکھیں ضروری ہے کہ مندرجہ ذیل باتیں یاد کر لی جائیں۔

1۔ قرآن کو آپ مذہبی کتاب کی طرح نہیں پڑھیں گے۔

2۔ قرآن آسمانی قوانین کی ایک ایسی کتاب ہے جس کی ہر بات واضح اور صاف آسانی سے سمجھ میں آجانے والی۔

3۔ قرآن کی ایک بہت بڑی خوبی اللہ تعالیٰ کے الفاظ میں یہ ہے کہ:

اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ط وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا ۝ (النساء:82)

بھلا یہ قرآن میں غور کیوں نہیں کرتے اگر یہ اللہ کے سوا کسی اور کا (کلام) ہوتا تو اس میں (بہت سا) اختلاف پاتے۔ (اختلافاً کثیراً)

اوپر لکھی گئی آیت النساء:82 میں کوئی بھی بات مشکل نہیں ہے۔

یہاں ہمیں ایک اصول دیا جا رہا ہے کہ اللہ کی کتاب میں اختلافی بات کوئی بھی نہیں ہے۔ یہ قرآن اس لیے نازل کیا گیا کہ لوگوں کے درمیان اختلاف کو ختم کر دیا جائے۔ (البقرہ:213) اوپر لکھی گئی آیت النساء:82 پر آپ کو مزید سوچنا ہوگا۔ جس میں بتایا جا رہا ہے کہ یہ قرآن اللہ کا ہے، اس لیے اس میں کوئی بات اختلافی نہیں ہے اگر یہ قرآن کسی اور کا ہوتا تو تم اس میں اختلافاً کثیراً (بہت ساری اختلافی باتیں) پاتے۔ مذاہب عالم کی تمام کتابوں کو دیکھ جائیے جو کہ یقیناً اللہ کی نازل کردہ نہیں ہیں بلکہ ''کسی اور کی ہیں'' اس لیے ان کتابوں میں اختلافی باتیں بھی بہت ساری ہوتی ہیں۔ ہمیں یہ اصول یاد رکھنا ہوگا جب ہم آپ سے یہ کہتے ہیں کہ اسلام دین ہے، اسلام مذہب نہیں ہے۔ اسلام میں بہت سارے فرقے بن چکے ہیں جس کی وجہ سے دین اسلام کو بھی دیگر مذاہب عالم کی طرح ایک مذہب بنا دیا گیا۔ تمام مذہبی فرقے ہمارے سامنے ہیں اور ان کے اپنے اپنے نظریات و عقائد بھی ہیں جن سے آپ بھی ضرور باخبر ہوں گے۔ انسانوں کے بنائے ہوئے مذہب کی خاص بات یہ ہوتی ہے ایک غلط نظریہ پیش کیا جاتا ہے۔ جب ان کو سمجھایا جائے کہ دیکھو تمہارا یہ نظریہ غلط ہے تو اس غلط نظریے کو صحیح ثابت کرنے کے لیے پورا زور لگا دیا جاتا ہے۔

مذہب میں کوئی بھی نظریہ اپنی ہی اختلافی باتوں کی وجہ سے غلط ہو جاتا ہے۔

اختلافات کو ختم کرنے کا طریقہ یہی ہے کہ اللہ کی کتاب سے فیصلے لیے جائیں۔صرف اللہ کی کتاب قرآن کی تابعداری کی جائے ،آیت کا ترجمہ پڑھیے۔

(پہلے تو سب)لوگوں کا ایک ہی مذہب تھا (لیکن وہ آپس میں اختلاف کرنے لگے) تو اللہ نے (ان کی طرف)النَّبِیّٖنَ مُبَشِّرِیْنَ وَ مُنْذِرِیْنَ بشارت دینے والے اور ڈرسنانے والے نبی بھیجے اور ان پر سچائی کے ساتھ کتابیں نازل کیں تاکہ جن امور میں لوگ اختلاف کرتے تھے ان کا ان میں فیصلہ کردے اور اس میں اختلاف بھی ان ہی لوگوں نے کیا جن کو کتاب دی گئی تھی باوجود یہ کہ ان کے پاس کھلے ہوئے احکام آچکے تھے (اور یہ اختلاف انہوں نے صرف) آپس کی ضد سے (کیا) تو جس امرحق میں وہ اختلاف کرتے تھے اللہ نے اپنی مہربانی سے مومنوں کو اس کی راہ دکھا دی اور اللہ جس کو چاہتا ہے سیدھا رستہ دکھا دیتا ہے۔(البقرہ:213)

کہو کہ اے اللہ (اے) آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے (اور) پوشیدہ اور ظاہر کے جاننے والے تو ہی اپنے بندوں میں ان باتوں کا جن میں وہ اختلاف کرتے رہے ہیں، فیصلہ کرے گا۔(الزمر:46)

ضابطہ ءحیات کے طور پر صرف قرآن ہی قابلِ عمل کتاب ہے اس لیے کہ یہ اللہ کی نازل کردہ ہے اوروں کی کتابیں اس لیے قابلِ قبول نہیں ہونی چاہئیں کہ ایک تو وہ اللہ کے علاوہ کسی اور کی ہے، دوسرے وہ اختلافاتِ کثیر سے بھری ہوئی ہوتی ہیں۔ قرآن کی تعلیمات ایسی نہیں ہیں کہ اس میں فرقے بنائے جاسکیں۔ مذاہب عالم میں آپ جتنے بھی فرقے دیکھتے ہیں وہ انسانوں کے اپنے اپنے خودساختہ عقائدونظریات کی بنیاد پر بنائے گئے ہیں۔سیاسی اور مذہبی پارٹیوں کی بنیاد اختلافات پر ہی رکھی جاتی ہیں۔انسانوں کے خودساختہ اور غلط قسم کے عقائدونظریات اور اصولوں کی تائید قرآنِ کریم میں آپ کو بالکل بھی نہیں ملے گی۔

یہ کتاب ہم اسلامی بینکاری کے حوالے سے بھی لکھ رہے ہیں۔

بینکاری BANKING چاہے اسلامی ہو یا غیر اسلامی،

کسی بھی طرح کا بینک اسی وقت قائم کیا جاتا ہے جب لوگوں کے پاس

زائد از ضرورت دولت جمع ہو جائے۔

اس مضمون کے شروع میں آپ کو ہم نے توبہ کی آیت نمبر ایک سو گیارہ لکھ کر پڑھائی ہے، جس میں آپ نے پڑھا ہے کہ اللہ تعالیٰ مومنوں سے ان کی جانیں اور ان کے اموال یعنی تمام مومنوں کی جانیں اور تمام مومنوں کے اموال خرید لیتا ہے اور بدلے میں جنت دیتا ہے۔ سورہ **الھمزہ** ایک بار اور پڑھئے اور یاد کر لیجیے کہ جو مال کو جمع کرتا ہے اور گن گن کر رکھتا ہے ایسی آگ میں بند کر دیا جائے گا جو دلوں کو جا لپٹے گی۔

پاکستان کے بعض مسلمان بھائی جو اسلامی بینکاری کو اسلامی جمہوریہ پاکستان میں رائج کرنے میں مصروف ہیں اگر ان میں سے کسی کے ہاتھ ہماری یہ کتاب لگ جائے تو ان سے ہم یہی درخواست کریں گے کہ ایک دفعہ اپنے مذہبی عقائد و نظریات کے ساتھ ساتھ قرآن کے احکامات و ہدایات کو بھی ضرور دیکھیں۔ قرآن کے احکام ناقابلِ تردید اور ناقابلِ ترمیم ہیں۔ کسی آیت کی شانِ نزول کچھ ہی کیوں نہ ہو، آج یہ قرآن ہمارے لیے ہے اور ہم اس پر انفرادی اور اجتماعی طور پر عمل کرنے کے پابند ہیں۔ مثال کے طور پر الشعراء کی آیات اور ان میں دیئے گئے احکام کو دیکھئے اور سوچیے ان آیات میں حضرت شعیب علیہ السلام اپنی قوم کو اللہ کی طرف سے حکم دے رہے ہیں کہ:

اور ترازو سیدھی رکھ کر تولا کرو۔ اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم نہ دیا کرو اور ملک میں فساد نہ کرتے پھرو۔ (الشعراء: 183-182)

ان آیات میں واضح ترین الفاظ میں حکم دیا گیا ہے کہ ناپ تول پورا کرو۔ حضرت شعیبؑ نے جو حکم اپنی قوم کو دیا آج امتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اس حکم پر عمل کرنے کے پابند ہیں۔ ہم یہ کہہ کر اپنی جان نہیں چھڑا سکتے کہ صاحب یہ حکم تو

حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم کو دیا تھا۔
اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جہنم میں داخل کر دیتا ہے جو اس کی بات نہ مانتا ہو۔
حضرت شعیبؑ نے اپنی قوم کو جو ہدایت دی تھی اس کی مزید وضاحت کے لیے التطفیف (یا المطففین) کی ان آیات کے ترجمے پر توجہ فرمایئے:

ناپ اور تول میں کمی کرنے والوں کے لیے خرابی ہے۔
جو لوگوں سے ناپ کر لیں تو پورا لیں اور جب ان کو ناپ کر یا تول کر دیں تو کم دیں۔
کیا یہ لوگ نہیں جانتے کہ اٹھائے بھی جائیں گے۔ ایک بڑے دن میں۔
جس دن لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔
سن رکھو کہ بدکاروں کے اعمال سجین میں ہیں۔
اور تم کیا جانو کہ سجین کیا چیز ہے،
(اپنے ہی اعمال میں انسان کس طرح گرفتار ہو جاتا ہے، قید ہو جاتا ہے اس کے اعمال کا) ایک دفتر ہے لکھا ہوا۔
اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی ہے۔
(یعنی) جو انصاف کے دن کو جھٹلاتے ہیں۔ اور اس کو جھٹلاتا وہی ہے جو حد سے نکل جانے والا گناہ گار ہے۔
جب اس کو ہماری آیتیں سنائی جاتی ہیں تو کہتا ہے یہ تو اگلے لوگوں کے افسانے ہیں۔ (المطففین 13-1)

ان آیات و ہدایات کو آپ اسلامی بینکاری کے حوالے سے بھی پڑھیے۔
آپ نے الھمزہ پڑھی، ہم میں سے بہت سے لوگوں کو زبانی یاد بھی ہوگی۔ اس سے پہلے التکاثر بھی ہے۔ یہ بھی اکثر مسلمانوں کو یاد رہتی ہے۔

اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ۝ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ۝ (التکاثر 2-1)

(لوگو) تم کو (مال کی) بہت سی طلب نے غافل کر دیا۔ یہاں تک کہ تم نے قبریں جا دیکھیں۔

ہم اپنے پڑھنے والوں سے ہمیشہ یہ درخواست کرتے رہتے ہیں کہ جب بھی ہماری کتابیں پڑھیں یا قرآن ہی کیوں نہ پڑھیں آپ کے ہاتھ میں قلم اور نوٹ بک ضرور ہونا چاہیے تا کہ آپ لکھ لکھ کر پڑھیں، پڑھ پڑھ کر لکھیں۔ اس طرح آپ کو آیات بھی یاد ہوتی جائیں گی۔ آپ کو معلوم ہی ہوگا کہ قرآن میں ایک سو چودہ سورتیں CHAPTERS ہیں جن میں آخری دو سپاروں کی سورتوں کو آپ پڑھیں گے تو اس میں پورے قرآن کی تعلیمات کو مختصر طور پر دہرایا گیا ہے۔

ہم بات کر رہے تھے کہ جو حکم گزشتہ قوموں کے رسولوں نے اپنی قوموں کو دیا تھا وہ احکام ایسے بھی ہیں کہ جن پر آج ہم عمل کرنے کے پابند ہیں۔ جیسا کہ حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا تھا کہ ناپ تول میں کمی نہ کرو۔ یہ CAPITALISTIC SYSTEM OF ECONOMIC معاشیات کے نظام سرمایہ داری کا اصول ہے کہ زیادہ سے زیادہ لو اور کم سے کم دو۔

کوئی بھی اس بات پر رضا مند نہ ہوگا کہ اس سے زیادہ سے زیادہ لیا جائے اور بدلے میں کم سے کم دیا جائے۔ ادلا بدلا برابر برابر کا ہو تو زیادہ اچھی بات کہلائے گی یا اگر اللہ تعالیٰ کے طریقے پر چلتے ہوئے کم سے کم لے کر زیادہ سے زیادہ دیا جائے تو اس سے بہترین بات اور کیا ہو سکتی ہے۔

جو لوگ اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان (کے مال) کی مثال اس دانے کی سی ہے جس سے سات بالیں اگیں اور ہر ایک بال میں سو سو دانے ہوں اور اللہ جس (کے مال) کو چاہتا ہے زیادہ کرتا ہے وہ واسع اور علیم ہے۔(البقرہ:261)

اس کے فوراً بعد کہا:

جو لوگ اپنا مال اللہ کے رستے میں صرف کرتے ہیں پھر اس کے بعد نہ اس

خرچ کا (کسی پر) احسان رکھتے ہیں اور نہ (کسی کو) تکلیف دیتے ہیں ان کا صلہ ان کے رب کے پاس (تیار) ہے اور نہ ان کو کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔(البقرہ:262)

تھوڑا سا دینا اور ہاتھ روک لینا:

اللہ تعالیٰ کم سے کم لے کر زیادہ سے زیادہ دیتا ہے۔ہمیں بھی یہ حکم ہے کہ زیادہ سے زیادہ دوسروں کو دیا جائے نہ صرف یہ کہ جو زائد از ضرورت ہے سب کا سب عوامی فلاح و بہبود PUBLIC WELFARE کے لیے دوسروں کے لیے کھلا چھوڑ دیا جائے:

یہ بھی تم سے پوچھتے ہیں کہ (اللہ کی راہ میں) کون سا مال خرچ کریں کہہ دیجئے کہ جو ضرورت سے زیادہ ہو (جو بچے سب کا سب)۔اس طرح اللہ تمہارے لئے اپنے احکام کھول کھول کر بیان فرماتا ہے تاکہ تم سوچو۔ (یعنی) دنیا اور آخرت (کی باتوں) میں۔(البقرہ:220-219)

کنجوسی کرنے والے اور کم دینے والے اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں آتے۔کنجوسی کرنے والے، دوسروں کو کم سے کم دینے والے اچھے لوگ نہیں کہلائے جا سکتے۔ النجم کی آیات 34-33 کو سیاق و سباق سے پڑھیے جس میں آپ پڑھیں گے:

اَفَرَءَيْتَ الَّذِىْ تَوَلّٰى ۝ وَاَعْطٰى قَلِيْلًا وَّاَكْدٰى ۝ (النجم:34-33)

بھلا تم نے اس شخص کو دیکھا جس نے منہ پھیر لیا۔اور تھوڑا سا دیا (پھر) ہاتھ روک لیا۔

شیطان، یعنی انسان کے اپنے سرکش جذبات اس کو مال خرچ کرنے سے روکتے ہیں جس کے لیے اس طرح کہا گیا کہ شیطان تم کو تنگدستی کا خوف دلاتا ہے اور کنجوسی کرنا سکھاتا ہے۔(کنجوسی بھی فحاشی کے زمرے میں آتی ہے) (البقرہ:268)

ایک بار اور یاد کروا دیں کہ قرآن کے احکامات ہر مومن و مسلم فرد کے لئے ہے، پورے مسلم معاشرے کے لئے ہیں، سب کو مل کر عمل کرنا ہوگا۔

سوچئے کہ ہمارے پاس رکھے مال کا صحیح مصرف کیا ہونا چاہیے۔اللہ کے دین کو کسی معاشرے میں عملاً نافذ کرنے کے لیے جان اور کھیتی کے نقصان کے ساتھ

ساتھ اموال کا نقصان بھی ہوتا ہے، اس طرح کا " نقصان " ہی ہمارے مال و دولت کا صحیح مصرف ہے۔ (البقرہ:155) عملِ صالح یہی ہے کہ مال و دولت سے محبت کے باوجود اسے ضرورت مندوں کی ضروریات پوری کرنے کے لیے صرف کیا جائے۔ (البقرہ:177 اور العمران:92)

ہم یہ بات دہرا دہرا کر کہتے رہے ہیں کہ قرآن کو آپ توجہ کے ساتھ پڑھیں گے تو اس میں دو ایسے احکام آپ کو تکرار کے ساتھ ملیں گے کہ ایک یہ کہ اپنا مال و دولت ضرورت مندوں کو دو اور دوسرا یہ کہ سوچ سمجھ اور عقل و فکر سے کام لو۔

دیکھیے النساء: 37-36۔ جس میں آپ کو یہ ملے گا جو خود بھی کنجوسی کریں اور دوسروں کو بھی کنجوسی سکھائیں اور جو مال اللہ نے ان کو اپنے فضل سے عطا کیا ہے اسے چھپا چھپا کر رکھیں،

مزید دیکھیے اسی النساء کی اگلی آیات نمبرز 40-38 جس میں آپ پڑھیں گے کہ جو کچھ ان کو اللہ نے عطا فرمایا تھا اگر اس میں سے خرچ کر دیتے تو ان کا کیا نقصان ہوتا؟

مال و دولت کا صحیح استعمال:

1۔ اپنے مال و دولت کو اللہ کے حکم کے مطابق خرچ کرنا فرض ہے۔ انسان اپنی جان کے ساتھ ساتھ اپنے مال کا مالک نہیں ہے بلکہ امین ہوتا ہے۔ (ہود:87)

2۔ مال و دولت اس بات کی آزمائش ہے کہ ہم اپنا مال کس قدر قربان کر سکتے ہیں۔ (البقرہ:155)

3۔ اگر ایسا نہ کیا گیا، یعنی اسلامی نظام کے لیے خرچ نہ کیا گیا تو یہ اچھی بات نہیں ہے، جن لوگوں نے کنجوسی کی، روزِ قیامت ان کے مال کا طوق بنا کر ان کی گردنوں میں ڈال دیا جائے گا۔ (العمران:180) مزید دیکھیے العمران:181

4۔ اچھا کام یہ ہے کہ مال و دولت سے محبت کے باوجود ضرورت مندوں کی

ضروریات پوری کی جائیں۔(العمران:92اورالبقرہ:177،الدھر:11-8)

5۔ مال اور جان سے جہاد کرنا ایسی تجارت ہے جس میں کبھی نقصان نہیں ہوتا۔(الصف:12-10)

6۔ غلاموں کو آزاد کرنے کے لیے اپنا مال خرچ کرو۔(التوبہ:60)

7۔ اللہ مومنوں سے ان کی جانیں اور ان کے اموال خرید لیتا ہے اور بدلے میں جنت عطا فرماتا ہے۔مومن مال کا امین ہوتا ہے۔(توبہ:111)

8۔ مال امیر لوگوں میں گردش نہیں کرنا چاہیے۔ مال و دولت (سرمائے) کی حیثیت خون کی طرح ہے جس طرح جسم کے ہر حصے میں میں خون کی گردش ہونا چاہئے اسی طرح سرمائے یعنی مال و دولت کو بھی ضرورت کے لحاظ سے پورے معاشرے میں گردش میں رہنا چاہیے۔(الحشر:7)

9۔ مومن کے مال میں سائل و محروم کا حق ہوتا ہے۔ضرورت مند اپنا حق مومنوں سے لے سکتے ہیں۔سوچئے کہ مسلم معاشرے میں ہر فرد مومن ہوتا ہے ہر مومن کا ایک دوسرے پر حق ہوتا ہے۔اسلام میں بھیک کے طور پر دینے کا کوئی تصور نہیں ہے۔(المعارج:27-24)

10۔ ضرورت مندوں کو مال دینے سے مومن کی شخصیت میں پاکیزگی آتی ہے۔(توبہ:103،اللیل:18،الشمس:9)

اللہ کے راستے میں مال دینے کے بہترین نتائج آتے ہیں:

پہلی مثال

1۔ ایک ایک دانے کے بدلے میں سات سات بالیاں اور ہر بالی میں سو سو دانے یعنی ایک دانے کے بدلے میں سات سو دانے۔(البقرہ:261)

دوسری مثال

2۔ اس باغ کی سی ہے جو اونچی جگہ پر ہو اور ہلکی سی بارش پڑنے پر دگنا پھل دے۔(البقرہ:265)

تیسری مثال

3۔ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والوں کو وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ کوئی خوف نہیں ہوگا۔ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ اور نہ ہی وہ غمگین (اور مایوس) ہوں گے۔ (خوف کا نتیجہ غم اور مایوسی ہوتا ہے۔)(البقرہ:274)

جائز ذرائع سے حاصل کیا گیا مال و دولت اللہ کی نعمت ہے

1۔ مال و دولت کی فراوانی اللہ کی نعمت ہے۔(بنی اسرائیل:6،نوح:12)

2۔ حضرت سلیمان کو بھی مال و دولت سے نوازا گیا۔(النمل:36)

3۔ اللہ نے رسول اللہ کو تنگ دست پایا تو غنی کر دیا۔(ضحیٰ:8-6)

4۔ اللہ نے مومنین کو کافروں کے مال کا مالک بنا دیا۔(الاحزاب:27)

5۔ مال و دولت ایسے لوگوں کی تحویل میں نہیں ہونا چاہیے جن کے پاس عقل وفکر نہ ہو۔(النساء:5)

6۔ مال و دولت قابلِ نفرت چیز نہیں ہے۔(العمران:14)

7۔ مال و دولت کی زیادتی سے یہ نہیں سمجھ لینا چاہیے کہ کوئی اللہ کے پاس بھی مقبول ہو گیا۔(المومنون:55،سبا:37)

8۔ مال و دولت اور بیٹے دنیا کی زندگی کی زینت (اور رونق) ہے لیکن باقی رہنے والی چیز نیک عمل (اعمال صالحہ) ہے۔(الکھف:46)

مال و دولت کا غلط استعمال تباہی لاتا ہے:

1۔ اللہ کی راہ میں مال خرچ کرو اگر تم نے اللہ کی راہ میں مال خرچ نہ کیا تو ہلاک ہو جاؤ گے یعنی تباہ و برباد ہو جاؤ گے۔ (البقرہ: 195)

2۔ مال و دولت بہت بڑی آزمائش ہے۔ (الانفال: 28)

3۔ اس آزمائش پر پورا نہ اترنے والوں پر تباہی آتی ہے، ان پر تباہی آتی ہے جو مال اللہ کے حکم کے مطابق صرف نہ کریں۔ (توبہ: 24 اور 35)

4۔ اگر انسان اللہ کا حکم نہ مانے، قرآن کے احکام پر نہ چلے تو مال و دولت کی کثرت اس کو حق کی مخالفت پر آمادہ کر دیتی ہے۔ (القلم: 15-10، نوح: 21)

5۔ انسان ناشکر گزار ہے اور وہ جانتا بھی ہے کہ وہ ناشکرا ہے، جانتے بوجھتے ناشکرا اس لیے بن جاتا ہے کہ مال و دولت سے زیادہ محبت کرتا ہے۔ (عادیات: 9-6)

6۔ مال و دولت کی زیادتی سے یہ مطلب نہیں ہوتا کہ انسان کا علم بھی زیادہ ہو گیا ہے۔ کسی کام کو کروانے کے لئے انتخاب کرتے وقت علم اور کام کرنے کی صلاحیت اور اہلیت دیکھی جاتی ہے نہ کہ کسی کے پاس دولت کی فراوانی دیکھی جائے گی۔ (البقرہ: 247)

7۔ جب انسانوں کے سامنے قرآن کا نظریہء حیات نہ ہو اور نہ ہی آخرت کا یقین تو ایسے میں ہر شخص ایک دوسرے سے زیادہ سے زیادہ مال و دولت میں آگے بڑھنا چاہتا ہے۔ (الحدید: 21-20)

8۔ دکھاوے کی خاطر، ریاکاری کرتے ہوئے مال خرچ کرنے سے کوئی اجر نہیں ملے گا۔ (البقرہ: 264، الماعون پوری پڑھیں)

9۔ دولت کو اللہ کے حکم کے مطابق تعمیری کاموں میں خرچ کرنا چاہیے۔ مخالفت میں مال خرچ کرنے سے مال ضائع ہو جاتا ہے۔ (البلد: 6 سیاق و سباق سے پڑھیے)۔

10۔ منافقین کو اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنا بھاری پڑتا ہے۔(التوبہ:81)

ایک دوسرے کا مال ناجائز طریقے سے نہ کھاؤ:

1۔ یتیموں کے مال کی حفاظت کرو۔(النساء:2,6,10)

2۔ یتیموں کا مال ناجائز طور پر نہ کھاؤ۔(الانعام:152)
مزید دیکھیے، بنی اسرائیل:34

3۔ ایک دوسرے کا مال ناجائز نہ کھاؤ نہ ہی بطور رشوت سرکاری افسروں/حکام تک پہنچاؤ۔(البقرہ:188، النساء:29)

4۔ یہودی ایک دوسرے کا مال ناجائز طریقے سے کھاتے تھے۔ان کے لیے عذاب ہوگا۔(النساء:161)مزید دیکھیے، آلعمران:75

5۔ مومنو!(اہل کتاب کے)بہت سے عالم اور مشائخ لوگوں کا مال ناحق کھاتے اور(ان کو)اللہ کی راہ سے روکتے ہیں اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور اس کو اللہ کے رستے میں خرچ نہیں کرتے ان کو اس دن کے عذاب الیم کی خبر سنا دو۔جس دن وہ (مال)جہنم کی آگ میں(خوب)گرم کیا جائے گا پھر اس سے ان (بخیلوں)کی پیشانیاں اور پہلو اور پیٹھیں داغی جائیں گی(اور کہا جائے گا کہ)یہ وہی ہے جو تم نے اپنے لیے جمع کیا تھا سو جو تم جمع کرتے تھے(اب)اس کا مزہ چکھو۔(التوبہ:34-35)

چند مزید آیات کا ترجمہ پڑھیے:

1۔ حضرت نوح علیہ السلام اپنی قوم کے بارے میں بتا رہے ہیں کہ یہ لوگ ایسوں کے تابع ہوئے ہیں جن کو

ان کے مال اور اولاد نے

نقصان کے سوا کچھ فائدہ نہیں دیا۔ (نوح: 21)

2۔ اللہ (جو معبود برحق ہے اس) کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ تو مومنوں کو چاہیے کہ اللہ ہی پر بھروسا رکھیں۔

مومنو! تمہاری عورتوں اور اولاد میں سے بعض تمہارے دشمن (بھی) ہیں

سو ان سے بچتے رہو اور اگر معاف کر دو اور درگزر کرو اور ان کو بخش دو تو اللہ بھی غفور و رحیم ہے۔ تمہارا مال اور تمہاری اولاد تو آزمائش ہے اور اللہ کے ہاں بڑا اجر ہے۔ سو جہاں تک ہو سکے اللہ سے ڈرو اور (اس کے احکام کو) سنو اور (اس کے) فرمانبردار رہو اور (اس کی راہ میں) خرچ کرو (یہ) تمہارے حق میں بہتر ہے اور جو شخص طبیعت کے بخل سے بچایا گیا تو ایسے ہی لوگ راہ پانے والے ہیں۔ (التغابن: 16-13)

3۔ **مومنو! تمہارا مال اور اولاد**

تم کو اللہ کی یاد سے غافل نہ کر دے اور جو ایسا کرے گا تو وہ لوگ خسارہ اٹھانے والے ہیں۔ اور جو (مال) ہم نے تم کو دیا ہے اس میں سے اس (وقت) سے پیشتر خرچ کر لو کہ تم میں سے کسی کی موت آ جائے تو (اس وقت) کہنے لگے کہ اے میرے رب تو نے مجھے تھوڑی سی اور مہلت کیوں نہ دی تاکہ میں خیرات کر لیتا اور نیک لوگوں میں داخل ہو جاتا۔ اور جب کسی کی موت آ جاتی ہے تو اللہ اس کو ہرگز مہلت نہیں دیتا اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے خبردار ہے۔ (المنافقون: 11-9)

4۔ **قیامت کے دن نہ تمہارے رشتے ناتے کام آئیں گے اور نہ اولاد۔** اس روز وہی تم میں فیصلہ کرے گا اور جو کچھ تم کرتے ہو، اللہ اس کو دیکھتا ہے۔(الممتحنہ:3)

5۔ (جہنم کی آگ میں جلنے والوں کے لئے کہا جارہا ہے) اللہ کے سامنے **نہ توان کا مال ہی کچھ کام آئے گا اور نہ ہی اولاد۔**(المجادلہ:17)

6۔ اور جولوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد بھی ایمان میں ان کے پیچھے چلی **ہم ان کی اولاد کو بھی ان (کے درجے) تک پہنچادیں گے** اور ان کے اعمال میں سے کچھ کم نہ کریں گے۔ ہر شخص اپنے اعمال میں پھنسا ہوا ہے۔(الطور:21)

7۔ اور ہم نے انسان کو اپنے والدین کے ساتھ بھلائی کرنے کا حکم دیا۔اس کی ماں نے اس کو تکلیف سے پیٹ میں رکھا اور تکلیف ہی سے جنا اور اس کا پیٹ میں رہنا اور دودھ چھوڑنا ڈھائی برس میں ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ جب خوب جوان ہوتا اور چالیس برس کو پہنچ جاتا ہے تو کہتا ہے کہ اے میرے رب مجھے توفیق دے کہ تو نے جو احسان مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کئے ہیں ان کا شکر گزار ہوں اور یہ کہ نیک عمل کروں جن کو تو پسند کرے اور **میرے لیے میری اولاد میں اصلاح (وتقویٰ) دے۔** میں تیری طرف رجوع کرتا ہوں اور میں فرمانبرداروں میں ہوں۔(الاحقاف:15)

8۔ اور ہم نے کسی بستی میں کوئی ڈرانے والا نہیں بھیجا مگر وہاں کے خوش حال

لوگوں نے کہا کہ جو چیز تم دے کر بھیجے گئے ہو ہم اس کے قائل نہیں۔ اور (یہ بھی) کہنے لگے کہ

ہم بہت سا مال اور اولاد رکھتے ہیں اور ہم کو عذاب نہیں ہوگا۔

کہہ دیجئے کہ میرا رب جس کے لیے چاہتا ہے روزی فراخ کر دیتا ہے اور (جس کے لیے چاہتا ہے) تنگ کر دیتا ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

اور تمہارا مال اور اولاد ایسی چیز نہیں کہ تم کو ہمارا مقرب بنا دیں

ہاں (ہمارا مقرب وہ ہے) جو ایمان لایا اور عمل نیک کرتا رہا ایسے ہی لوگوں کو ان کے اعمال کے سبب دگنا بدلہ ملے گا اور وہ خاطر جمع سے بالا خانوں میں بیٹھے ہوں گے۔ (سبا:37-34)

9۔ (اور از راہ طنز) کہنے لگا کہ دیکھ تو یہی وہ ہے جسے تو نے مجھ پر فضیلت دی ہے اگر تو مجھ کو قیامت کے دن تک کی مہلت دے تو میں تھوڑے سے شخصوں کے سوا اس کی (تمام) اولاد کی جڑ کاٹتا رہوں گا۔ اللہ نے فرمایا (یہاں سے) چلا جا جو شخص ان میں سے تیری تابعداری کرے گا تو تم سب کی جزا جہنم ہے (اور وہ) پوری سزا (ہے)۔ اور ان میں سے جس کو بہکا سکے اپنی آواز سے بہکاتا رہ اور ان پر اپنے سواروں اور پیادوں کو چڑھا کر لاتا رہ

اور ان کے مال اور اولاد میں شریک ہوتا رہ

اور ان سے وعدے کرتا رہ اور شیطان جو وعدے ان سے کرتا ہے سب دھوکا ہے۔ جو میرے مخلص بندے ہیں ان پر تیرا کچھ زور نہیں اور (اے پیغمبر) تمہارا رب کارساز کافی ہے۔ (بنی اسرائیل:66-62)

10۔ **اور اپنی اولاد کو مفلسی کے خوف سے قتل نہ کرنا**

(کیونکہ) ان کو اور تم کو ہم ہی رزق دیتے ہیں کچھ شک نہیں کہ ان کا مار
ڈالنا بڑا سخت گناہ ہے۔ (بنی اسرائیل: 31)

11۔ اے رب! مجھ کو (ایسی توفیق عنایت) کر کہ الصلوٰۃ قائم کرتا رہوں
اور میری اولاد کو بھی (یہ توفیق بخش)
اے رب! میری دعا قبول فرما۔ (ابراہیم: 40)

12۔ اور جو اپنے رب کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے (مصائب پر) صبر کرتے ہیں اور الصلوٰۃ قائم کرتے ہیں اور جو (مال) ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے پوشیدہ اور ظاہر خرچ کرتے ہیں اور نیکی سے برائی کو دور کرتے ہیں یہی لوگ ہیں جن کے لیے عاقبت کا گھر ہے۔ (یعنی) ہمیشہ رہنے کے باغات جن میں وہ داخل ہوں گے
اور ان کے باپ دادا اور بیبیوں اور اولاد میں سے
جو صالح ہوں گے وہ بھی۔ (الرعد: 23-22)

13۔ **تم ان کے مال اور اولاد سے تعجب نہ کرنا**۔ اللہ چاہتا ہے کہ ان چیزوں سے دنیا کی زندگی میں ان کو عذاب دے اور (جب) ان کی جان نکلے تو (اس وقت بھی) وہ کافر ہی ہوں۔ (التوبہ: 55)

14۔ اللہ نے منافق مردوں اور منافق عورتوں اور کافروں سے آتش جہنم کا وعدہ کیا ہے جس میں ہمیشہ (جلتے) رہیں گے وہی ان کے لائق ہے اور اللہ نے ان پر لعنت کر دی ہے اور ان کے لیے ہمیشہ کا عذاب (تیار)

ہے۔ (تم منافق لوگ) ان لوگوں کی طرح ہو جو تم سے پہلے ہو چکے ہیں
وہ تم سے بہت طاقتور اور مال و اولاد میں کہیں زیادہ تھے
تو وہ اپنے حصے سے بہرہ یاب ہو چکے سو جس طرح تم سے پہلے لوگ اپنے حصے سے فائدہ اٹھا چکے ہیں اسی طرح تم نے اپنے حصے سے فائدہ اٹھا لیا اور جس طرح وہ باطل میں ڈوبے رہے اس طرح تم باطل میں ڈوبے رہے یہ وہ لوگ ہیں جن کے اعمال دنیا اور آخرت میں ضائع ہو گئے اور یہی نقصان اٹھانے والے ہیں۔ (التوبہ: 69-68)

15۔ **اور ان کے مال اور اولاد سے تعجب نہ کرنا۔**
ان چیزوں سے اللہ یہ چاہتا ہے کہ ان کو دنیا میں عذاب کرے اور (جب) ان کی جان نکلے تو (اس وقت بھی) یہ کافر ہی ہوں۔ اور جب کوئی سورت نازل ہوتی ہے کہ اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول کے ساتھ ہو کر لڑائی کرو تو جو ان میں دولت مند ہیں وہ تم سے اجازت طلب کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں تو رہنے ہی دیجیے کہ جو لوگ گھروں میں رہیں گے ہم بھی ان کے ساتھ رہیں۔ (التوبہ: 86-85)

16۔ اے ایمان والو! نہ تو اللہ اور رسول کی امانت میں خیانت کرو اور نہ اپنی امانتوں میں خیانت کرو اور تم (ان باتوں کو) جانتے ہو۔
اور جان رکھو کہ تمہارا مال اور اولاد بڑی آزمائش ہے
اور یہ کہ اللہ کے پاس (نیکیوں کا) بڑا ثواب ہے۔ (الانفال: 28-27)

17۔ جو لوگ کافر ہیں

ان کے مال اور اولاد اللہ کے عذاب کو ہرگز نہیں ٹال سکیں گے

اور یہ لوگ اہل دوزخ ہیں کہ ہمیشہ اسی میں رہیں گے۔ یہ جو مال دنیا کی زندگی میں خرچ کرتے ہیں اس کی مثال ہوا کی سی ہے جس میں سخت سردی ہو اور وہ ایسے لوگوں کی کھیتی پر جو اپنے آپ پر ظلم کرتے تھے چلے اور اسے تباہ کر دے اور اللہ نے ان پر کچھ ظلم نہیں کیا بلکہ یہ خود اپنے اوپر ظلم کر رہے ہیں۔ (العمران: 116-117)

18۔ اے رب ہم کو اپنا فرمانبردار بنائے رکھنا اور

ہماری اولاد میں سے بھی ایک گروہ کو اپنا اطاعت گزار بنا

اور (اے رب) ہمیں ہمارے طریقہ عبادت بتا اور ہمارے حال پر (رحم کے ساتھ) توجہ فرما۔ بے شک تو التواب کے ساتھ ساتھ الرحیم بھی ہے۔ (البقرہ: 128) مزید دیکھئے، الانعام: 116-117

19۔ جو لوگ کافر ہوئے

نہ تو ان کا مال ہی اللہ سے ان کو بچا سکے گا اور نہ ہی ان کی اولاد

یہ لوگ وَقُوْدُ النَّارِ جہنم کی آگ کا ایندھن ہوں گے (یعنی ان کی وجہ سے جہنم میں آگ جلے گی۔ ان کا داخلہ جہنم میں بطور ایندھن کے ہوگا۔ یہ اپنی آگ کے سامان بن کر جہنم میں یعنی النار میں ہوں گے) (العمران: 10)

فی سبیل اللہ

السبیل السبیلۃ: اس کا مطلب ہے راستہ، ایسا راستہ جس میں سختی نہ ہو۔
سبل، السبیل کی جمع ہے۔**فی سبیل اللہ**، یہ قرآن کریم کی ایک خاص اصطلاح ہے۔مومن اور مجاہد کا ہر کام فی سبیل اللہ ہوتا ہے۔فی سبیل اللہ کام کرنے کا مطلب ہے کہ اللہ کے بتائے ہوئے، اصول اور قوانین کے مطابق زندگی گزارنا۔اللہ اور رسولؐ کی اطاعت کرتے ہوئے صراطِ مستقیم پر چلنا، گویا صراطِ مستقیم ہی سبیل اللہ ہے۔
طاغوت، قرآن میں ایک لفظ طاغوت آپ نے ضرور پڑھا ہوگا۔
طاغوت کا مطلب ایسی حکومت جو عوام کو اپنے خود ساختہ احکام کے مطابق چلائے۔ اپنے باطل اور جھوٹے نظام کی تابعداری کروائے۔اللہ کی بتائی ہوئی حدود سے باہر آجائے۔طغیانی (سیلاب) کا مطلب یہ ہے کہ دریا سرکش ہو کر اپنے کناروں سے باہر آجائے۔طاغوت کی مثال فرعون ہے (طٰہٰ: 43) کہ وہ اپنی بے لگام طاقت کے ساتھ اپنے عوام کو غلام بنا کر رکھتا تھا۔اللہ نے حکم دیا کہ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ج ...... (النحل: 36) ہم نے ہر اُمت میں رسول بھیجا کہ (وہ لوگوں کو بتائیں کہ) اللہ کے احکام پر چلیں (عبادت کریں) اور طاغوت سے اجتناب کریں۔(مزید دیکھئے، البقرہ: 256)
کافر اور مومن کا فرق سمجھنے کے لئے اس پر غور کریں کہ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ج ..... جو مومن ہیں وہ فی سبیل اللہ جنگ کرتے ہیں۔..... وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ الطَّاغُوْتِ ... (النساء: 76) اور جو کافر ہیں وہ سبیل الطاغوت جنگ کرتے ہیں۔یعنی طاغوت کے لئے جنگ کرتے ہیں۔طاغوت یا سرکش لوگ "اَوْلِيَآءَ الشَّيْطٰنِ" ہیں۔شیطان کے اولیاء یعنی دوست ہوتے ہیں تو تم ان شیطان کے دوستوں ''طاغوت'' سے جنگ کرو۔مومن اپنے کام فی سبیل اللہ کرتا ہے اور

کافر اپنے کام فی سبیل الطاغوت کرتے ہیں۔

سبیل اللہ یعنی اللہ کے راستے، صراطِ مستقیم پہ چلنے کے لئے، اللہ کے بتائے ہوئے اصول وقوانین کی اطاعت کے لئے اللہ کے دین یا نظام کو قائم کرنے اور رکھنے کے لئے انسانی بھلائی کے کاموں کے لئے ''طاغوت'' سے مقابلہ کرنا۔

انفاق فی سبیل اللہ (البقرہ: 262) اللہ کے راستے میں اپنا مال و دولت کھلا رکھنا۔ اسی طرح خرچ کرنا یا کھلا رکھنا کہ نہ تو کسی پر احسان دھریں اور نہ ہی کسی کو تکلیف دیں۔شکریہ بھی طلب نہ کریں۔(مزید دیکھئے، الدھر: 11-8، الانفال: 60)

انفاق فی سبیل اللہ، اللہ کے راستے میں اپنا مال و دولت خرچ کرنے کا مطلب یہ بھی ہے کہ ''اللہ کو قرض دینا''

وَمَا لَكُمْ أَلَّا تُنفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلِلَّهِ مِيرَاثُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ لَا يَسْتَوِي مِنكُم مَّنْ أَنفَقَ مِن قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ ۚ أُولَٰئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِينَ أَنفَقُوا مِن بَعْدُ وَقَاتَلُوا ۚ وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ ۚ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ۝ مَّن ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضَاعِفَهُ لَهُ وَلَهُ أَجْرٌ كَرِيمٌ ۝ (الحدید: 11-10)

اور تم کو کیا ہوا ہے کہ اللہ کے راستے میں (فی سبیل اللہ) خرچ نہیں کرتے۔اس کے بعد والی آیت میں ہے کہ کون ہے جو اللہ کو قرضِ حسنہ دے تو جو اللہ کو قرض حسناً دے گا تو وہ اس کو دگنا کرکے (واپس) دے گا۔(نہ صرف یہ بلکہ) ان کے لئے اجرِ کریم بھی ہے۔

ابن السبیل مسافر کو کہتے ہیں کیونکہ وہ السبیل یعنی راستے پر چلتے ہوئے اپنی مسافت طے کرتا ہے۔مومن کے مال میں مسافروں یعنی ''ابن السبیل'' کا بھی حصہ ہوتا ہے۔یعنی یہ اللہ کا حکم ہے کہ اپنے مال میں سے مسافروں کی بھی مدد کرو۔ مسافروں کی مدد کرنے کا حکم اس لئے ہے کہ عام طور پر مسافروں کا روپیہ پیسہ وغیرہ دورانِ سفر ختم ہو جاتا ہے۔

ابن السبیل ان کو بھی کہا جائے گا جو کسی شہر یا ملک میں عارضی طور پر قیام پذیر ہوں آج کل کہ اصطلاح میں ان کو NON RESIDENCE کہا جاتا ہے۔

کہہ دیجئے کہ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہونا اللہ تمام برے کاموں کے برے اثرات سے بچانے والا یعنی مغفرت کرنے والا ہے اور اس سے پہلے کہ تم پر عذاب آ واقع ہو۔ اپنے رب کی طرف رجوع کرو اور اس کے فرمانبردار ہو جاؤ۔ پھر تم کو مدد نہیں ملے گی۔ اور اس سے پہلے کہ تم پر ناگہاں عذاب آ جائے اور تم کو خبر بھی نہ ہو اس نہایت اچھی (کتاب) کی جو تمہارے رب کی طرف سے تم پر نازل ہوئی ہے پیروی کرو۔ (الزمر:55-53)

اور انسانوں میں کوئی ایسا بھی ہے کہ اللہ کی مرضی حاصل کرنے کے لئے (اللہ کو) اپنی جان بیچ ڈالتا ہے اور اللہ (بھی اپنے) بندوں کے لئے رؤف ہے۔(البقرہ:207)

اللہ کی رضا: رضائے خداوندی

ہم جب بھی صحابہ کرام کا نام لیتے ہیں تو رضی اللہ تعالیٰ عنہ ضرور کہتے ہیں، رضی اللہ میں لفظ رضی عربی زبان کا بنیادی لفظ ROOT WORD ہے۔

رَضِیَ ، مَرضِیَ، رِضواناً، رِضاً، رِضیً، مرضات

ان کے معنی ہیں پسند کرنا۔ کسی بات کو ٹھیک اور صحیح ماننا۔ دو آدمیوں کا کسی بات پر اتفاق کرنا۔ ایک دوسرے کے ساتھ رضامندی AGREEMENT کا اظہار کرتے ہوئے راضی خوشی کام کرنا۔ رضامند ہو جانا۔ دل کی خوشی کے ساتھ کام کرنا بغیر کسی مجبوری دباؤ اور زور کے اپنے دل کی خوشی کے ساتھ کسی کام کو کرنے کے لئے تیار ہو جانا یا تیار رہنا۔

(1) ..... وَ رَضِیتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ..... (المائدہ:3) (اور اللہ نے) تمہارے لئے اسلام کو بطور دین پسند کیا۔ (النور کی آیت:55 بھی دیکھ لیں)

(2) مومنوں کے لئے کہا گیا۔

لَیُدْخِلَنَّهُمْ مُّدْخَلًا یَّرْضَوْنَهٗ ..... (الحج:59) اللہ مومنوں کو ایسے مقامات سے داخل کرے گا جسے وہ پسند کریں گے۔

(3) اِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ عَنْكُمْ وَلَا یَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ وَاِنْ تَشْكُرُوْا یَرْضَهُ لَكُمْ (الزمر:7) اگر تم کفر کرو گے تو اللہ بھی غنی ہے، وہ اپنے بندوں کے لئے کفر پسند نہیں کرتا اگر شکر گزار ہو گے تو وہ بھی اس شکر گزاری کو تمہارے لئے پسند کرے گا۔

(4) ..... قِبْلَةً تَرْضٰهَا ..... (البقرہ:144) جس قبلے کو تم پسند کرتے ہو۔

(5) حضرت اسماعیل کے بارے میں کہا گیا کہ وہ ..... وَ كَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ

مَرْضِيًّا..... (مریم:55) اور وہ اپنے رب کے نزدیک پسندیدہ تھے۔

(6) روزِ قیامت مومنوں کے چہرے خوشی سے روشن ہوں گے۔ لِّسَعْيِهَا رَاضِيَةٌ (الغاشیہ:9) ان کی کوشش یا ان کے اعمال کے نتائج نے ان کو خوش کر دیا۔ اس دن وہ بڑے خوش دل ہوں گے۔

(7) مومن کا مقام النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ کے ساتھ ساتھ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً (الفجر:28-27) ہے کہ جس سے اللہ راضی ہو اور وہ خود بھی اللہ سے راضی ہو، یعنی مومن ایسے کام کرتا ہے جو کہ اللہ کے احکام کے مطابق AGREED اور APPROVED ہوتے ہیں، پسندیدہ ہوتے ہیں۔

(8) رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً کا نتیجہ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ہوتا ہے۔ یعنی ایسی عیش و عشرت (عیاشی کی زندگی) جس میں اللہ تعالیٰ کا APPROVAL، رضا مندی شامل ہو جس پر اللہ بھی AGREED ہو اور بندہ بھی ایسی زندگی پسند کرے۔ (دیکھئے القارعہ:7 اور الحاقہ 21)

(9) اس آیت کو ذرا توجہ سے دیکھئے۔

يَوْمَئِذٍ لَّا تَنفَعُ الشَّفَاعَةُ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَٰنُ وَرَضِيَ لَهُ قَوْلًا O (طٰہٰ:109)

اس روز کسی کی سفارش کچھ فائدہ نہ دے گی مگر اس شخص کی جسے اللہ اجازت دے اور اس کی بات کو پسند فرمائے۔ (وَرَضِيَ لَهُ قَوْلًا) یعنی جس کو اللہ APPROVAL دے یا اللہ AGREED ہو۔

(10) اس آیت پر بھی توجہ دیجئے۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ ۖ تَبْتَغِي مَرْضَاتَ أَزْوَاجِكَ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ O (التحریم:1)

اے نبی جو چیز اللہ نے تمہارے لئے جائز (حلال) کی ہے تم اس سے کنارہ کشی کیوں کرتے ہو، کیا اپنی بیویوں کی (مرضات) خوشی چاہتے ہو؟ اور اللہ غفور اور رحیم ہے۔

یہاں یہ اصول بیان کیا جا رہا ہے کہ جب اللہ نے ایک چیز حلال جائز کی ہے تو وہی چیز بیوی کی خوشی (یا کسی انسان کی خوشی) حاصل کرنے کے لئے ناجائز نہیں کر سکتے۔

(11) ایک اور اصول الممتحنہ کی آیت نمبر 1 میں بھی بتایا گیا ہے اگر تم اللہ کی مرضی (مرضاتی) پر چلنا چاہتے ہو تو تمہیں اللہ کے دشمنوں سے دوستی نہیں رکھنا چاہیے۔ (ویسے بھی اللہ تعالیٰ کو ہر بات کا علم ہے)

(12) مَرْضَاتِ اللّٰهِ (البقرہ: 207) اللہ تعالیٰ کی پسند، خوشی حاصل کرنے کے لئے (اپنے آپ کو اللہ کے احکام سے راضی AGREE کرتے ہوئے خود کو) بیچ ڈالنا ہے۔

(13) جب کہ وہ لوگ بھی ہیں جو دنیا کی زندگی پر خوش اور اطمینان کے ساتھ وَرَضُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا (یونس: 7) بیٹھے ہیں اور اپنی دنیا کی خوشی کے لئے کام کر رہے ہیں اور اللہ کی آیات سے غافل ہیں۔ ایسے ہی لوگوں کا ٹھکانا ان کے اعمال کی وجہ سے دوزخ (النار) ہے۔

(14) منافق کی حالت یہ ہوتی ہے کہ يُرْضُوْنَكُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ وَ تَاْبٰى قُلُوْبُهُمْ (التوبہ: 8) یہ منہ سے تو تم کو راضی کرتے ہیں (پسند کرتے ہیں خوش کرتے ہیں) لیکن ان کے دل انکار کرتے ہیں۔ (یا دل سے تمہیں پسند نہیں کرتے یا تم سے راضی نہیں ہوتے)

(15) حضرت زکریا نے اپنے لئے بیٹے کی دعا مانگتے ہوئے یہ کہا۔ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا (مریم: 6) اے میرے رب اس کو رَضِيًّا بنانا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اللہ کے احکام پر رضا مندی کے ساتھ عمل کرے یا اس کے طور طریقے اچھے ہوں۔ خوش اطوار ہو۔ رَضِیٌّ کے معنی فرماں بردار بھی کئے جاتے ہیں۔

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ: (المائدہ: 119) آپ نے اکثر یہ سنا ہوگا کہ اچھے کام کرنے سے اللہ خوش ہوتا ہے، (راضی ہوتا ہے) اور خراب کام کریں

گے تو (ناراض) ناخوش ہوتا ہے۔ قانون میں جذبات کا دخل نہیں ہوا کرتا۔ نہ ہی کسی قانون پر عمل کرنے کے نتائج ہماری آرزو اور خواہش کے مطابق بدل سکتے ہیں۔ جس چیز کو ہم اپنے جذبات کے حوالے سے اللہ کی خوشی، اللہ کی رضا یا مرضی کہتے ہیں۔ اس کی وضاحت ہم قرآن مجید کی آیات کے ساتھ ساتھ کر چکے ہیں۔ 'رضیٰ' کے معنی بھی آپ کے سامنے آچکے ہیں۔ ہم جب بھی صحابہ کرام کا نام لیتے ہیں یا لکھتے ہیں تو جہاں کسی صحابی کا نام گرامی آیا تو صحابہ کرام کے نام کے ساتھ ہی یہ جملہ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ فوراً زبان وقلم پر خود بہ خود آجاتا ہے گویا یہ الفاظ ان کے ناموں کا حصہ ہیں۔ اس کا ترجمہ عام طور پر یہ کیا جاتا ہے 'اللہ ان سے خوش اور وہ اللہ سے خوش' اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اللہ اور یہ صحابہ کرام ایک دوسرے سے خوش تھے یہ وہی خوشی تھی کہ جس کا مطلب ہم نے گزشتہ آیات میں واضح کیا ہے کہ رضامندی کا مطلب ایسے کام کرنا کہ جن کو اللہ کا APPROVAL حاصل ہو یعنی اللہ اور بندہ جس پر راضی AGREE ہوں۔

اللہ کی خوشی کو سمجھنا ہو تو ان آیات کو دیکھئے۔

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَ الْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ لا رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ وَ اَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ط ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ O (التوبہ:100)

جن لوگوں نے سبقت کی یعنی سب سے پہلے ایمان لائے مہاجرین میں سے اور انصار میں سے بھی اور جن لوگوں نے حسن و خوبصورتی، توازن (احسان) کے ساتھ اتباع کیا تو ان سے اللہ خوش ہے اور وہ اللہ سے خوش ہیں۔ ان کے لئے باغات تیار ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں اور ہمیشہ ان میں رہیں گے، یہ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ بڑی کامیابی GREAT ACHIEVEMENT ہے۔

اللہ کو 'خوش' کرنا ہو تو ہمیں لازماً وہ کام کرنے ہوں گے جو اللہ کے احکام، قرآن کے مطابق ہوں۔

ایک اور آیت دیکھئے۔

قَالَ اللّٰهُ هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ ط لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ط رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ ط ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ O (المائدہ:119)

اللہ فرمائیں گے کہ آج وہ دن ہے کہ جب صادقین کو ان کی صداقت ہی کام دے گی۔ (صادق کا مطلب ہے اپنے عمل سے سچائی یعنی صداقت کو ثابت کرنے والا) ان کے لئے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔ وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ ان سے خوش ہے اور وہ اللہ سے خوش ہیں۔ یہی بڑی کامیابی GREAT ACHIEVEMENT ہے۔

رضی اللہ عنہم کا مطلب جاننا ہو تو اس آیت کو پوری توجہ کے ساتھ پڑھئے اور ساتھ ہی ساتھ خود کا احتساب بھی کرتے جائیں کہ کیا ہم اور آپ اپنے اپنے اعمال کے مطابق اس قابل ہیں کہ اللہ ہم سے 'خوش' ہو جائے وہ خوشی جو اللہ کے احکامات پر چلنے کا نتیجہ ہوگی۔ جنت اور جہنم اعمال کا بدلہ ہی ہے۔ جنت مفت میں مل جانے والی چیز نہیں ہے۔ اس آیت کو پڑھئے اور قرآن حکیم میں بھی اس کو سیاق و سباق سے دیکھئے اور سمجھئے۔

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ط اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ط وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ط رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ط اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ط اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ O

(المجادلہ:22)

جو لوگ اللہ پر اور روز قیامت پر ایمان رکھتے ہیں تم ان کو اللہ کے دشمنوں سے دوستی کرتے ہوئے نہ دیکھو گے خواہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا خاندان ہی کے لوگ ہوں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان تحریر کر دیا ہے اور 'روح' (یعنی قرآن حکیم کی تائید و نصرت) سے ان کی مدد کی ہے۔ وہ ان کو جنتوں

میں داخل کرے گا۔ جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔ کہ یہ لوگ ہمیشہ ان میں رہیں گے اللہ ان سے خوش اور وہ اللہ سے خوش (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ) یہی لوگ حزب اللہ (اللہ کی پارٹی یا جماعت) ہیں۔ یاد رکھو کہ آخر کار کامیابی 'اللہ کی پارٹی' حزب اللہ کے حصے میں آتی ہے کہ یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

نوٹ: اس آیت میں 'حزب اللہ' ان کو کہا گیا ہے کہ جو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ہیں اس سے قبل آیت نمبر 19 آپ دیکھیں گے تو اس میں حزب الشیطان کا ذکر ملے گا، وہ لوگ جو اللہ اور رسول کی مخالفت کرتے ہیں جن کو آخر کار ذلیل ہونا پڑتا ہے۔

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ کے لیے دیکھیے: المائدہ: 119، التوبہ: 100، المجادلہ: 22 اور البینہ: 8)

دیوانوں کی سی باتیں

یہ کتاب آپ نام نہاد اسلامی بینکاری کے حوالے سے بھی پڑھیں گے۔

ہم سب جانتے ہیں کہ مال و دولت جمع کرنا انبیائے کرام کی سنت یا عادت نہیں تھی۔ قرآنِ مجید میں واضح طور پر حرام اور حلال جائز اور ناجائز کے بارے میں بتا دیا گیا ہے۔ مثلاً چوری چکاری، چھینا جھپٹی، رشوت دینا لینا، ناپ تول میں کمی کرنا، امانت میں خیانت کرنا، یتیموں کا مال ناجائز طریقے سے کھا لینا، ایک دوسرے کا مال ناجائز طریقے سے کھانا، ذخیرہ اندوزی کرنا اور سب سے بڑی حرام خوری اور ناجائز چیز ربو!سود USUARY ہے جس کے لیے کہا گیا کہ جو سود (کا کاروبار) نہیں چھوڑے گا وہ اللہ اور رسول سے جنگ کرتا ہے۔ قرآن مجید میں ناجائز ذرائع سے مال کمانے کی اجازت نہیں ہے۔

قرآن مجید میں جائز ذرائع سے حاصل کیے ہوئے مال و دولت کو جمع کرنے کی اجازت بھی نہیں ہے۔ قرآن میں مال و دولت جمع کرنے والوں کو جتنا برا اور خراب انسان کہا گیا ہے مذاہب عالم میں شاید ہی کہا گیا ہو۔

مومنو! (اہل کتاب کے) بہت سے عالم اور مشائخ لوگوں کا مال ناحق کھاتے اور (ان کو) اللہ کی راہ سے روکتے ہیں اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور اس کو اللہ کے رستے میں خرچ نہیں کرتے، ان کو اس دن کے عذاب الیم کی خبر سنا دو۔ جس دن وہ (مال) جہنم کی آگ میں (خوب) گرم کیا جائے گا پھر اس سے ان (بخیلوں، کنجوس لوگوں) کی پیشانیاں اور پہلو اور پیٹھیں داغی جائیں گی (اور کہا جائے گا کہ) یہ وہی ہے جو تم نے اپنے لیے جمع کیا تھا سو جو تم جمع کرتے تھے (اب) اس کا مزہ چکھو۔ (التوبہ: 35-34)

اس کتاب کے صفحہ نمبر 151 کے مضمون کو جس کا عنوان بخل (کنجوسی) ہے، ایک دفعہ اور پڑھ لیجئے۔

قلندر کے لیے دو حرف لا اِلٰہ ہی کافی ہوتے ہیں۔ درویش اور قلندر بننے سے ہمیں دنیا کی کون سی طاقت روک سکے گی۔ اللہ تعالیٰ نے دو لفظوں میں ہمارے دلوں میں اٹھنے والے اس سوال کا جواب قرآن میں دے دیا کہ جب پوچھا گیا یَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ۬ قُلِ الْعَفْوَ ؕ .... (البقرہ:219) کہ کتنا اور کس قدر مال ہم اللہ کی راہ میں دے سکتے ہیں۔ جواب دیا کہ اے رسول ان کو میری طرف سے کہہ دیجیے قُلِ الْعَفْوَ کہ جو ضرورت سے زیادہ ہو۔ مال و دولت جمع کرنا، چاہے وہ آج کل نام نہاد اسلامی بینکوں میں یا غیر اسلامی کنونیشنل بینکوں میں جمع کیا جائے یا اپنے اپنے گھروں میں ہی کیوں نہ جمع کیا جائے۔ اللہ کے اس حکم کی خلاف ورزی کرتے ہوئے جمع کیا جاتا ہے کہ جو تمہاری ضرورت سے زیادہ وہ سب کا سب اللہ کی راہ میں کھلا رکھنا ہوگا۔ خرچ کرنا ہوگا۔

کسی بھی حکومت کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ اپنے عوام کو بہترین بنیادی سہولتیں دے مثلاً

(1) رہنے کے لیے گھر
(2) کھانے کے لیے روٹی پینے کے لئے صاف پانی
(3) پہننے کے لیے کپڑے
(4) تعلیم وتربیت کے لیے کھیلوں کے میدانوں کے ساتھ تعلیمی ادارے اور
(5) اچھی صحت کے لیے دواخانے، اسپتال اور ہیلتھ کیئر سینٹر وغیرہ اور
(6) آنے جانے کے لیے پبلک ٹرانسپورٹ کا بندوبست۔

اگر کوئی حکومت اپنے عوام کی یہ بنیادی ضرورتیں پوری کردے تو وہ بہترین حکومت کہلائے گی۔ ان ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے ضروری ہے کہ ملک کی تمام دولت اور قدرتی وسائل پر حکومت کا قبضہ اور کنٹرول ہو۔

یہ کتاب ہم سن 2014ء میں لکھ رہے ہیں۔ 2014ء میں ہمارے ملک

پاکستان میں دوسو (200) سے زیادہ سیاسی پارٹیاں ہیں جو الیکشن کمیشن آف پاکستان کے پاس رجسٹرڈ ہیں یعنی ہم لوگ دوسو سے زیادہ سیاسی پارٹیوں میں تقسیم ہو چکے ہیں۔ (دیکھئے الیکشن کمیشن آف پاکستان کی ویب سائٹ) دوسری طرف مذہبی فرقے بڑی شدت کے ساتھ اپنے اپنے مسلکوں اور عقائد ونظریات پر عمل کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ سن 2014ء میں پاکستان میں موجود الیکٹرانک میڈیا، کیبل ٹی وی اور ایف ایم ریڈیوز وغیرہ کی آزادی بھی اپنے عروج پر ہے۔ پاکستان میں چلنے والے کیبل ٹی وی چینلز کی تعداد بلاشبہ 100 تک پہنچ چکی ہے۔ ان میں مذہبی چینلز بھی اپنے اپنے مسلک اور عقائد ونظریات کے مطابق 24 گھنٹے نشریات کرتے ہیں۔

سن 2014ء میں ہم لوگ بہت سارے سیاسی اور مذہبی فرقوں میں بٹ چکے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لوگ ایک دوسرے پر بھروسہ نہیں کرتے۔ ایک مذہبی فرقہ دوسرے مذہبی فرقے کے عقائد ونظریات کو اپنے لیے قابلِ قبول نہیں سمجھتا۔ ایک سیاسی پارٹی دوسری سیاسی پارٹی کو صحیح نہیں سمجھتی۔ ہر سیاسی پارٹی کا دعویٰ ہے کہ عوام ہمارے ساتھ ہے۔ ہم عوام کو اس کا حق دلا کر رہیں گے۔ ہم غریب عوام کی قسمت بدل دیں گے وغیرہ وغیرہ۔

ایسے ماحول میں ہمارا یہ کہنا کہ بہترین حکومت وہ ہے جو اپنے عوام کو وہ بنیادی سہولتیں دے جن کا ذکر ہم نے پچھلے صفحے میں کیا ہے۔ تو بڑا عجیب لگتا ہے۔ یہ بھی کہہ دیا جائے گا کہ پاکستان میں یہ بات ناممکن ہے کہ عوام کو ان کی بنیادی سہولتیں آسانی سے مل جائیں۔ پاکستان میں اور انڈیا میں بھی آپ نے دیکھا ہوگا کہ بہت سارے مذہبی فرقے ہیں، فرقے چاہے خود کو مسلک کہہ لیں یا مکتبہ فکر SCHOOL OF THOUGHT کہیں، یہ بات طے ہے کہ تمام فرقے اپنی اپنی مسجدوں یا جماعت خانوں COMMUNITY CENTRES میں جانا پسند کرتے ہیں۔ عام طور پر کوئی ایک فرقہ یا مسلک کسی دوسرے فرقے اور مسلک کی مسجد میں جانا پسند نہیں کرتا۔

پاکستان اور انڈیا میں اور دنیا بھر میں بھی پھیلے ہوئے خود کو مسلمان کہلوانے

والے دو فرقے داؤدی بوہرے اور اسماعیلی کھوجے ایسے بھی ہیں جن کے روحانی اور مذہبی پیشواؤں نے اپنے ماننے والوں کو زیادہ سے زیادہ بنیادی سہولتیں فراہم کی ہوئی ہیں۔ وہ بنیاسی سہولتیں جن کا ذکر ہم نے پیچھے کیا ہے۔

یہ بات آپ کے ذہن میں رہنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے فرقہ بندی کو شرک کہا ہے (الروم: 31-30) اور شرک کو نا قابل معافی جرم قرار دیا ہے۔ (النساء: 116) مسلمانوں کا اگر کوئی فرقہ اچھے کام کرتا ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ان کے اچھے کام ان کی فرقہ بندی کو جائز کر دیں گے۔ ان کے اچھے کام عام طور پر ان کی اپنی جماعت COMMUNITY کے افراد تک محدود ہیں۔ ان کے بنائے ہوئے اسکول، کالج اور یونیورسٹیوں اور اسپتالوں اور ہیلتھ کیئر سینٹرز HEALTH CARE CENTRES میں دیگر فرقوں کے افراد بھی جا سکتے ہیں اور فائدہ اٹھا سکتے ہیں لیکن بعض چیزیں ایسی ہیں جن میں یہ دوسرے فرقوں کے افراد کو بالکل بھی شریک نہیں کرتے۔ مثلاً ان کی ہاؤسنگ سوسائٹیز HOUSING SOCIETIES، ان کی بنائی ہوئی کالونیز COLONIES اور فلیٹوں پر مشتمل رہائشی عمارتیں وغیرہ، ان میں یہ لوگ کسی دوسرے فرقے کے افراد کو رہنے کے لیے مکان یا فلیٹ یا زمین بالکل بھی نہیں دیتے۔ ایسا ہی ان کی ٹرانسپورٹ کا حال ہے۔ اپنے فرقے کے افراد کے لیے یہ اپنی کالونی سے شہر جانے کے لیے بسیں چلاتے ہیں جن میں دوسرے فرقے کے افراد سفر نہیں کر سکتے۔ یہ اپنے جماعت خانوں اور کمیونٹی سنٹرز میں بھی دوسروں کو بالکل بھی آنے نہیں دیتے۔

پاکستان کی اندازاً 35 فی صد آبادی غربت کی لکیر سے نیچے زندگی گزارتی ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ان 35 فی صد کے علاوہ دیگر پچاس فی صد لوگ غریب ہیں۔ دس فی صد لوگ وہ ہوں گے جو خوش حال زندگی گزار رہے ہیں اور باقی کے پانچ فی صد لوگوں کے ہاتھوں میں 95 فی صد آبادی کی قسمت ہے یعنی اگر کوئی 35 فی صد آبادی یعنی 6 کروڑ کی تعداد میں عوام انتہائی غربت میں غربت کی لکیر سے نیچے BELOW POVERTY LINE زندگی گزار رہے ہیں تو وہ پانچ فی صد

سرمایہ دار، انڈسٹریلسٹ ، فیوڈل لارڈز، وڈیروں اور سرداروں کے رحم و کرم پر ہوتے ہیں اگر 50 فی صد یعنی تقریباً 9 کروڑ افراد غریب عوام ہیں تو وہ بھی پانچ فی صد کے چنگل میں زندگی گزارنے پر مجبور ہیں۔ ان کے علاوہ تقریباً دس فی صد لوگ جو خوش حال زندگی گزارتے ہیں تو وہ بھی ان پانچ فی صد سرمائے داروں وغیرہ کی وجہ سے اس قابل ہیں کہ وہ خوش حال زندگی گزاریں۔ یہ دس فی صد لوگ جو ماہانہ لاکھوں روپے کے حساب سے تنخواہ لیتے ہوئے EXECUTIVE اور MANAGERIAL پوسٹ پر یعنی اعلیٰ عہدوں پر کام کرنے والے ملازمین ہوتے ہیں ان میں کچھ لوگ وہ ہوتے ہیں جو فری لانس قسم کے پروفیشنلز ہوتے مثلاً مختلف قسم کے وکیل، ماہرین قانون، (بیرسٹر اور ایڈووکیٹ) مختلف قسم کے ماہرین قانون کا مطلب یہ ہے کہ کوئی وکیل صرف فوجداری مقدمات CRIMINAL CASES لیتے ہیں تو کچھ وکیل صاحبان صرف دیوانی CIVIL CASES مقدمات لڑتے ہیں، کچھ وکیل صاحبان جائیداد REAL ESTATES کی خرید و فروخت کے معاملات کے ماہر ہوا کرتے ہیں، ان کے علاوہ چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ اور سول انجینئرز اور آرکیٹکٹ وغیرہ بھی ہوتے ہیں جو اپنے سیٹھوں کے لیے انتہائی وفاداری کے ساتھ دن میں بارہ بارہ اور پندرہ پندرہ گھنٹے کام کرتے ہیں۔ وکیل صاحبان کو خاص طور پر اور دیگر فری لانس پروفیشنلز کو، لیگل اینڈ پروفیشنلز فیس کے نام پر جو معاوضہ ادا کیا جاتا ہے وہ کروڑوں روپے تک بھی ہوتا ہے۔ اکثر و بیشتر یہ اتوار کی چھٹی بھی نہیں کرتے۔ اپنی نوکری یا پروفیشن کی بے پناہ مصروفیات کی وجہ سے دوستوں اور عزیزوں کی خوشی اور غم میں شریک نہیں ہو پاتے۔ جب تک سیٹھ صاحب کا کام مکمل نہیں ہو جاتا ان لوگوں کو کام کرنا پڑتا ہے۔ یہاں ہم نے سیٹھ صاحب کا کہا ہے۔ سیٹھ صاحب پہلے زمانے میں ہوتے تھے آج کل ایم ڈی صاحب اور چیئرمین صاحب ہوتے ہیں۔ آج سے تیس چالیس سال پہلے پائے جانے والے سیٹھ صاحب لٹھے کے کرتے پاجامے پر کالا ویسٹ کوٹ اور سر پر قراقلی یا لال رنگ کی ترکی ٹوپی پہنا کرتے تھے تو آج کے ہمارے چیئرمین صاحب تھری پیس سوٹ پہنے بلٹ پروف

کار میں سفر کرتے ہیں۔ عوام کی خدمت کرنے کے لیے کسی نہ کسی سیاسی پارٹی سے بھی خود کو وابستہ کر لیتے ہیں اور کبھی کبھی کیبل ٹی وی کے مختلف چینلز میں بھی تقریریں اور مذاکرات کرتے نظر آتے ہیں۔

جس ملک کی 85 فی صد آبادی غربت میں یا غربت کی لکیر سے نیچے زندگی گزار رہی ہو، آج سن 2014ء کے ماحول میں غریبوں کو یہ کہنا اور سمجھانا آسان کام نہیں ہے کہ اللہ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور اموال خرید لیے ہے جس کے بدلے میں ان کے لیے جنت تیار رکھی گئی ہے۔ ایک بھوکے کو ایک وقت کے لیے ہی سہی اگر پیٹ بھر کر کھانا مل جائے تو وہی دن اس کے لیے جنت کا ایک دن بن جائے۔ کسی بھوکے کے لیے ہم دو روٹی کا بندوبست نہ کریں اور اس کو جنت کی خوشخبری سنائیں کہ اللہ نے مومنوں کی جانوں اور مالوں کے بدلے میں جنت تیار کر رکھی ہے تو بتایئے کیسا لگے گا؟

بڑے شہروں میں رہنے والوں کو ہماری یہ بات کہ اللہ تعالیٰ مومنوں کے جان و مال لے کر جنت دے گا شاید سمجھ نہ آئے جہاں بڑے بڑے شاپنگ مالز اور فوڈ اسٹریٹ کے نام سے قائم کھانے پینے کے لئے لاتعداد ریسٹورینٹ اور باربی کیوز کے علاوہ بڑے بڑے ہوٹلوں کے بڑے بڑے بوفے لاؤنج جس میں کھانے پینے والوں کی لمبی لمبی اور بعض دفعہ بڑی ہی بے ہنگم قطاریں نظر آئیں گی۔ ان مخصوص علمائے کرام کو بھی ہماری باتیں سمجھ نہیں آئیں گی جو نام نہاد اسلامی بینکوں کی شرعی امور کی نگرانی کرنے کے لیے بلاشبہ ماہانہ کم از کم اوسطاً تین لاکھ روپے وصول کرتے ہیں۔ (انٹرنیٹ پر جا کر کسی بھی اسلامی بینک کا نام ٹائپ کر کے اس کے آگے ANNUAL REPORTS لکھ کر کلک کریں اور پھر اس کے فنانشل اسٹیٹمنٹ FINANCIAL STATEMENT میں ADMINISTRATIVE EXPENSES کے کالم میں شریعہ ایڈوائزر صاحب کی تنخواہ REMUNERATION بھی دیکھ لیجیے۔)

جن لوگوں نے اس دنیا کو ناجائز طریقے سے جنت بنا لیا ہو اس خوش فہمی میں مبتلا ہوتے ہیں کہ مرنے کے بعد بھی ہم کو یہی کچھ مل جائے گا۔ یہ سمجھنے کے لیے

قرآن مجید میں دی گئی ایک مثال لکھ رہے ہیں جو ہماری کتاب 'عقل سے کام کیوں نہیں لیتے' کے چوتھے ایڈیشن سے لی گئی ہے۔

دو آدمیوں کی مثال (ایک امیر اور دوسرا غریب)

(یہ قرآن حق ہے، جس کا دل چاہے اس پر ایمان لائے جس کا دل چاہے وہ کافر رہے۔ کافروں پر ہمیشہ رہنے والی تباہی بربادی، النار ہوگی اور ایمان لاکر اچھے کام کرنے والوں کو ہمیشہ رہنے والی جنت دی جائے گی۔ الکھف: 31-29 جنت اور جہنم، جنت اچھے آدمی کے لئے اور جہنم خراب انسان کے لئے۔ زندگی کے اچھے اور برے پہلو کو سمجھانے کے لئے اے رسول) ان سے ایک مثال بیان کردو کہ دو آدمی تھے، ایک کے پاس انگوروں کے دو باغ تھے جس کے اطراف کھجوروں کے درخت تھے اور ان کے درمیان کھیتی (بھی) تھی۔ یہ دونوں باغ بہت سارے پھل دیتے تھے اور ان کی پیداوار میں کسی طرح کی کوئی کمی نہیں ہوتی تھی۔ ان دونوں باغوں کے درمیان کھیتی باڑی کرنے کے لئے آب رواں (نہر) بہتی رہتی تھی۔ اس طرح وہ شخص جس کے یہ دونوں باغ تھے، کافی مال دار اور دولت مند ہو گیا۔ ایک دن باتوں کے دوران اپنے (ایک) دوست سے کہا کہ میں تمہارے مقابلے میں کتنا زیادہ مال دار ہوں اور میرا گروہ (جتھا، جماعت PARTY یعنی میرے لوگ) بھی تعداد کے لحاظ سے زیادہ ہیں۔ اپنی باتوں اور خیالات میں مست ہو کر بڑائیاں مارتے ہوئے اور اس طرح اپنے آپ پر ظلم کرتے ہوئے باغ میں داخل ہوا۔ (اس کا دوست اس کو سمجھایا کرتا تھا کہ اپنی دولت اور اپنے لوگوں کی زیادہ تعداد پر خواہ مخواہ غرور نہیں کرنا چاہیے۔ اپنی کوشش اور محنت کو اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے اصولوں کا پابند رکھنا چاہیے اگر ایسا نہ کیا گیا تو تمہارے غرور کی وجہ سے سب کچھ تباہ ہو جائیگا۔ دولت مند شخص نے اپنے غریب دوست کی نصیحت سنی) اور کہنے لگا ایسا کبھی نہیں ہوگا کہ (میرے) یہ باغات اور کھیتیاں تباہ ہو جائیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ قیامت (جس سے تو مجھے ڈراتا ہے) کبھی آنے والی ہو۔ اگر کبھی ایسا ہو گیا اور

قیامت آ جائے اور مجھے رب کی طرف جانا بھی پڑ جائے تو مجھے وہاں اس سے بھی اچھا ٹھکانہ ملے گا (دولت مند یہاں بھی عیش کرتے ہیں اور مرنے کے بعد بھی ان کو زیادہ مزے ملیں گے) تو اس کا دوست جو اس سے یہ باتیں کر رہا تھا کہنے لگا کہ تم اللہ سے کفر کرتے ہو (خدا کی خدائی سے انکار کرتے ہو) وہ اللہ جس نے تمہاری پیدائش کا آغاز مٹی سے کیا۔ پھر اس کے بعد تم کو ایسا کر دیا کہ تمہاری پیدائش (کے مختلف مراحل) کو نطفے کے ذریعے (اس طرح) آگے بڑھایا کہ تم کو مکمل (انسانی شکل دے کر) پورا مرد بنا دیا۔ (اپنے آپ پر غور کر کے دیکھ لو کہ جو کچھ بھی تم کو حاصل ہے تم کو یہ صلاحیت کس نے دی کہ جس کی وجہ سے آج تم اتنی دولت اور باغات کے مالک ہو۔ کیا تم خود بخود پیدا ہو گئے؟ اس طرح تمہارے باغ کی کھیتی بھی اللہ نے ہی پیدا کی ہے۔ الواقعہ: 73-56) پھر اس کے دوست نے کہا کہ (تم ان حقائق سے انکار کرتے ہو تو کرو میں تو اس بات پر ایمان رکھتا ہوں کہ) اللہ ہی میرا رب ہے (اور وہ اپنی شان ربوبیت "رب العالمین" ہونے میں کسی اور کو شریک نہیں کرتا جب اللہ کسی کو شریک نہیں کرتا تو) میں (بھی) اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا (پھر اس نے اپنے دولت مند دوست سے کہا کہ) جب تم اپنے باغوں میں داخل ہوئے (اور ان پھلوں اور کھیتوں کو دیکھا تو تم نے "ماشاء اللہ لاقوۃ الا باللہ" ...... نہ کہا۔ یعنی یہ کیوں نہ سوچا اور کہا کہ یہ باغ اور کھیتی اللہ کے مقرر کردہ قوانین کے مطابق ہی پھلتی پھولتی ہے (ہر انسان کو اس کی کوشش کا بدلہ ملتا ہے۔ کوئی بھی انسان ہو جتنی زیادہ کوشش کرے گا اتنا ہی زیادہ مل جائے گا) اگر میرے پاس تمہارے مقابلے میں مال و دولت کم ہے اور میری اولاد (یعنی افراد خاندان) بھی کم ہیں (تو تم کو اس بات پر مغرور نہیں ہونا چاہیے) اس بات میں کوئی تعجب نہیں ہونا چاہیے کہ شاید میرا رب مجھے تمہارے باغ سے زیادہ اچھا باغ دے دے اور تمہارے باغ پر اچانک کوئی آفت آ جائے اور اس کی سرسبزی اور شادابی ختم ہو جائے اور صاف میدان میں تبدیل ہو جائے یا اس میں بہتی ہوئی نہر (چشموں) کا پانی گہرا ہو جائے یعنی زمین کے اندر اس قدر نیچے اتر جائے کہ تم

کسی طرح اس کو اوپر نہ لا سکو۔ اور پھر ایسا ہی ہوا وہ شخص جس کے پاس انگوروں کے دو باغ، ہری بھری کھیتی اور اس میں بہتے ہوئے پانی کی نہر، غرض کہ اس کے باغات اور کھیت، اس میں موجود پھل اور جو مال اس نے ان باغات (کو آباد کرنے) پر خرچ کیا تھا سب کچھ تباہ و برباد ہو گیا اور باغات کی حالت یہ ہو گئی کہ وہ اپنی چھتریوں پر گر کر رہ گیا پھر اپنی تباہی کو دیکھ کر کہا (جو بات اس کا غریب دوست اس کو کہا کرتا تھا وہی بات بے اختیار ہو کر کہنے لگا) اے کاش میں اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناتا۔ (باغات اور مال و دولت تو برباد ہو ہی گئے) اس کی اولاد، افراد خاندان بھی اس تباہی کو کم کرنے میں اس کی کوئی مدد نہ کر سکے اس کے اپنے ہی اس کے کام نہ آ سکے اور نہ وہ خود اپنی قوت و طاقت سے اس بربادی سے بچ سکا۔ دو آدمیوں کی اس مثال سے مقصد یہ ہے کہ حکومت یعنی سارا اقتدار و اختیار صرف اللہ کے لئے ہے اس کے پاس تمام کائنات اور دنیا کا کنٹرول ہے اس کے قوانین اور اصول کے مطابق زندگی گزاری جائے تو اس کا ثواب، بدلہ RETURN بہت اچھا ملتا ہے۔ هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَّ خَيْرٌ عُقْبًا٥ (الکہف: 44)

ایک غریب آدمی جو دو وقت کیا ایک وقت کی روٹی اور پینے کے لیے صاف پانی کو ترستا ہو اس کو ہم یا آپ کیسے سمجھائیں گے کہ اللہ مومنوں کو ان کے مال و دولت اور جانوں کے بدلے میں جنت دے گا۔ اس طرح ان پانچ فی صد سرمایہ داروں کو، فیوڈل لارڈز، سرداروں اور وڈیروں کو جن کے ہاتھوں میں ہمارے ملک پاکستان کی پچانوے فیصد عوام کی قسمت ہے، ان کو بھی آپ نہیں سمجھا سکتے کہ اللہ تعالیٰ مومنوں سے ان کے جانوں اور مالوں کے بدلے میں جنت دیتا ہے۔ ہم اپنی اس بات کو اور آسان کر دیتے ہیں کہ آپ اپنے ملک پاکستان کی قومی اسمبلی اور سینیٹ SENATE میں جانے کی طاقت رکھتے ہوں تو ان ارکان پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس سے خطاب کیجیے اور ان کو اللہ تعالیٰ کا یہ آسان سا حکم پڑھ کر سنائیے کہ اے مسلمانو! اللہ مومنوں سے ان کی جانیں اور اموال خرید کر جنت دے گا۔ وہ قومی اسمبلی یا پارلیمنٹ، جس کی عمارت کی تزئین و آرائش کے لیے ٹی وی کی ایک خبر کے

مطابق اپریل 2014ء میں 49 کروڑ روپے کی اضافی رقم خرچ کرنے کا پروگرام بنایا گیا ہے۔ اور جس قسم کے ممبران قومی اسمبلی اور نائندایوان ہیں ان کے کردار اور قول فعل کے تضادات کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے۔

انسانوں کی نفسیات کا ایک عجیب پہلو یہ بھی ہے کہ مال دار لوگوں کو، ان لوگوں کو جن کے باورچی خانے اور گھر ضروریات زندگی کے علاوہ عیاشی LUXURY کے سامان سے بھرے ہوئے ہوتے ہیں، ایسے دولت مند لوگوں کو اس بات کی خوش فہمی رہتی ہے کہ وہ چونکہ اس دنیا میں عیش وعشرت کی زندگی گزار رہے ہیں تو مرنے کے بعد بھی ان کی زندگی عیش وعشرت میں گزرے گی۔ (الکھف: 36) ان لوگوں نے اپنی دانست میں اپنی دنیا کو جنت بنالیا ہے جس کی وجہ سے وہ آپ کی یا قرآن کی اس بات پر کان نہیں دھریں گے کہ اللہ تعالیٰ مومنوں سے ان کی جانیں اور اموال خرید کر جنت دیتا ہے۔

ایک سوال کا جواب آپ خود دیجئے:

اس کتاب میں بہت ساری آیات مبارکہ پڑھ کر آپ کو اندازہ ہو گیا ہوگا کہ مال ودولت جمع کرنا انبیائے کرام کی سنت یا عادت نہیں تھی۔ یہ بات ہر مسلمان جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرتے ہوئے صحابہ کرام اور اولیائے کرام اور بہت سارے مسلمان بزرگوں نے کبھی بھی مال ودولت جمع نہیں کیا تھا۔ ہمارے ملک پاکستان میں رہنے والے لوگ بھی اپنی اپنی برادریوں کے کسی نہ کسی ایسے بزرگ کو ضرور جانتے ہونگے کہ جن کے بارے میں مشہور ہوگا کہ انہوں نے اپنی کمائی ہوئی دولت کبھی بھی جمع نہیں کی بلکہ وہ بلا امتیاز ہر ضرورت مند کی مدد کرتے تھے اور رات کو بڑے سکون کے ساتھ خالی ہاتھ سوجایا کرتے تھے۔ ہمارے تمام بزرگوں نے مال ودولت اس لئے جمع نہیں کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی نظروں میں مال ودولت جمع کرنے والے لوگ ناپسندیدہ ہیں۔ ہمارے زمانے میں، یعنی سن 2014 میں اگر کوئی یہ پوچھے کہ میرے پاس لاکھوں یا کروڑوں روپے میرے استعمال کرنے کے باوجود بچ گئے ہیں، یعنی میری ضرورت سے زیادہ ہیں، بتایئے

کہ میں اس کو عام کنویشنل بینک میں رکھوں یا کسی اسلامی بینک میں ڈپازٹ کروادوں یا پھر اپنے گھر پر ہی محفوظ کر کے رکھوں؟ سوچیے کہ قرآن وسنت کی روشنی میں اس سوال کا آپ کیا جواب دیں گے؟ کیا جواب ہونا چاہئے ؟

آپ اس سوال کا جو بھی جواب دیں لیکن اس سوال کو پڑھ کر آپ کے ذہن میں جو سوال اٹھ رہا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم تو یقیناً یہی ہے کہ ضرورت سے زیادہ مال ودولت ضرورت مندوں یا عوامی فلاح و بہبود پر خرچ کرنا ہوگا، ہمارے ملک اسلامی جمہوریہ پاکستان میں عام طور پر ایسا ہوتا نظر نہیں آرہا ہے کہ لوگ اپنی زائد از ضرورت دولت ضرورت مندوں میں بانٹ دیں۔ نہ ہی ہمارے ملک میں اسلامی حکومت ہے جس نے اس انداز سے بیت المال قائم کیا ہو جس طرح حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر خلفائے راشدین کے زمانے میں تھا۔

ایک بات یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں دیئے گئے احکامات پر سب کو مل کر عمل کرنا لازمی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس طرح کے احکامات آپ کو معلوم ہی ہونگے کہ ہمیشہ سچے لوگوں کے ساتھ رہا کرو، رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع اور سجدہ کرنے والوں کے ساتھ سجدہ کرو اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑو اور خود کو فرقوں میں تقسیم نہ کرو۔

ہم ایک موٹی سی مثال پیش کرتے ہیں کہ ہاکی، فٹ بال اور کرکٹ جیسے کوئی بھی کھیل ہوں، کوئی ٹیم اسی وقت مخالف ٹیم پر فتح حاصل کرتی ہے جب وہ مل جل کر کھیلتی ہے، اگر کسی ٹیم کا ٹیم ورک اچھا نہیں ہوگا تو وہ ٹیم ہار جائے گی۔ ٹیم کا کوئی بھی کھلاڑی انفرادی کھیل کھیل کر اپنی ٹیم کو کبھی بھی فتح نہیں دلوا سکتا۔ آپ ایک مرتبہ اور اس آیت پر توجہ فرمایئے جو ہم کئی بار لکھ چکے ہیں کہ اللہ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور اموال خرید کر جنت دینے کا وعدہ کیا ہے۔ سب مومنوں کی بات کی جارہی ہے کسی ایک اکیلے مومن کی بات نہیں ہے۔ گویا مسلمانوں کی پوری ٹیم کو مل کر جنت میں جانا ہوگا! ایک مومن کو مومنوں کے ساتھ مل کر جانا ہوگا۔ دیکھئے الدھر:30-27، البلد:18-17۔

ایک اہم ترین بات: آپ پورا قرآن پڑھ جایئے، آپ پڑھیں گے کہ قرآن کریم کے تمام احکامات اجتماعی ہیں، جماعت مومنین کو، متقین کو، کافروں کو ظالموں کو، فاسقوں کو، غرض یہ کہ تمام قسم کے لوگوں کے بارے میں اجتماعی طور PLURAL FORM پر کہا جا رہا ہے۔ مزید یہ کہ آپ یہ بھی پڑھیں گے کہ فلاں قوم ظالموں کی قوم تھی (المائدہ: 51): فلاں قوم اندھوں کی قوم تھی (الاعراف: 64)، فلاں قوم نقصان اٹھانے والوں کی قوم تھی (الاعراف: 90-86) اور فلاں قوم جاہلوں کی قوم تھی (الاحقاف: 23) وغیرہ وغیرہ، یعنی یہاں بھی اجتماعی خرابیاں بیان کی جا رہی ہیں۔ جن آیات میں انبیائے کرام کو بطور فرد واحد SINGULAR FORM کے طور پر مخاطب کیا گیا ہے ان آیات کے علاوہ اگر کسی آیت میں آپ کو ایسا لگے کہ اس میں کسی فرد کو بطور فرد واحد مخاطب کیا گیا ہے لیکن غور سے اور سیاق وسباق سے پڑھنے پر معلوم ہوگا کہ اس میں بھی اجتماعی حکم یا ہدایت ہے۔ قانون یا دستور تو ہوتا ہی اجتماعی ہے، پورے معاشرے کو مل کر عمل کرنا پڑتا ہے۔ اگر کوئی معاشرہ کسی بھی قانون پر مل جل کر عمل نہ کرے تو وہ رفتہ رفتہ تباہی اور بربادی کی طرف جانے لگتا ہے، جیسے ہمارے ملک پاکستان میں ہو رہا ہے۔ ہم لوگ نہ تو اللہ تعالیٰ کے احکامات پر مل جل کر عمل کرتے ہیں اور نہ ہی اپنے بنائے ہوئے قوانین پر مل کر عمل کرتے ہیں مثلاً ٹریفک کے قوانین جن پر اس طرح عمل نہیں کیا جاتا جس طرح سب کو مل کر عمل کرنا چاہئے، جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہمارے شہروں میں ٹریفک کے جان لیوا حادثات ہوتے رہتے ہیں۔

ان خراب معاشی اور معاشرتی صورت حالات سے جن سے ہم لوگ اپنے زمانے سن 2014ء میں گزر رہے ہیں قرآن مجید کی روشن راہ نمائی میں یہ کس طرح ٹھیک ہو سکتے ہیں؟ یہ بتانے کے لئے ہم نے قرآن: **آسمانی منشور آزادی** کے نام سے کتابوں کا ایک سلسلہ شروع کیا ہے جس کے اب تک دو حصے شائع ہو چکے ہیں، تیسرا حصہ اللہ تعالیٰ کی مدد شامل حال رہی تو عنقریب شائع کرنے کا ارادہ ہے۔

دنیا جہنم کیسے بنتی ہے؟

دو اِلٰہ ہوتے تو کیا ہوتا؟

تو دنیا میں فساد پھیل جاتا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: قرآن کو نصیحت حاصل کرنے کے لیے آسان بنایا گیا ہے تو کوئی ہے کہ نصیحت حاصل کرنے کے لئے سوچے سمجھے؟ اللہ تعالیٰ کی اس بات پر ہمیں یقین کر لینا چاہیے کہ واقعی یہ قرآن نصیحت حاصل کرنے کے لیے آسان بنایا گیا ہے۔ یہ بات ایک دو دفعہ نہیں سورۃ القمر میں چار مرتبہ دہرا کر ہمیں بتائی گئی ہے۔ (دیکھیے القمر:17،22،32،40)

یہ بھی فرمایا کہ ہم نے (اس) قرآن کو عربی میں نازل کیا تاکہ تم سب عقل سے کام لو، قرآن پڑھ کر تم کو عقل سے کام لینا آ جائے گا۔ (یوسف:2)

یہ بھی فرمایا کہ قرآن ایسی کتاب ہے جس کی آیات واضح ہیں، قرآناً عربیاً اس قوم کے لیے جو علم رکھتی ہو۔ (حٰمٓ السجدہ:2)

یہ بھی فرمایا کہ یہ قرآن ہم نے تم پر اس لیے نازل نہیں کیا کہ تم مشقت میں پڑ جاؤ۔ (طٰہٰ:2)

یہ بھی فرمایا کہ اللہ تمہارے لیے آسانی چاہتا ہے۔ سختی نہیں چاہتا۔ (البقرہ:185)

یہ بھی فرمایا کہ یہ ضابطہ قوانین، قرآن ہم نے تمہاری طرف اس لیے نازل کیا ہے کہ تم اس کے ذریعے انسانوں کو تاریکیوں سے نکال کر روشنی کی طرف لے آؤ (یعنی جہالت کے اندھیروں سے نکال کر علم کے اجالے کی طرف لے جاؤ۔) (ابراہیم:1)

قرآن آسانی قوانین کی آسان ترین کتاب ہے جس کے احکام بھی آسان

ہیں۔ مثلاً حکم دیا کہ ایک دوسرے کا مال ناحق باطل طریقے سے نہ کھاؤ اور نہ اس کو (رشوت کے طور پر) حاکموں تک پہنچاؤ تا کہ لوگوں کے مال کا کچھ حصہ ناجائز طور پر کھا لو اور اس بات کا تم علم بھی رکھتے ہو (کہ ناجائز طریقے سے ایک دوسرے کا مال کھانے کا انجام کتنا برا ہوا کرتا ہے)(البقرہ،188) مومنوں کو یہ ہدایت بھی دی گئی کہ اے ایمان والو! انصاف پر قائم رہو اور اللہ کے لیے سچی گواہی دو خواہ (اس میں) تمہارا یا تمہارے ماں باپ اور رشتے داروں کا نقصان ہی ہو۔ اگر کوئی امیر ہے یا فقیر تو اللہ ان کا خیر خواہ ہے تو تم خواہش نفس کے پیچھے چل کر عدل کو نہ چھوڑ دینا۔ اگر تم پیچ دار شہادت دو گے یعنی سچی بات کو توڑ مروڑ کر شہادت دو گے یا (شہادت سے) بچنا چاہو گے تو (جان رکھو) اللہ تمہارے سب کاموں (جذبات اور رجحانات تک) سے باخبر ہے۔(النساء:135)

اور اللہ نے مومنوں کے لئے اپنی کتاب میں یہ حکم بھی نازل فرمایا ہے کہ جب تم (کہیں) سنو کہ اللہ کی آیتوں سے انکار ہو رہا ہے اور ان کی ہنسی اڑائی جاتی ہے تو جب تک وہ لوگ اور باتیں (نہ) کرنے لگیں ان کے پاس مت بیٹھو ورنہ تم بھی انہی جیسے ہو جاؤ گے۔(النساء:140)(اس آیت پر آپ کو کھڑے ہو کر سوچنا ہوگا، یہ سوچنا ہوگا کہ بزرگ اپنے چھوٹوں کو اور والدین اپنے بچوں کو ایسی ہی نصیحت کیا کرتے ہیں تاکہ شرارتی اور آوارہ بچوں کے ساتھ نہ بیٹھا کرو اگر تم خراب بچوں کے ساتھ رہو گے تو تم بھی ان جیسے گندے بچے بن جاؤ گے، اللہ تعالیٰ بھی ایسا ہی کہہ رہے ہیں کہ جو لوگ اللہ کی آیات کو سنجیدگی سے سننے کے بجائے اس کا مذاق اڑاتے ہیں تو ایسے غیر سنجیدہ لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھا کرو ورنہ تم بھی ان جیسے ہو جاؤ گے۔) اس سے ملتی جلتی نصیحت دوسری جگہ دوسرے لفظوں میں اس طرح بھی کی جارہی ہے کہ جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو جو ہماری آیتوں کے بارے میں بے ہودہ بکواس کر رہے ہیں تو ان سے الگ ہو جاؤ یہاں تک کہ اور باتوں میں مصروف ہو جائیں اور اگر (یہ بات) شیطان تمہیں بھلا دے تو یاد آنے پر ظالم لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھو۔(الانعام:68) مزید دیکھیے المائدہ:58-57۔

الانعام 71-64 کا تفصیلی ترجمہ پڑھیے، اس میں اوپر لکھی گئی الانعام: 68 دوبارہ آجائے گی، اگر آپ کے سامنے آپ کا کوئی بھی پسندیدہ ترجمہء قرآن ہو تو زیادہ بہتر ہے۔

ان سے پوچھو کہ بحرو بر میں جب کہیں بھی کسی مصیبت کا سامنا ہوتا ہے تو تمہیں اس مصیبت سے چھٹکارا کون دیتا ہے؟ تم اُس وقت، اپنی بے کسی اور بے بسی کی حالت میں، کبھی گڑگڑا کر اور کبھی چپکے چپکے دل ہی دل میں اللہ ہی کو مدد کے لیے پکارتے ہو اور کہتے ہو کہ اگر اللہ ہمیں اس مصیبت سے نجات دلا دے تو ہم ہمیشہ اس کے شکر گزار رہیں گے۔ (الانعام: 63)

ان سے کہو کہ ان مصیبتوں سے بلکہ تمام مصیبتوں سے 'چھٹکارا' اللہ کے قانون کے مطابق ہی ملتا ہے لیکن اس کے باوجود تمہاری یہ حالت ہے کہ تم (اپنی زندگی کے معاملات میں) قوانینِ خداوندی کے ساتھ اوروں کے قوانین بھی شامل کر لیتے ہو اور یوں ایک غلط نظام قائم کر کے اپنے لیے تباہی مول لے لیتے ہو۔ (الانعام: 64)

کہہ دیجئے کہ وہ (یعنی اللہ تعالیٰ اس پر بھی) قدرت رکھتا ہے کہ تم پر اوپر کی طرف سے یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے عذاب بھیجے یا تمہیں فرقہ فرقہ کر دے اور ایک کو دوسرے (سے لڑا کر آپس) کی لڑائی کا مزا چکھا دے۔ غلط نظام کی پیدا کردہ تباہی مختلف شکلوں میں آتی ہے۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ سوسائٹی کے اوپر کے طبقے میں خرابیاں عام ہو جاتی ہیں اور ان کی وجہ سے معاشرہ تباہ ہو جاتا ہے۔ کبھی نیچے کے طبقہ میں یعنی عوام میں لاقانونیت کی وبا پھیل جاتی ہے تو وہ تباہی مچا دیتے ہیں۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ یہ دونوں طبقے یعنی امیروں کا طبقہ اور غریبوں کا طبقہ مختلف اور مخلوط پارٹیوں میں بٹ جاتے ہیں اور ایک دوسرے سے لڑنے لگ جاتے ہیں اور یوں تباہ ہو جاتے ہیں۔ دیکھو ہم اپنی آیتوں کو کس کس طرح بیان کرتے ہیں تاکہ یہ لوگ سمجھیں۔ (الانعام: 65) (اسی طرح کی بات سورۃ الانفال 46 میں بھی بیان کی گئی ہے مفہوم پڑھیے: اور اللہ اور رسول کی پوری پوری اطاعت کرو، یہ نہ ہو کہ تم

آپس میں ایک دوسرے سے جھگڑنے لگ جاؤ اور انفرادی مفاد کی خاطر باہمی ٹکراؤ شروع کر دو۔ اگر ایسا کرو گے تو تمہارے حوصلے پست ہو جائیں گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی (یعنی تم بزدل اور کمزور ہو جاؤ گے) اس لیے تم ہمیشہ ثابت قدم رہو۔ یاد رکھو! قوانین خداوندی کی تائید و نصرت انہی کے ساتھ ہوتی ہے جو ثابت قدم، صابرین رہتے ہیں)

لیکن تیری یہ قوم اس پر بھی نہیں سمجھتی اور ایسی ٹھوس حقیقت کو برابر جھٹلائے چلی جا رہی ہے۔ تم ان سے کہہ دو کہ (میرا کام تمہیں نیک و بد سمجھانا ہے) میں تم پر داروغہ نہیں مقرر کیا گیا کہ تمہیں زبردستی صحیح راستے پر چلاؤں۔ (الانعام: 66)

تم جو کچھ کر رہے ہو اس کا نتیجہ اپنے وقت پر کھل کر سامنے آ جائے گا۔ اس لیے کہ اللہ کا قانون یہ ہے کہ ہر واقعہ کے نتیجہ خیز ہونے کا ایک مقام ہے۔ ہوتا یہ ہے کہ بات آہستہ آہستہ آگے بڑھتی رہتی ہے اور لوگ سمجھتے ہیں کہ کچھ ہو ہی نہیں رہا یہاں تک کے وہ ایک مقام پر پہنچ کر ٹھہر جاتی ہے اور اس کا نتیجہ سامنے آ جاتا ہے۔ (الانعام: 67) مزید دیکھئے الاعراف: 183-182۔

اور جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو جو ہماری آیتوں کے بارے میں بے ہودہ بکواس کر رہے ہیں تو ان سے الگ ہو جاؤ یعنی جب تم اُن لوگوں کو دیکھو جو ہمارے قرآن کو سنجیدگی سے نہیں سنتے اور اس کے قوانین کو سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے بلکہ اس کے متعلق لغو اور بیکار باتیں کرتے ہیں، تو اُن سے کنارہ کش ہو جاؤ۔ یہاں تک کہ اور باتوں میں مصروف ہو جائیں اور اگر (یہ بات) شیطان تمہیں بھلا دے تو یاد آنے پر ظالم لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھو۔ (الانعام: 68)

جو لوگ تقویٰ شعار ہیں اُن پر اس کی کوئی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی کہ یہ لوگ قرآن کے متعلق اس قسم کی باتیں کیوں کرتے ہیں۔ یعنی تقویٰ شعاروں پر ان لوگوں کے حساب کی کچھ بھی جوابدہی نہیں۔ ہم نے انہیں (ایسے لوگوں سے الگ

ہو جانے کی) تاکید اس لیے کی ہے کہ ان کے لیے ایسی باتوں سے بچنا ضروری ہے۔(الانعام:69) الانعام:68ایک دفعہ اور پڑھ لیجیے۔

اور جن لوگوں نے اپنے دین کو کھیل اور تماشا بنا رکھا ہے اور دنیا کی زندگی نے ان کو دھوکے میں ڈال رکھا ہے ان سے کچھ کام نہ رکھو۔تم ایسے لوگوں کے پیچھے اپنی جان مت کھپاؤ۔ انہیں اُن کے حال پر چھوڑ دو۔ ہاں اس (قرآن) کے ذریعے سے نصیحت کرتے رہو یعنی قرآنی تعلیمات ان کو پیش کرتے رہو اس لیے کہ کسی شخص کو اس کے غلط اعمال کی وجہ سے قرآن سے محروم نہیں رکھنا چاہیے۔تاکہ (قیامت کے دن) کوئی اپنے اعمال کی سزا میں ہلاکت میں نہ ڈالا جائے۔(اس روز) اللہ کے سوا نہ تو کوئی اس کا دوست ہوگا اور نہ سفارش کرنے والا اور اگر وہ ہر (چیز جو روئے زمین پر ہے بطور) معاوضہ دینا چاہے تو وہ اس سے قبول نہ ہو۔ یہی لوگ ہیں کہ اپنے اعمال کے وبال میں ہلاکت میں ڈالے گئے ان کے لیے پینے کو کھولتا ہوا پانی اور دکھ دینے والا عذاب ہے اس لیے کہ کفر کرتے تھے۔ (الانعام:70) مزید دیکھئے الطور:21 اور المدثر:38

کہو کیا ہم اللہ کے سوا ایسی چیز کو پکاریں جو نہ ہمارا بھلا کر سکے نہ برا اور جب ہم کو اللہ نے سیدھا رستہ دکھا دیا تو (کیا) ہم الٹے پاؤں پھر جائیں؟ (پھر ہماری ایسی مثال ہو) جیسے کسی کو جنات نے جنگل میں بھلا دیا ہو (اور وہ) حیران (ہو رہا ہو) اور اس کے کچھ رفیق ہوں جو اس کو رستے کی طرف بلائیں کہ ہمارے پاس چلا آ کہہ دو کہ رستہ تو وہی ہے جو اللہ نے بتایا ہے اور ہمیں تو یہ حکم ملا ہے کہ ہم اللہ رب العالمین کے فرمانبردار ہوں۔ (الانعام:71)

زیر نظر مضمون کو آپ فرقہ بندی کے حوالے سے بھی پڑھیے۔فرقہ بندی، فرقے بنانا شرک ہے۔(الروم:32-30، الانعام:159، النساء:115)

یعنی کسی معاشرے میں جب ایک سے زیادہ مذہبی فرقے ہوں گے تو آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ لڑتے بھڑتے رہیں گے۔آگے چل کر آپ پڑھیں گے

کہ اللہ تعالیٰ گویا مثال دے کر سمجھا رہے ہیں کہ

اگر اس کائنات میں دو اِلٰہ (اللہ) ہوں تو کیا سین ہوگا؟

آپ کے غور و فکر کرنے کے لیے چند آیات لکھ رہے ہیں تاکہ یہ سمجھنے میں زیادہ آسانی ہو جائے کہ دو اِلٰہ ہونے سے کیا کچھ ہو سکتا ہے۔ اگر ہماری کائنات میں دو خدا ہوتے تو سارا نظام درہم برہم ہو جاتا۔

لَوْ كَانَ فِيهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا ۚ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ (الانبیاء:22)

اگر آسمان اور زمین میں
اللہ کے سوا اور اِلٰہ ہوتے تو فساد پھیل جاتا (زمین و آسمان درہم برہم ہو جاتے)
جو باتیں یہ لوگ بتاتے ہیں اللہ مالک عرش ان سے پاک ہے۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

جہنم میں جانے والے وہ مجرم ہوں گے کہ ان کا حال تھا کہ جب ان سے کہا جاتا تھا لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ کہ اللہ کے سوا کوئی اور اِلٰہ نہیں ہے تو یہ سرکش ہو جاتے تھے۔ (الصّٰفّٰت:35)

جب آپ قرآن پڑھتے ہیں تو آپ کو بہت ساری آیات ایسی ملتی ہیں جس میں اس بات کی ہدایات ہیں کہ تمہارا اللہ صرف ایک اِلٰہ ہے اس لیے دو اِلٰہ نہ بناؤ۔ کسی کو شریک نہ بناؤ۔ آسمانوں اور زمین میں ایک ہی اِلٰہ ہے۔
اللہ ایک ہی ہے اگر دو اِلٰہ ہوتے تو کیا ہوتا؟ المومنون کی چند آیات کا ترجمہ پڑھیے اور دیر تک غور کیجیے۔

1۔ اگر تم علم رکھتے ہو تو بتاؤ کہ زمین اور جو کچھ زمین میں ہے کس کا ہے؟ فوراً بولیں گے کہ اللہ کا، کہو کہ تم سوچتے کیوں نہیں؟ (المومنون: 85-84)

2۔ ان سے یہ بھی پوچھو کہ سات آسمانوں کا مالک کون ہے اور عرش عظیم کا مالک کون ہے؟ فوراً کہہ دیں گے اللہ ہی ہیں۔ ان سے کہو کہ یہ جاننے کے باوجود کہ سب کچھ اللہ ہی کا ہے تو تم تقویٰ شعار کیوں نہیں بنتے؟ (المومنون: 87-86)

3۔ کہو کہ اگر تم علم رکھتے ہو تو بتاؤ وہ کون ہے جس کے ہاتھ میں ہر چیز کا اقتدار اور اختیار ہے، وہ سب کو پناہ دیتا ہے اور کوئی نہیں جو اس سے اوپر پناہ دینے والا ہو۔ یعنی اس کے مقابلے میں کوئی کسی کو پناہ نہیں دے سکتا۔ وہ فوراً کہیں گے ایسا اقتدار و اختیار (بادشاہی) تو صرف اللہ ہی کا ہے (تو پھر) ان سے کہہ دیجئے کہ تم کیوں سحر زدہ ہو جاتے ہو، تمہاری عقل کیوں ماری جاتی ہے۔ (المومنون: 89-88)

4۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم نے حق بات (سچائی) ان تک پہنچا دی ہے اور یہ لوگ بلاشک وشبہ کَاذِبُوْن ہیں۔ سچ کو جھوٹ کرنے کی ناکام کوشش کرنے والے۔ کَاذِبُوْن، جھوٹے لوگ، سچ کو جھوٹ کرنے کی جتنی بھی کوشش کریں، ان کی یہ کوشش ناکام رہے گی۔ سچائی کسی بھی قیمت پر کبھی بھی جھٹلائی نہیں جاسکتی۔ (المومنون: 90)

5۔ اللہ نے نہ تو کسی کو (اپنا) بیٹا بنایا ہے اور نہ اس کے ساتھ کوئی اور اِلٰہ ہے اگر ہوتا تو ہر اِلٰہ اپنی اپنی مخلوقات کو لے کر چل پڑتا۔ (اپنی مخلوق کی فکر میں رہتا)۔ اور ایک دوسرے پر غلبہ پانے کے لیے چڑھ دوڑتا۔ اللہ کی

ذات ان باتوں سے بلند (پاک) ہے جو یہ لوگ اس کے لیے بیان کرتے ہیں۔ (المومنون: 91)

6۔ اللہ عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ہے اور جو لوگ اس کے ساتھ شریک کرتے ہیں وہ ان سے بلند ہے۔ (المومنون: 92)

بنی اسرائیل کی دو آیات پر توجہ فرمائیے:

7۔ اور ہم نے اس قرآن میں طرح طرح کی باتیں بیان کی ہیں (ایک ایک بات مختلف انداز سے بتائی ہیں) تا کہ حقائق واضح ہو جائیں (لیکن جن لوگوں نے یہ طے کرلیا ہو کہ قرآن کی بات نہیں مانی جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ) اس طرح کرنے سے ان کی نفرتیں اور زیادہ ہو جاتی ہیں۔ اے رسول ان سے یہ بھی کہہ دیجئے اگر اللہ کے ساتھ کوئی اور اِلٰہ بھی ہوتے جیسا کہ یہ (کافر) کہتے ہیں اور اگر ایسا ہوتا تو وہ ضرور اللہ کے عرش تک پہنچنے کا راستہ نکالتے اور اقتدار اور اختیار حاصل کرنے کے لیے مقابلہ کرتے (اگر دو ہستیوں کے درمیان کنٹرول اقتدار اور اختیار تقسیم ہو جائے تو کائنات میں فساد پھیل جائے)۔ (بنی اسرائیل: 42-41)

الانبیاء کی آیات 25-19 کے ترجمے پر بھی توجہ فرمائیے:

8۔ اور جو لوگ آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں سب اسی کے (مملوک اور اسی کا مال) ہیں اور جو (فرشتے) اس کے پاس ہیں وہ کبھی گھمنڈ میں آکر اور سرکش ہو کر اس کی عبادت سے سرتابی نہیں کرتے اور اس کی بندگی سے تھکتے بھی نہیں۔ (الانبیاء: 19)

9۔ رات دن (اس کی) تسبیح کرتے رہتے ہیں وہ کبھی تھمتے (رکتے) نہیں۔ (الانبیاء:20)

10۔ کیا ان لوگوں نے زمین (کی مخلوقات میں) سے ایسے اِلٰہ بنا لئے ہیں جو مُردوں کو زندہ کر لیتے ہیں؟ (الانبیاء:21)

11۔ اگر آسمان اور زمین میں اللہ کے سوا کوئی اور اِلٰہ ہوتے تو زمین و آسمان درہم برہم ہو جاتے اور فساد پھیل جاتا (دو خداؤں کے ہونے سے یہ ممکن نہ ہوتا کہ کائنات کا انتظام اتنی ہم آہنگی اور نظم و ضبط کے ساتھ چلتا) جو باتیں یہ لوگ بتاتے ہیں اللہ رب العرش ان سے بلند ہے۔(الانبیاء:22)

12۔ وہ کچھ بھی کرے اس سے کوئی پوچھنے والا نہیں اور (جو کام یہ لوگ کرتے ہیں اس کی) ان سے پوچھ گچھ ہو گی (سب اس کے آگے جواب دہ ہیں۔(الانبیاء:23)

13۔ کیا لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر اور اِلٰہ بنا لئے ہیں کہہ دیجئے کہ (اگر ایسا ہے تو) اپنی دلیل CONVINCING PROOF پیش کرو یہ (میری اور) میرے ساتھ والوں کی کتاب بھی ہے اور جو مجھ سے پہلے (پیغمبر) ہوئے ہیں ان کی کتابیں بھی ہیں (یعنی پچھلی آسمانی کتابوں میں سے بھی کوئی بات تم میری دعوت کے خلاف نکال سکتے ہو؟) بلکہ (بات یہ ہے کہ) ان میں اکثر حق بات کو نہیں جانتے ،اکثر لوگوں کو حقیقت کا پتہ ہی نہیں اور یہی وجہ ہے کہ یہ سچائی سے منہ پھیرے ہوئے ہیں۔(الانبیاء:24)

14۔ اور جو پیغمبر ہم نے تم سے پہلے بھیجے ان کی طرف یہی وحی بھیجی کہ میرے سوا

کوئی اِلٰہ نہیں تو میری ہی عبادت کرو۔ (الانبیاء: 25)

سورۂ بنی اسرائیل میں ایسا بھی فرمایا کہ دو خداؤں کی خدائی ماننے سے یعنی شرک کرنے سے انسان مقامِ انسانیت سے گر جاتا ہے یہ ایسی بات ہے جس کو ایک عام سیدھا سادہ مسلمان شاید دیر سے سمجھے کہ شرک کرنے سے بندہ ذلیل وخوار کیوں ہو جاتا ہے، یہ بات سمجھنے کے لیے الزمر: 29 کا ترجمہ ملاحظہ کیجئے اور سوچئے۔

اللہ ایک مثال بیان کرتا ہے کہ ایک شخص جس میں کئی آدمی شریک ہیں اس کے کئی مالک ہیں یعنی ایسے لوگوں کا مشترکہ ملازم ہے جو کہ مختلف مزاج کے اور بری عادات رکھتے ہیں اور ایک آدمی خاص ایک شخص ہی کا غلام (ملازم) ہے بھلا دونوں کی حالت برابر ہو سکتی ہے؟ اس مثال سے اندازہ لگاؤ جو شخص مختلف قسم کے قوانین پر عمل کرے یا اللہ کے اصولوں میں اپنے خود ساختہ نظریات کو شامل کرلے (شرک کرے) تو ایسے انسان کے اپنے اندر ذہنی الجھن اور کشمکش ہوتی رہتی ہے۔ وہ اعتقادی اور بداعتقادی کے درمیان شک وشبہ میں CONFUSED رہتا ہے اس کے مقابلے میں اگر کوئی شخص صرف اللہ کی کتاب (احکامات) پر عمل کرے جس میں کوئی ذہنی الجھن اور کشمکش نہیں ہے تو ایسے انسان کی زندگی سکون قلب اور اطمینان سے گزرے گی، الحمدللہ بلکہ یہ اکثر لوگ نہیں جانتے۔ (اس بات کا علم نہیں رکھتے کہ دلوں کو اطمینان تو صرف اللہ کے ذکر، نصیحت پر عمل کرنے سے ہی ملتا ہے۔)

بنی اسرائیل کی آیت نمبر 39 کا ترجمہ پڑھئے جو بالکل واضح ہے۔

اور اللہ کے ساتھ کوئی اور اِلٰہ نہ بنانا یعنی اللہ کے سوا کسی اور کی حاکمیت کو تسلیم نہ کرو اور صرف اللہ کے احکام وقوانین کی اطاعت کرو اس کے ساتھ کسی اور کو صاحب اقتدار نہ سمجھو اگر تم ایسا کرو گے تو شرف انسانیت سے گر جاؤ گے اور طرح طرح کی ملامتوں کے ساتھ دھتکارے ہوئے جہنم کی تباہیوں میں جا گرو گے۔ (بنی اسرائیل: 39)

صرف دو جماعتیں، دو پارٹیاں یا دو فرقے،

حِزْبَ اللّٰه اور حِزْبَ الشَّيْطَانِ: قرآن کریم میں انسانوں کی دو جماعتوں

(پارٹیوں) کا ذکر ہے، ایک وہ جماعت (پارٹی) جن کے افراد اللہ کے قوانین (قرآن) کو تسلیم کرتے ہوئے اپنے معاشرے میں اس کا اطلاق کرنے والے، ایسی پارٹی جو اللہ کے بتائے ہوئے قوانین یعنی قرآن پر ایمان رکھتی ہے اور قرآن کو بطور آسمانی دستور حیات Divine Constitution اپنے معاشرے میں اس کا نفاذ کرتی ہے ان کو حِزْبَ اللّٰه کہا گیا۔ انسانوں کی دوسری جماعت (پارٹی) میں وہ لوگ ہوتے ہیں جو بہترین معاشرتی اور معاشی زندگی گزارنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے قوانین یعنی قرآن پر ایمان نہیں رکھتے بلکہ اپنے من مانے خودساختہ قوانین پر چلتے ہوئے معاشرے کو تباہ و برباد کر دیتے ہیں اس کو اللہ تعالیٰ نے حزب الشیطان، شیطان کی پارٹی یا شیطان کا لشکر کہا ہے۔

پہلی جماعت حِزْبَ اللّٰه اللہ کی پارٹی یا اللہ کا لشکر

جو لوگ اللہ پر اور روز قیامت پر ایمان رکھتے ہیں تم ان کو اللہ اور اس کے رسول کے دشمنوں سے دوستی کرتے ہوئے نہ دیکھو گے۔ خواہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا خاندان ہی کے لوگ ہوں یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان (پتھر پر لکیر کی طرح) تحریر کر دیا ہے اور فیض غیبی سے ان کی مدد کی ہے اور وہ ان کو جنتوں میں جن کے تلے نہریں بہہ رہی ہیں داخل کرے گا ہمیشہ ان میں رہیں گے اللہ ان سے خوش اور وہ اللہ سے خوش۔ یہی گروہ حزب اللہ (اللہ کا لشکر) ہے (اور) سن رکھو کہ اللہ ہی کا لشکر مراد حاصل کرنے والا ہے۔ (المجادلہ:22)

اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول اور مومنوں سے دوستی کرے گا تو (وہ اللہ کی جماعت حِزْبَ اللّٰه میں داخل ہوگا اور) حِزْبَ اللّٰه ہی غلبہ پانے والی ہے۔ (المائدہ:56)

دوسری جماعت حِزْبَ الشَّيْطَان، شیطان کی پارٹی یا شیطان کا لشکر

بھلا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو ایسوں سے دوستی کرتے ہیں جن پر اللہ کا غضب ہوا وہ نہ تم میں ہیں نہ ان میں اور جان بوجھ کر جھوٹی باتوں پر قسمیں کھاتے ہیں۔ اللہ نے ان کے لیے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے یہ جو کچھ کرتے ہیں یقیناً برا

ہے۔انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنالیا اور (لوگوں کو) اللہ کے رستے سے روک دیا ہے سو ان کے لیے ذلت کا عذاب ہے۔اللہ کے (عذاب کے) سامنے نہ تو ان کا مال ہی کچھ کام آئے گا اور نہ اولاد ہی (کچھ فائدہ دے گی) یہ لوگ اہل دوزخ ہیں اس میں ہمیشہ (جلتے) رہیں گے۔جس دن اللہ ان سب کو جلا اٹھائے گا تو جس طرح تمہارے سامنے قسمیں کھاتے ہیں (اسی طرح) اللہ کے سامنے قسمیں کھائیں گے اور خیال کریں گے کہ (ایسا کرنے سے) کام لے نکلے ہیں۔دیکھو یہ جھوٹے ہیں، سچ بات کو جھوٹ کرنے کی ناکام کوشش کرنے والے۔شیطان نے ان کو قابو میں کرلیا ہے اور اللہ کی یاد ان کو بھلادی ہے۔یہ **حِزْبَ الشَّيْطَانِ** شیطان کا لشکر ہے اور سن رکھو کہ شیطان کا لشکر نقصان اٹھانے واالا ہے۔جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں۔وہ نہایت ذلیل ہوں گے۔(المجادلہ:20-14)

فساد کیا ہے

اور اگر اللہ ان کی خواہشوں پر چلے تو آسمان اور زمین اور جو ان میں ہیں سب میں فساد پھیل جائے بلکہ ہم نے ان کے پاس ان کی نصیحت (کی کتاب) پہنچا دی ہے اور وہ اپنی (کتاب) نصیحت سے منہ پھیر رہے ہیں۔(المومنون:71)

خشکی اور تری میں لوگوں کے اعمال کے سبب فساد پھیل گیا ہے یعنی جب لوگوں نے اپنے خود ساختہ عقائد و نظریات اور اصولوں کو اللہ کے قوانین کے برابر قرار دے دیا تو اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انسانی زندگی کے ہر گوشے میں فساد پھیل گیا۔یہ فساد خود لوگوں کا اپنا پھیلایا ہوا ہے اللہ کی طرف سے نہیں ہے۔ان کی خود پیدا کردہ ناہمواریوں کے بعض تباہ کن نتائج ان کے سامنے آچکے ہیں۔یوں اللہ ان کو ان کے بعض اعمال کا مزہ چکھائے اس طرح عجب نہیں کہ وہ اپنے خود ساختہ اصولوں پر چلنے سے باز آجائیں جو فساد کا باعث ہوتے ہیں۔اگر اب بھی ان کی سمجھ میں یہ بات نہیں آرہی ہے تو ان سے کہو کہ دنیا میں چلو پھرو اور دیکھو جو قومیں تم سے پہلے گزر چکی ہیں ان کا انجام کیا ہوا ان تباہ شدہ قوموں کی اکثریت ان کی تھی جو مشرک تھے۔(الروم:42-41) مزید دیکھئے الروم:32-30۔

انسانیت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دینا یعنی فرقوں میں تقسیم کر دینا فساد ہے۔

اور جو لوگ اللہ سے عہد واثق کر کے اس کو توڑ ڈالتے اور جن (رشتہ ہائے قرابت) کے جوڑے رکھنے کا اللہ نے حکم دیا ہے ان کو قطع کر دیتے اور ملک میں فساد کرتے ہیں ایسوں پر لعنت ہے اور ان کے لیے گھر بھی برا ہے۔ (الرعد: 25)

مزید دیکھئے الرعد: 21

جو اللہ کے اقرار کو مضبوط کرنے کے بعد توڑ دیتے ہیں اور جس چیز (یعنی رشتہ قرابت) کے جوڑے رکھنے کا اللہ نے حکم دیا ہے اس کو قطع کیے ڈالتے ہیں اور زمین میں خرابی کرتے ہیں یہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں۔ (البقرہ: 27)

اور جب موسیٰ نے اپنی قوم کے لئے (اللہ سے) پانی مانگا تو ہم نے کہا کہ اپنی لاٹھی پتھر پر مارو (انہوں نے لاٹھی ماری) تو پھر اس میں سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے اور تمام لوگوں نے اپنا اپنا گھاٹ معلوم کر (کے پانی پی) لیا (ہم نے حکم دیا کہ) اللہ کی (عطا فرمائی ہوئی) روزی کھاؤ اور پیو

مگر زمین میں فساد نہ کرتے پھرنا۔ (البقرہ: 60)

اور یاد تو کرو جب اس نے تم کو قوم عاد کے بعد سردار بنایا اور زمین پر آباد کیا کہ نرم زمین سے (مٹی لے لے کر) محل تعمیر کرتے ہو اور پہاڑوں کو تراش تراش کر گھر بناتے ہو۔ پس اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو

اور زمین (یعنی شہروں) میں فساد نہ کرتے پھرو۔ (الاعراف: 74)

اور مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب کو بھیجا (تو) انہوں نے کہا کہ قوم! اللہ ہی کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نشانی آ چکی ہے تو تم ناپ اور تول پوری کیا کرو اور لوگوں کو چیزیں کم نہ دیا کرو

اور زمین میں اصلاح کے بعد فساد نہ کرو

اگر تم صاحب ایمان ہو تو سمجھ لو کہ یہ بات تمہارے حق میں بہتر ہے۔ (الاعراف: 85) مزید دیکھئے العنکبوت: 36

جن لوگوں نے کفر کیا اور (لوگوں کو) اللہ کے رستے سے روکا ہم ان کو عذاب پر عذاب دیں گے۔ اس لیے کہ فساد کیا کرتے تھے۔ (النحل: 88)

..... اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ ۝ (یونس: 81)

قانون یہ ہے کہ انسانوں میں فساد پیدا کرنے والوں کے کام کبھی سنورا نہیں کرتے۔

کیا یہ لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم دنیا میں ان لوگوں کو جو معاشرہ میں فساد پیدا کرتے ہیں، ان کے برابر کر دیں گے جو اعمالِ صالحہ کرتے ہیں؟ یعنی جو لوگ ایمان لائے اور عمل نیک کرتے رہے کیا ان کو ہم ان کی طرح کر دیں گے جو ملک میں فساد کرتے ہیں یا متقیوں کو فاجروں کی طرح کر دیں گے۔ (صٓ: 28) (یہ) کتاب جو ہم نے تم پر نازل کی ہے بابرکت ہے تاکہ لوگ اس کی آیتوں میں غور کریں اور تاکہ اہل عقل نصیحت پکڑیں۔ یعنی ایسا کبھی نہیں ہو سکتا کہ متقیوں کو فاجروں کی طرح کر دیا جائے اس لیے کہ یہ ہمارے قانونِ کائنات کے خلاف ہے اور اسی قانون کو ہم نے اس کتاب میں بیان کیا ہے جسے ہم نے تمہاری طرف نازل کیا ہے۔ یہ بڑی بابرکت کتاب ہے۔ اس کے اتباع سے بڑی سرفرازیاں اور خوشگواریاں حاصل ہوتی ہیں لیکن یہ انہی کو حاصل ہو سکتی ہیں جو اس کے احکام پر غور و فکر کریں۔ عقل و فکر سے کام لیں اور اس طرح اِس کے مضامین کو اچھی طرح سے سمجھیں۔ (صٓ: 29)

فسادیوں کی سزا

جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے لڑائی کریں اور ملک میں فساد کرنے کو دوڑتے پھریں ان کی یہی سزا ہے کہ قتل کر دیے جائیں یا سولی پر چڑھا دیئے جائیں یا ان کے ایک ایک طرف کے ہاتھ اور ایک ایک طرف کے پاؤں کاٹ دیئے جائیں یا ملک سے نکال دیئے جائیں یہ تو دنیا میں ان کی رسوائی ہے اور آخرت میں ان کے لیے بڑا (بھاری) عذاب (تیار) ہے۔ (المائدہ: 33) مزید دیکھئے النساء: 111

ہاں جن لوگوں نے اس سے پیشتر کہ تمہارے قابو آ جائیں توبہ کر لی تو تم کو اس

بات کا علم ہونا چاہیئے کہ اللہ غفور اور رحیم ہے۔ المائدہ: 34)

بات سمجھانے کے لئے اس سے بڑی مثال اور کیا ہو سکتی ہے کہ اگر کائنات میں دو الٰہ ہوتے تو سارا نظام درہم برہم ہو جاتا، کائنات میں فساد پھیل جاتا، اگر دو الٰہ ہونے سے کائنات میں فساد پھیل سکتا ہے تو سوچئے کہ ہمارے ملک پاکستان میں ایک اللہ اور ایک رسول اور ایک کتاب، قرآن کو ماننے والوں کی اللہ کے حکم کے مطابق فقط ایک جماعت، حزب اللہ ہونی چاہئے تھی لیکن ہماری قوم دو سو سے زیادہ سیاسی پارٹیوں میں تقسیم ہو چکی ہے، جن میں سے کوئی 25-20 چھوٹی بڑی پارٹیاں فعال ہیں۔ ہماری پارلیمنٹ میں بھی ایک وقت میں دس سے پندرہ سیاسی پارٹیوں کے نمائندے ہوتے ہیں۔ سیاسی پارٹیوں کے علاوہ ہمارے پاکستان میں مسلمانوں کے جتنے مذہبی فرقے ہیں ان سے بھی آپ باخبر ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کی اس بات کو ذہن میں رکھتے ہوئے کہ کائنات میں اگر دو خدا ہوتے تو کائنات میں فساد پھیل جاتا، سوچئے کہ ہمارے ملک میں موجود سیاسی پارٹیوں اور مذہبی فرقوں اور مسلکوں کی موجودگی میں کیا امن قائم رہ سکتا ہے؟ ہر سیاسی پارٹی ملک میں اپنی حکومت اور اپنا اقتدار اور اختیار چاہتی ہے۔ سیاسی پارٹیاں اقتدار اور اختیار حاصل کرنے کے لئے ایک دوسرے سے لڑتی جھگڑتی رہتی ہیں اور سب کا دعویٰ یہی ہے کہ عوام ہمارے ساتھ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اس کائنات اور تمہاری دنیا کا نظام اس لئے خوبصورتی سے چل رہا ہے کہ بادشاہی یعنی اقتدار اور اختیار صرف ایک اللہ کا ہے۔ اگر قرآن کے حکم کے مطابق، اللہ رسول کے ماننے والوں کی صرف ایک جماعت حزب اللہ ہو جو قرآن کو اپنا آئین Constitution مان کر اپنے معاشرے میں اللہ کی حکومت قائم کرے تو یہ دنیا جنت ارضی بن جائے۔

جنت میں

کیا ہوگا اور کیا نہیں ہوگا

جنت ہماری اس دنیا کی ہو یا ہمارے مرنے کے بعد ملنے والی آخرت کی جنت۔ جنت میں کیا کچھ ہوگا اور کیا نہیں ہوگا اس کا جائزہ لیتے ہیں۔
آخرت کی جنت ہماری نظروں سے اوجھل ہے۔ ہم اپنی موجودہ زندگی میں اس جنت کا اندازہ نہیں کر سکتے، جن لوگوں کو مرنے کے بعد آخرت کی زندگی میں جنت دی جائے گی اس کے لیے کہا گیا۔

کوئی شخص (نَفْسٌ) نہیں جانتا کہ ان کے لیے کیسی آنکھوں کی ٹھنڈک قُرَّةِ اَعْیُنٍ چھپا کر رکھی گئی ہے۔ یہ ان کے اعمال کی جزا ہے جو وہ کرتے تھے۔ (السجدہ: 17)
ہم لوگوں کا علم بہت تھوڑا ہے۔ مرنے کے بعد کی جنت کے بارے میں ہم اپنے محدود علم اور اپنی چھوٹی سی عقل سے نہیں جان سکتے۔ اللہ تعالیٰ نے مثالوں سے جنت کی وضاحت کی ہے۔
جنت جس کا تقویٰ شعاروں سے وعدہ کیا جاتا ہے اس کی مثال یہ ہے کہ اس میں پانی کی نہریں ہیں جو بو نہیں کرے گا اور دودھ کی نہریں ہیں جس کا مزہ نہیں بدلے گا اور شراب کی نہریں ہیں جو پینے والوں کو لیے (سراسر) لذت ہے اور شہد مصفا کی نہریں ہیں (جو حلاوت ہی حلاوت ہے) اور (وہاں) ان کے لیے ہر قسم کے میوے ہیں اور ان کے رب کی طرف سے مغفرت ہے۔ (محمد: 15)
جنت کے بارے میں العمران: 133 میں بھی بتایا گیا ہے، ہم آپ کے لیے العمران: 133-130 کا ترجمہ لکھ رہے ہیں۔ ان آیات میں مخاطب مومن ہیں:
اے ایمان والو! دگنا چوگنا سود نہ کھاؤ اور اللہ سے ڈرو تاکہ فلاح حاصل کرو۔ اور

(دوزخ کی) آگ سے بچو جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔ اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحمت کی جائے۔ اور اپنے رب کی مغفرت اور جنت کی طرف لپکو جس کا عرض آسمان اور زمین کے برابر ہے اور جو (اللہ سے) ڈرنے والوں کے لیے تیار کی گئی ہے۔ (العمران: 133-130)

الرعد: 35 کا ترجمہ پڑھیے:

جس باغ کا متقیوں سے وعدہ کیا گیا ہے اس کی مثال یہ ہیں کہ اس کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔ اس کے پھل (وقتی نہیں) ہمیشہ (قائم رہنے والے) ہیں، ان پر کبھی خزاں نہیں آئیگی اور اس کے سائے بھی (ہمیشہ قائم رہنے والے ہوں گے)، یہ ان لوگوں کا انجام ہے جو متقی ہیں (الرعد: 35)

الحدید میں ہے:

(بندو) اپنے رب کی مغفرت کی طرف دوڑو اور اس جنت کو حاصل کرو جس کا عرض آسمان اور زمین کے عرض کا سا ہے (یعنی جس کی آسائشیں، مسرتیں اور بہاریں ساری کائنات میں پھیلی ہوئی ہیں) اور جو ان لوگوں کے لیے تیار کی گئی ہے جو اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لائے ہیں یہ اللہ کا فضل ہے، یہ جنت ہر اس شخص کو مل سکتی ہیں جو اللہ کے بتائے ہوئے اصولوں کے مطابق اپنی زندگی گزارے، اللہ ذوالفضل العظیم ہے یعنی بڑی آسائشوں اور خوش حالیوں کا عطا کرنے والا ہے۔ (الحدید: 21)

سورہ الدھر جس کا ایک اور نام سورہ الانسان بھی ہے اس کی آیات 22-5 میں جنت کے بارے میں جس طرح وضاحت کی گئی ہے وہ آپ ان آیات کے ترجمے میں ملاحظہ فرمائیے:

جو (اللہ کے بندے ہیں وہ) ایسی شراب نوش جان کریں گے جس میں کافور کی آمیزش ہوگی۔ یہ ایک چشمہ ہے جس میں سے اللہ کے بندے پئیں گے اور اس میں سے (چھوٹی چھوٹی) نہریں نکال لیں گے (یعنی یہ خود نہریں نکالیں گے کسی دوسرے کی محنت کے حاصل پر قبضہ نہیں کریں گے)۔ یہ لوگ نذر پوری کرتے ہیں

اور اس دن سے جس کی سختی پھیل رہی ہوگی خوف رکھتے ہیں۔ باوجود اس کے کہ ان کو خود کھانے کی ضرورت ہے لیکن وہ فقیروں اور یتیموں اور قیدیوں کو کھلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم تمہیں اللہ کی خاطر کھلاتے ہیں اس کے بدلے میں تم یہ نہ سمجھو کہ (ہم تم پر احسان دھرتے ہیں اور) ہم تم سے اس کا بدلہ چاہتے ہیں (ہم تم سے) شکریہ کے طلب گار بھی نہیں ہیں۔ ہم ایسا اس لئے کرتے ہیں کہ اگر ہم نے ایسا نہ کیا یعنی ضرورت مندوں کی بھوک کا بندوبست نہ کیا تو ہمیں اس دن سے ڈر لگتا ہے کہ جب چہرے بڑے کریہہ المنظر ہو جائیں گے۔ اتنی مصیبتیں نازل ہوں گی کہ چہرے بگڑ جائیں گے۔ ماتھوں پر شکنیں آ جائیں گی۔ اطمینان وسکون کا نام و نشان تک نہ ہوگا (عبوساً قمطریراً)۔ اس لئے ہم کھانے سے اپنی محبت کے باوجود ضرورت مندوں کو بغیر کسی لالچ اور شکریے کے دے دینا چاہتے ہیں تاکہ اللہ ہمیں اس دن کی سختی سے بچا لے اور ہمارے چہروں پر تازگی اور سرور ہو۔(نَضرةً وَّ سُروراً)

اور ان کے صبر کے بدلے ان کو جنت (کے باغات) اور ریشم (کے ملبوسات) عطا کرے گا۔ ان میں وہ تختوں پر تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے وہاں نہ دھوپ (کی حدت) دیکھیں گے نہ سردی کی شدت۔ ان سے (ثمر دار شاخیں اور) ان کے سائے قریب ہوں گے اور پھلوں کے گچھے جھکے ہوئے لٹک رہے ہوں گے یعنی زندگی کی سہولتیں اور آسائشیں ان کی پہنچ میں ہوں گی جس کو حاصل کرنے کے لئے ان کو محنت نہیں کرنا پڑے گی (خدام) چاندی کے برتن لیے ہوئے ان کے اردگرد پھریں گے اور شیشے کے (نہایت شفاف) گلاس۔ اور چاندی کے برتن بھی شیشے کی طرح چمک دار کہ جو ٹھیک اندازے کے مطابق بنائے گئے ہیں۔ اور وہاں ان کو ایسی شراب (بھی) پلائی جائے گی جس میں سونٹھ کی آمیزش ہوگی۔ یہ جنت میں ایک چشمہ ہے جس کا نام سلسبیل ہے۔ اور ان کے پاس لڑکے آتے جاتے ہوں گے جو ہمیشہ ایک ہی حالت پر آئیں گے جب تم ان پر نگاہ ڈالو تو خیال کرو کہ بکھرے ہوئے موتی ہیں۔ اور جنت میں (جہاں) آنکھ اٹھاؤ گے کثرت سے نعمت اور عظیم (الشان) سلطنت دیکھو گے۔ ان (کے جسموں)

پر دیبائے سبز اور اطلس کے کپڑے ہوں گے اور انہیں چاندی کے کنگن پہنائے جائیں گے اور ان کا رب ان کو نہایت پاکیزہ شراب پلائے گا۔ یہ تمہارا صلہ ہے اور تمہاری کوشش (اللہ کے ہاں) مقبول ہوئی۔

ہماری نظر میں جنت کی سب سے بڑی خوبی یہ ہوگی کہ اس میں کوئی لغو بات یعنی شور شرابہ، گالم گلوچ اور بکواس سنائی نہیں دے گی۔ اس کے علاوہ جھوٹی بات بھی لوگ ایک دوسرے سے نہیں کہیں گے۔ (النساء:35، الواقعہ:26-25، الغاشیہ:11)

ہر طرف سے سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ کی آوازیں آ رہی ہوں گی، لوگ ایک دوسرے کی سلامتی کے خواہش مند ہوں گے۔ (الرعد:24، النحل:32، مریم:62)

یونس:10-9 کا ترجمہ پڑھیے

(اور) جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے ان کو رب ان کے ایمان کی وجہ سے (ایسے محلوں کی) راہ دکھائے گا (کہ) ان کے نیچے نعمت کے باغوں میں نہریں بہہ رہی ہوں گی۔ (جب وہ) ان میں (ان کی نعمتوں کو دیکھیں گے تو بے ساختہ) کہیں گے سبحان اللہ۔ اور آپس میں ان کی دعا سلام علیکم ہوگی اور ان کا آخری قول یہ (ہوگا) کہ خدائے رب العالمین کی حمد (اور اس کا شکر) ہے۔

جنت تقویٰ شعاروں کے لیے مقام امین ہے۔ الدخان 57-51 کا ترجمہ دیکھیے:

بے شک تقویٰ شعار امن کے مقام میں ہوں گے۔ (یعنی) باغوں اور چشموں میں۔ حریر کا باریک اور دبیز لباس پہن کر ایک دوسرے کے سامنے بیٹھے ہوں گے۔ (وہاں) اس طرح (کا حال ہوگا) اور ہم بڑی بڑی آنکھوں والی سفید رنگ کی عورتوں سے ان کے جوڑے لگائیں گے۔ وہاں خاطر جمع سے ہر قسم کے میوے منگوائیں گے (اور کھائیں گے)۔ (اور) پہلی دفعہ کے مرنے کے سوا (کہ مر چکے تھے) موت کا مزہ نہیں چکھیں گے اور اللہ ان کو دوزخ کے عذاب سے بچا لے گا۔ یہ تمہارے رب کا فضل ہے۔ یہی تو بڑی کامیابی ہے۔

جنت مقام امین کے ساتھ ساتھ دارالسلام بھی ہے۔ (الانعام:127،

ابراہیم:23)

صبح وشام رزق ملتا رہے گا۔(مریم:62)

ایسا رزق جو کہ رزق معلوم ہے۔(الصافات:41)

پھل اور مشروبات بھی۔(صٓ:51)

پھل بھی ہر قسم کے ہوں گے۔(الدخان:55)

اور پرندوں کا گوشت بھی ہوگا۔(الطور:22،الواقعہ:21-20)

اہل جنت پر سونے کی پرچوں اور پیالوں کا دور چلے گا اور وہاں جو دل چاہے اور آنکھوں کو اچھا لگے موجود ہوگا۔(الزخرف:71)

اس آیت کے ترجمے پر توجہ دیجئے: (البقرہ:25)

اور جو لوگ ایمان لائے اور اعمال صالحہ کرتے رہے ان کو خوش خبری سنا دو کہ ان کے لئے (نعمت کے) باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں جب انہیں ان میں سے کسی قسم کا میوہ کھانے کو دیا جائے گا تو کہیں گے یہ تو وہی ہے جو ہم کو پہلے دیا گیا تھا اور ان کو ایک دوسرے کے ہم شکل میوے دیئے جائیں گے۔

جنت کی خوبیوں کے لیے الرحمٰن کی آخری کی آیات کے ترجمے ملاحظہ فرمایئے:

1۔ اور جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرا اس کے لیے دو باغ ہیں۔(الرحمٰن:46)

2۔ ان دونوں میں بہت سی شاخیں (یعنی قسم قسم کے میوؤں کے درخت ہیں)۔(الرحمٰن:48)

3۔ ان میں دو چشمے بہہ رہے ہیں۔(الرحمٰن:50)

4۔ ان میں سب میوے دو دو قسم کے ہیں۔(الرحمٰن:52)

5۔ (اہل جنت) ایسے بچھونوں پر جن کے استر اطلس کے ہیں تکیہ لگائے ہوئے ہوں گے اور دونوں باغوں کے میوے قریب (جھک رہے) ہیں۔(الرحمٰن:54)

6۔ ان میں نیچی نگاہ والی خواتین ہیں جن کو اہل جنت سے پہلے نہ کسی انسان نے ہاتھ لگایا اور نہ کسی جن نے۔ (الرحمٰن:56)

7۔ گویا وہ یاقوت اور مرجان ہیں۔ (الرحمٰن:58)

8۔ نیکی کا بدلہ نیکی کے سوا کچھ نہیں۔ (الرحمٰن:60)

9۔ اور ان باغوں کے علاوہ دو باغ اور ہیں۔ (الرحمٰن:62)

10۔ دونوں خوب گہرے سبز۔ (الرحمٰن:64)

11۔ ان میں دو چشمے ابل رہے ہیں۔ (الرحمٰن:66)

12۔ ان میں میوے اور کھجوریں اور انار ہیں۔ (الرحمٰن:68)

13۔ ان میں نیک سیرت (اور) خوب صورت خواتین ہیں۔ (الرحمٰن:70)

14۔ (وہ) حوریں (ہیں جو) خیموں میں مستور (ہیں)۔ (الرحمٰن:72)

15۔ ان کو (اہل جنت سے) پہلے نہ کسی انسان نے ہاتھ لگایا اور نہ کسی جن نے۔ (الرحمٰن:74)

16۔ سبز قالینوں اور نفیس مسندوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے۔ (الرحمٰن:76)

میرا گھر میری جنت

آخرت کی جنت کے بارے میں لکھتے لکھتے ہمیں وہ آیات بھی یاد آنے لگیں جن میں موجودہ دنیا کی زندگی میں اپنے گھر کو جنت بنانے کی ''ترکیب'' ملتی ہیں۔

البقرہ 221 کے ترجمے پر توجہ دیجئے:

اور (مومنو) مشرک عورتوں سے جب تک ایمان نہ لائیں نکاح نہ کرنا کیونکہ مشرک عورت خواہ تم کو کیسی ہی بھلی لگے اس سے مومن لونڈی بہتر ہے اور (اسی طرح) مشرک مرد جب تک ایمان نہ لائیں مومن عورتوں کو ان کی زوجیت میں نہ دینا۔

کیونکہ مشرک (مرد) سے خواہ وہ تم کو کیسا ہی بھلا لگے مومن غلام بہتر ہے۔

یہ (مشرک لوگوں کو) جہنم کی طرف بلاتے ہیں اور
اللہ اپنی مہربانی سے جنت اور مغفرت کی طرف بلاتا ہے

اور اپنے حکم لوگوں سے کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ نصیحت حاصل کریں۔

میاں بیوی کے نظریات وعقائد میں ہم آہنگی ہونا بہت ضروری ہے۔عقائد ونظریات میں شدید اختلاف کی مثال مشرک اور مومن کی ہے۔ اگر کسی مشرک مرد کی شادی کسی مومن عورت سے یا کسی مشرک عورت کی شادی مومن مرد سے ہو جائے تو فکر ونظر میں شدید اختلافات کی وجہ سے آج نہیں تو کل گھر جہنم بن جائے گا۔اسی لیے کہا جارہا ہے کہ اگر تم اللہ کی بات مانو گے تو اپنے گھر کو جنت بنالو گے۔اس کے لیے البقرہ: 221 میں ایسا کہا گیا کہ اللہ تم کو اپنی مہربانی سے جنت اور مغفرت کی طرف بلاتا ہے۔ جب کہ مشرک تم کو النار یعنی تباہیوں اور بربادیوں کی طرف بلاتے ہیں۔

بال بچوں کے حوالے سے ہمیں یہ ہدایت ملتی ہے:

اور جان رکھو کہ تمہارا مال اور اولاد بڑی آزمائش ہے اور یہ کہ اللہ کے پاس اجر عظیم ہے۔(الانفال:28) مزید دیکھئے التوبہ: 24۔

ایک اور آیت کا ترجمہ ملاحظہ فرمایئے:

مومنو! تمہارا مال اور اولاد تم کو اللہ کی یاد سے غافل نہ کردے اور جو ایسا کرے گا تو وہ لوگ خسارہ اٹھانے والے ہیں۔(المنافقون:9) مزید دیکھئے التغابن: 15

اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں کی وجہ سے آج ہماری دنیا جہنم کا نمونہ بنتی جارہی ہے۔آج ہماری دنیا، ہمارا پاکستان جس طرح فرقوں، مسلکوں اور دو سو سے زیادہ سیاسی پارٹیوں میں تقسیم ہو چکا ہے وہ ہم سب کے سامنے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن یعنی کتابِ ہدایت ہمیں اس لیے دی ہے کہ اس پر عمل کرنے سے ہماری دنیا اور آخرت جنت بن جائے۔

جنت چاہے ہماری اس دنیا کی ہو یا مرنے کے بعد آخرت کی جنت۔ یہ اُسی وقت مل سکے گی جب ہم قرآن کریم کی ہدایت پر انفرادی اور اجتماعی طور پر عمل کریں۔ اس بات کو آپ یاد کر لیجیے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو جنت ملے گی اس کی قیمت مومنوں کے اموال (مال و دولت) اور ان کی جانیں ہیں۔

جنت میں جو لوگ بھی جائیں گے وہ لازمی طور پر وہ لوگ ہوں گے جن کی ساری زندگی قرآنِ حکیم پر عمل کرتے ہوئے گزری ہوگی گویا جنتی لوگوں نے قرآن پڑھ کر امتحان پاس کیا ہوگا۔ جن لوگوں نے اپنی موجودہ دنیا کو بھی جنت بنایا ہوگا تو وہ جنت بھی قرآن کی ہدایات پر عمل کر کے ہی بنائی گئی ہوگی۔

اگر آپ کو بھی جنت میں جانے کا شوق ہو تو یہ بات ہمیشہ کے لیے ذہن میں رکھ لیں کہ جنت میں جانا آسان کام نہیں ہے۔ اس کے لیے ہم بار بار کہتے آرہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مومنوں کی جانوں اور مالوں کے بدلے میں جنت دیتا ہے۔ (التوبہ:111)

اس سے پہلے کہ ہم آگے کچھ لکھیں یہ بات بھی آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ قرآن آسمانی دستورِ حیات DIVINE CONSTITUTION ہے۔ دستور یا آئین یا قانون پر اجتماعی طور پر عمل کیا جاتا ہے۔ اگر ملک کے حالات ایسے نہ ہوں کہ آپ قرآنی تعلیمات اور اس کے اصولوں پر اجتماعی طور پر عمل کر سکیں تو اس کے لیے کہا گیا کہ تم اپنے اپنے گھروں کو قبلہ بنا لو اور اس میں اقام الصلوٰۃ کا فریضہ ادا کرو۔ (یونس:87)

جنت میں جانے کے خواہش مند خواتین و حضرات کی خدمت میں عرض ہے کہ

1۔ جنت اعمال کا نتیجہ ہے۔ وہ اعمال جو قرآن کی ہدایات کے مطابق کیے جائیں۔ (العمران:136،195، الاعراف:43)

2۔ جنت صادقین کے لیے ہے۔ (المائدہ:119)

3۔ جو لوگ کہیں کہ ہمارا رب اللہ ہے اور اپنے اس قول پر استقامت کے ساتھ کھڑے ہو گئے تو ان کے لیے جنت ہے۔ (حٰم السجدہ:32-30، الاحقاف:14-13)

4۔ جنت جہاد مسلسل اور صبر آزما مراحل کے بعد ملتی ہے۔ (البقرہ:214، العمران:142)

5۔ جنت کے حصول کے لئے مرد ہوں یا خواتین، سب کو قرآن کی ہدایات پر عمل کرنا ہوگا۔ (العمران: 195-194، النساء:124، مومن:40، الفتح:5، الحدید:12)

6۔ جنت محسنین (احسان کرنے والوں) کے لیے ہے۔ وہ لوگ جو دوسروں کی کمی کو پورا کرتے ہیں۔ دوسروں کی زندگی کو حسین کرتے ہیں۔ (الذٰریات:16-15، المرسلات:44-41)

7۔ متقین کے لیے جنت۔ (العمران:133-132، الرعد:35، الحجر:45)

8۔ جنت اصحاب الیمین کے لیے ہے۔ (الواقعہ:27,38,89,91)

9۔ جو اپنے دل میں رب کے اونچے مقام سے ڈرتے ہوں۔ (الرحمٰن:46، النازعات:41-40)

10۔ جنت، الابرار کے لیے، ان کے لیے جن کے سامنے زندگی کے راستے کھلے ہوئے ہیں۔ (الانفطار:13، التطفیف:22)

11۔ نفسِ مطمئنہ کے لیے جنت۔ (الفجر:30-28)

12۔ قتال فی سبیل اللہ سے جنت۔ (محمدؐ:6-4)

13۔ توبہ کرنے والوں کے لیے جنت۔ (التحریم:8)

14۔ جنت متقین کے قریب کردی جائے گی۔ (قٓ:31)

15۔ جنت اللہ اور رسولؐ کے فرمان پر چلنے والوں کے لیے ہے۔ (الفتح:17، النساء:13)

16۔ جو حدود اللہ، اللہ کی بتائی ہوئی حدوں کے اندر رہے گا اس کے لیے جنت ہے۔ (النساء:13)

ان کے علاوہ قرآن میں اور نکات بھی ہیں۔

آپ کسی بھی انسان کو مسلم ہو یا غیر مسلم، پوچھیے کہ مرنے کے بعد کہاں جانا پسند کرے گا؟ ان کا جواب یہی ہو گا کہ مرنے کے بعد ان کو اگر مسلمان ہو گا تو جنت میں، ہندو ہوگا تو سوَرگ میں اور اگر عیسائی ہو گا تو کہے گا ہیون HEAVEN/PARADISE میں جانا پسند کروں گا۔ مذاہب عالم کو آپ دیکھ جایئے آپ کو ہر مذہب میں جنت کا تصور ضرور ملے گا۔

ہم اپنی بات کرتے ہیں مسلمانوں کی بات کرتے ہیں۔ اوپر لکھے گئے سولہ نکات کی روشنی میں اپنے کردار اور اعمال کا جائزہ لیجیے۔ اگر ہم ان سولہ نکات کے ہر نکتے کا ایک نمبر رکھیں اور سولہ نکات کے سولہ نمبرز رکھیں تو تھوڑی دیر کے لیے آنکھیں بند کر کے اور ریلیکس RELAX ہو کر سوچیے کہ آپ کو سولہ میں سے کتنے نمبر ملنے چاہئیں۔ یہاں ہم نے صرف سولہ نکات لکھے ہیں۔ قرآن میں ان کے علاوہ اور نکات بھی ہیں۔ مثلاً ہجرت اور قتال فی سبیل اللہ سے جنت ملتی ہے۔ (العمران: 194) ایسے کام کرنے والوں کے لیے جنت ہے جن کے ہر کام ایسے ہوں گے جن کو اللہ تعالیٰ نے APPROVE کیا ہو گا۔ (الفتح: 18) جنتی لوگ اللہ اور رسولؐ سے جنگ کرنے والوں سے دوستی نہیں رکھتے۔ (المجادلہ: 22)

آپ اوپر لکھے گئے صرف سولہ نکات کے سولہ نمبر فرض کرتے ہوئے اپنے آپ کو نمبر دیجیے کہ ان نکات کی روشنی میں اپنا محاسبہ اس دنیا میں ہی کر کے دیکھ لیجیے کہ آپ کس حد تک اپنے آپ کو جنت کا مستحق پاتے ہیں۔ جنت آسانی سے یا مفت میں ملنے والی چیز نہیں ہے۔ مومنوں کو اپنی جانیں اور اموال اللہ تعالیٰ کے ہاتھ فروخت کرنے کے بعد ہی جنت ملے گی، اس کا اندازہ کرنا ہو تو جنگ بدر کے تین سو تیرہ مجاہدین کا تصور کریں یہ وہ خوش قسمت لوگ تھے جو اپنے مال کے ساتھ جان دینے والے بھی تھے اور جان لینے والے بھی تھے۔ یعنی میدان جنگ میں کافروں کی جان لیتے اور اللہ کی راہ میں لڑتے ہوئے اپنی جانیں دیتے بھی تھے۔

جنت آسانی سے ملنے والی چیز نہیں ہے اور نہ ہی دینِ اسلام پر چلنا آسان کام ہے۔(دیکھئے البقرہ:157-155)

جنگِ بدر والے تین سو تیرہ مومنین کے بارے میں آپ سوچیں تو یہ سوچیں کہ ان کا کوئی فرقہ نہیں تھا۔ نہ ہی ان کے الگ الگ مسلک تھے۔ ان کے ہاتھوں میں قرآن مجید کے علاوہ کوئی اور کتاب نہیں تھی ۔ یہ وہ لوگ تھے جن کے بارے میں کہا گیا کہ یہ لوگ سچے اور پکے مومن تھے۔ سچے اور پکے مومنوں کو قرآن میں "اَلْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا" کہا گیا ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے لیے مغفرت اور رزق کریم ہے۔ اپنا محاسبہ کرنے کے لیے الانفال کی دو آیات کے ترجمے ملاحظہ فرمایئے:

اور جو لوگ ایمان لائے اور وطن سے ہجرت کر گئے اور اللہ کی راہ میں لڑائیاں کرتے رہے اور جنہوں نے (ہجرت کرنے والوں کو) جگہ دی اور ان کی مدد کی اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا یہی لوگ سچے مسلمان ہیں ان کے لیے (اللہ کے ہاں) مغفرت اور رزق کریم ہے۔اور جو لوگ بعد میں ایمان لائے اور وطن سے ہجرت کر گئے اور تمہارے ساتھ ہو کر جہاد کرتے رہے وہ بھی تم ہی میں سے ہیں اور رشتہ دار اللہ کے حکم کی رو سے ایک دوسرے کے زیادہ حق دار ہیں کچھ شک نہیں کہ اللہ ہر چیز سے واقف ہے۔ ہر شے کا علم رکھتا ہے(الانفال:75-74)

جنت میں جانے کا اصول

اللہ تعالیٰ نے جنت میں داخلے کا بڑا آسان سا اصول بتایا ہے۔ وہ اصول کیا ہے ان آیات کے ترجمے میں پڑھیے: یہ اصول سمجھنے میں جتنا آسان ہے عمل کرنے کے لئے بہت ہی مشکل ہے۔

اور اس روز (اعمال کا) تلنا برحق ہے تو جن لوگوں کے (عملوں کے) وزن بھاری ہوں گے وہ تو نجات پانے والے ہیں۔اور جن کے وزن ہلکے ہوں گے تو یہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو خسارے میں ڈالا اس لیے کہ ہماری آیتوں کے بارے میں ظلم کرتے تھے، بے انصافی کرتے تھے۔ (الاعراف:9-8)

دو آیات کے ترجمے پڑھیے:

تو جن کے (اعمال کے) بوجھ بھاری ہوں گے وہ فلاح پانے والے ہیں۔ اور جن کے بوجھ ہلکے ہوں گے وہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو خسارے (نقصان) میں ڈالا ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔ (المومنون: 103-102)

مزید وضاحت کے لیے ملاحظہ فرمائیے القارعہ: 11-6 کا ترجمہ

تو جس کے (اعمال کے) وزن بھاری نکلیں گے۔ وہ دل پسند عیش میں ہوگا۔
اور جس کے وزن ہلکے نکلیں گے۔
اس کا مرجع ہاویہ ہے۔
اور تم کیا سمجھے کہ ہاویہ کیا چیز ہے؟
(وہ) دہکتی ہوئی آگ ہے۔

ایک سادہ سا اصول یہ ہے کہ جس کے اعمال صالحہ زیادہ ہوں گے یعنی تعمیری صلاحیتیں زیادہ ہوں گی وہ آگے بڑھ جائے گا جو تخریب کار ہوگا وہ پیچھے رہ جائے گا۔ یہاں پر ترازو کے دو پلڑے ہیں، پچھلے صفحات میں لکھے گئے سولہ نکات کو ایک بار اور پڑھیے اور اپنے بارے میں فیصلہ کیجئے کہ آپ کا کون سا پلڑا بھاری ہوسکتا ہے۔

ہر انسان مسلم ہو یا غیر مسلم اپنا فیصلہ خود کرسکتا ہے۔ بروزِ قیامت بھی ہر انسان اپنا فیصلہ خود کرے گا۔ آیات کے ترجمے پر توجہ دیجیے۔

اور ہم نے ہر انسان کے اعمال کو (بہ صورت کتاب) اس کے گلے میں لٹکا دیا ہے اور قیامت کے روز (وہ) کتاب اسے نکال دکھائیں گے جسے وہ کھلا ہوا دیکھے گا۔ (کہا جائے گا کہ) اپنی کتاب پڑھ لے۔ تو آج اپنا آپ ہی محاسب کافی ہے۔ (بنی اسرائیل: 14-13)

دوسری جگہ ایسا بھی بتایا گیا:

اس دن انسان کہے گا کہ (اب) کہاں بھاگ جاؤں؟ بے شک کہیں پناہ نہیں۔ اس روز رب ہی کے پاس ٹھکانا ہے۔ اس دن انسان کو جو (اعمال) اس نے آگے بھیجے اور جو

پیچھے چھوڑے ہوں گے سب بتا دیئے جائیں گے۔ بلکہ انسان آپ اپنا گواہ ہے۔ اگرچہ عذر و معذرت کرتا رہے۔(القیامۃ:15-10) مزید دیکھئے حٰمٓ السجدہ:21-18

جنت اور جہنم اس لیے ہے کہ جس کا دل چاہے آگے بڑھ جائے اور جنت میں ٹھکانہ بنالے اور جس کا دل چاہے جہنم کو اپنا مقدر بنالے۔(المدثر:47-37)

جن لوگوں کے نصیب میں جنت ہوگی تو یہ جنت ایسی جگہ ہوگی جس میں کوئی بچہ اپنی ماں سے یہ نہیں کہے گا کہ امی مجھے ڈر لگ رہا ہے، کوئی ماں اپنے بچوں کو ڈر اور خوف سے نکالنے کے لئے راتیں جاگ جاگ کر نہیں گزارے گی۔ کوئی ماں اپنے بچے کے انتظار میں بے چین ہو کر دروازے پر نہیں بیٹھی ہوگی کہ پتہ نہیں وہ زندہ سلامت گھر واپس آتا بھی ہے کہ نہیں۔ ماں اپنے بچوں کے لئے، بہنیں اپنے بھائیوں کے لئے اور بھائی اپنی بہنوں کے لئے فکر مند نہیں ہوں گے۔ جنت ایسی جگہ ہوگی جہاں لوگ ایک دوسروں کو ایسی نصیحت نہیں کریں گے کہ دیکھ بھال کر زندگی گزارو، کسی اجنبی پر بھروسہ نہ کرنا اور ان سے دوستی بھی نہ کرنا اور کسی اجنبی کے ہاتھ سے کوئی چیز لے کر نہیں کھانا۔ اپنی قیمتی چیزوں کو چوروں اور ڈاکوؤں سے بچا کر اور چھپا کر رکھنا وغیرہ وغیرہ۔

جنت دارالسلام ہے(الانعام:127) جہاں پر لوگ ایک دوسرے کی سلامتی کے ذمہ دار ہوں گے، جنت مقام امین ہے(الدخان:51) کہ جو اس میں داخل ہوگیا اس کو امن مل جائے گا۔ جنت دارالقرار ہے(المومن:39) اور خیر کے ساتھ جنت دارالمتقین بھی ہے(النحل:30)، متقین یعنی تقویٰ شعار جنہوں نے دنیا میں اپنی پوری زندگی اللہ تعالیٰ کے قوانین پر عمل کرتے ہوئے گزاری تھی۔ سوچیے کہ کیا ایسی جنت میں لوگ اپنے گھروں کو محفوظ کرنے کے لئے اونچی اونچی دیواریں اور ان میں لکڑی اور لوہے کے بڑے بڑے دروازے بنائیں گے جن میں الیکٹرانک تالے اور کیمرے بھی ہوں اور آگے پیچھے سکیورٹی گارڈ گشت کر رہے ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے جنت کی، وہ جنت چاہے ہماری اس دنیا کی جنت ارضی ہو یا آخرت میں ملنے والی جنت، اس کی سب سے بڑی خوبی یہ بتائی ہے کہ وہاں نہ

خوف ہوگا اور نہ رنج وغم۔ کوئی بچہ خوف زدہ نہیں ہوگا، کوئی ماں اپنے بچے کو ڈر اور خوف سے نکالنے کے لئے پریشان نہیں ہوگی۔ جنتیوں کو اپنے گھروں کی حفاظت کے لئے چوکیداروں اور محافظوں کی ضرورت نہیں ہوگی اور نہ ہی وہاں مسلح افواج ہوں گی اور نہ ہی ٹینکوں اور میزائل بنانے کی انڈسٹریز۔ اسلحہ سازی کی سب سے بڑی وجہ خوف ہے، ان دیکھے دشمنوں کا خوف کہ پتہ نہیں کون کب اور کہاں سے حملہ کردے۔

اللہ تعالیٰ مومنوں کی جانیں اور اموال خرید کر بدلے میں جنت عطا کرتا ہے قرآن میں جنت میں داخلے کے لئے کڑی اور سخت شرائط دیکھتے ہیں تو روح کانپ جاتی ہے کہ ہم تو ایک عام اور اللہ تعالیٰ کے گمنام سپاہی un-known soldier جیسے ہیں۔ لاکھ کوششوں کے باوجود ایک دوسرے سے بات چیت کے دوران ہماری زبان سے سچ کی جگہ جھوٹی باتیں بھی نکل جاتی ہیں اور بھی غلط کام ہیں جو ہم سے سرزد ہو جاتے ہیں، ہماری کتابیں پڑھ کر آپ یہ نہ سمجھیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے خاص اور نیک بندے ہیں۔ ہم بھی اسی پاکستانی معاشرے میں رہتے ہیں جس میں آپ رہتے ہیں، ہم اور قرآنک بک فاؤنڈیشن کا ہر کارکن ایک عام اور بے نام سا انسان ہے جو اللہ کے حضور دعا گو رہتا ہے

راہ گم کردہ کو منزل کا پتہ دے شاہا!
میری بگڑی ہوئی تقدیر بنا دے شاہا!
جانے انجانے میں جو جرم ہوئے ہیں مجھ سے
میرے ان جرموں کی فہرست جلا دے شاہا!

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ط اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

محمد سرور خان

یکم جنوری 2015

(اے رسول! میری طرف سے میرے مومن بندوں سے)

کہہ دیجئے کہ اے میرے بندو! جن لوگوں نے اپنے آپ پر زیادتی کی

ہے اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا۔ (الزمر: 53)

اللہ کی رحمت سے بے ایمان لوگ ہی مایوس ہوا کرتے ہیں۔ (یوسف: 87)

کیا کرے گا اللہ تم کو عذاب دے کر!
اگر تم شکر گزار رہو اور اس پر ایمان لے آؤ۔ (النساء: 148)

اے میری قوم!

یہ دنیا کی زندگی تو چند روزہ فائدے اٹھانے کی چیز ہے

اس میں تو شک ہی نہیں ہے کہ آخرت ہی دارالقرار ہے۔ (المومن:39)

عربی شعر کا ایک مصرع

خیر جلیس فی الزمان کتاب

زمانے میں سب سے اچھا دوست کتاب ہے۔

ادارے کی شائع کردہ کتابیں

1۔ یہی تو اللہ ہے تمہارا رب ذٰلِکُمُ اللّٰہُ رَبُّکُمْ (تین ایڈیشن)
2۔ عقل سے کام کیوں نہیں لیتے؟ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (چار ایڈیشن)
3۔ میں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَالَا تَعْلَمُوْنَ
4۔ تمہارا نام مسلم ہے ھُوَ سَمّٰکُمُ الْمُسْلِمِیْنَ (تین ایڈیشن)
5۔ سوچنے والی قوم قَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ (دو ایڈیشن)
6۔ کیا ہو گیا ہے اس قوم کو؟ فَمَالِ ھٰٓؤُلَآءِ الْقَوْمِ (دو ایڈیشن)
7۔ قرآن: آسمانی منشور آزادی (حصہ اول) (دو ایڈیشن)
8۔ ہنستے ہو روتے کیوں نہیں وَتَضْحَکُوْنَ وَلَا تَبْکُوْنَ (دو ایڈیشن)
9۔ قرآن: آسمانی منشور آزادی (حصہ دوم) (دو ایڈیشن)
10۔ کیا تم دیکھتے نہیں؟ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ
11۔ اللہ رسول سے جنگ نہ کرو
12۔ جنت برائے فروخت
13۔ اے ہمارے رب! (قرآنی دعائیں) (تین ایڈیشن)

کتابیں ملنے کا پتہ: نیو الرحیم بک اسٹال دکان نمبر 33، رحیم آباد کالونی، نصیر آباد۔ بلاک 14 فیڈرل بی ایریا، کراچی، پاکستان فون: 021-3632-2123

قرآنک بک فاؤنڈیشن کی تمام آمدنی اللہ (قرآن) کا پیغام اللہ کے بندوں تک پہنچانے میں صرف کر دی جاتی ہے

ہم نے کہا تھا

ہم نے کبھی کہا تھا کہ ہم اپنی کتابوں کی قیمت کم سے کم رکھنا چاہتے ہیں تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ ہماری کتابیں پڑھ سکیں۔ قیمت کم رکھنے کی وجہ سے ہمیں کاغذ ہلکی کوالٹی کا لگانا پڑ رہا تھا جس کی وجہ سے پرنٹنگ بھی اچھی نہیں ہو رہی تھی۔ اچھا اور بہتر کاغذ تھوڑا مہنگا ہوتا ہے جس پر پرنٹنگ بھی اچھی ہوتی ہے۔ بہتر کاغذ اور اچھی پرنٹنگ کے لئے ہمیں اپنی کتابوں کی قیمت کم نہیں رکھ سکتے، آپ کی معلومات کے لئے عرض کر دیں کہ قرآنک بک فاؤنڈیشن اپنی شائع کردہ 70 فی صد سے زیادہ کتابیں پاکستان کے تعلیمی اداروں کی لائبریریوں اور قرآنی تعلیمات حاصل کرنے والے طلبا و طالبات اور دیگر خواتین و حضرات کو جو قرآنی تعلیمات میں دلچسپی رکھتے ہیں ان کو بغیر کوئی قیمت لئے دیتا ہے۔ ان کو بھیجنے کے لئے پیکنگ اور ڈاک کا خرچ Packing and Postage بھی ادارہ خود ادا کرتا ہے۔ اس کتاب کی قیمت اچھی کوالٹی کے کاغذ اور پرنٹنگ کی وجہ سے کچھ زیادہ ہے۔ ہماری آئندہ آنے والی کتابیں بھی تھوڑی زیادہ قیمت کی ہوں گی۔

ادارے کی پالیسی یہ ہے کہ قرآنی تعلیمات حاصل کرنے کا کوئی بھی شوقین جب ہم سے ہماری کتابیں طلب کرتا ہے تو ہم ان سے اپنی کتابوں کی کی قیمت نہیں مانگتے اگر کوئی ادا کرنا چاہتا ہے تو ہم کتاب پر چھپی ہوئی قیمت لے لیتے ہیں۔

محمد صفدر خان

ایڈیٹر اینڈ پبلشر

یکم جنوری 2015

ضروری معلومات

قرآن میں 114 سورتیں CHAPTERS ہیں۔ کچھ سورتوں کے دو نام بھی ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔ یہ نام آپ کو سعودی عرب اور پاک و ہند کے چھپے ہوئے قرآنِ کریم کے نسخوں یا اسلامی انسائیکلو پیڈیا جیسی کتابوں میں ملیں گے۔

9:	سورۃ التوبہ	یا	سورۃ براءۃ
17:	بنی اسرائیل	یا	الاسراء
35:	فاطر	یا	ملائکہ
40:	المومن	یا	غافر
41:	حٰمٓ السجدہ	یا	فُصّلت
76:	الدھر	یا	الانسان
81:	کوّرت	یا	التکویر
82:	الانفطار	یا	انفطرت
83:	المطففین	یا	التطفیف
84:	الانشقاق	یا	انشقت
94:	الانشراح	یا	الشرح
99:	الزلزال	یا	الزلزلۃ
111:	اللھب	یا	المسد یا تبت
112:	الاخلاص	یا	التوحید

قرآن پڑھتے وقت کہیں آپ کو سورت کا نام الاسراء ملے تو آپ سمجھ جائیے کہ یہ سورۃ بنی اسرائیل ہے۔ ایک ضروری بات یہ بھی یاد رکھیں کہ قرآن مجید کے مختلف نسخوں میں آیت کے نمبر کا فرق بھی ہوتا ہے لیکن آیات کی کل تعداد قرآن کے تمام نسخوں میں ایک ہی ہوتی ہے۔

حروفِ تہجی کے مطابق

قرآن مجید کی سورتوں کی فہرست

نمبر شمار	سورت کا نام	قرآن کے مطابق سورت نمبر
	الف	
1	آلعمران	3
2	الانعام	6
3	الاعراف	7
4	الانفال	8
5	ابراہیم	14
6	الانبیاء	21
7	الاحزاب	33
8	الاحقاف	46
9	الانفطار یا انفطرت	82
10	الانشقاق یا انشقت	84
11	الاعلیٰ	87
12	الانشراح یا الشرح	94
13	الاخلاص یا التوحید	112
	ب	
14	البقرہ	2

ضمیمہ

نمبر شمار	سورت کا نام	قرآن کے مطابق سورت نمبر
15	بنی اسرائیل یا الاسراء	17
16	البروج	85
17	البلد	90
18	البینہ	98
	ت	
19	التوبہ یا براءۃ	9
20	التغابن	64
21	التحریم	66
22	التکویر یا کورت	81
23	التین	95
24	التکاثر	102
	ج	
25	الجاثیہ	45
26	الجمعہ	62
27	الجن	72
	ح	
28	الحجر	15
29	الحج	22
30	حٰمٓ السجدہ یا فُصِّلت	41
31	الحجرات	49

ضمیمہ

نمبر شمار	سورت کا نام	قرآن کے مطابق سورت نمبر
32	الحدید	57
33	الحشر	59
34	الحاقہ	69
	د	
35	الدخان	44
36	الدھر یا الانسان	76
	ذ	
37	الذاریات	51
	ر	
38	الرعد	13
39	الروم	30
40	الرحمٰن	55
	ز	
41	الزمر	39
42	الزخرف	43
43	الزلزال یا الزلزلۃ	99
	س	
44	السجدہ	32
45	سبا	34
	ش	
46	الشعراء	26

ضمیمہ

قرآن کے مطابق سورت نمبر	سورت کا نام	نمبر شمار
42	الشوریٰ	47
91	الشمس	48
	ص	
37	الصّٰفّٰت	49
38	صٓ	50
61	الصّف	51
	ض	
93	الضحیٰ	52
	ط	
20	طٰہٰ	53
52	الطّور	54
65	الطلاق	55
86	الطارق	56
	ع	
29	العنکبوت	57
80	عبس	58
96	العلق	59
100	العادیات	60
103	العصر	61
	غ	
88	الغاشیہ	62

ضمیمہ

نمبر شمار	سورت کا نام	قرآن کے مطابق سورت نمبر
	ف	
63	الفاتحہ	1
64	الفرقان	25
65	فاطر یا ملائیکہ	35
66	الفتح	48
67	الفجر	89
68	الفیل	105
69	الفلق	113
	ق	
70	القصص	28
71	قٓ	50
72	القمر	54
73	القلم	68
74	القیامت	75
75	القدر	97
76	القارعہ	101
77	القریش	106
	ک	
78	الکہف	18
79	الکوثر	108

ضمیمہ

قرآن کے مطابق سورت نمبر	سورت کا نام	نمبر شمار
109	الکافرون	80
	ل	
31	لقمان	81
92	اللیل	82
111	اللھب یا المسد یا تبت	83
	م	
5	المائدہ	84
19	مریم	85
23	المومنون	86
40	المومن یا غافر	87
47	محمد	88
58	المجادلہ	89
60	الممتحنہ	90
63	المنافقون	91
67	الملک	92
70	المعارج	93
73	المزمل	94
74	المدثر	95
77	المرسلات	96
83	المطففین یا التطفیف	97

ضمیمہ

نمبر شمار	سورت کا نام	قرآن کے مطابق سورت نمبر
98	الماعون	107
	ن	
99	النساء	4
100	النحل	16
101	النور	24
102	النمل	27
103	النجم	53
104	نوح	71
105	النباء	78
106	النازعات	79
107	النصر	110
108	الناس	114
	و	
109	الواقعہ	56
	ھ	
110	ھود	11
111	الھمزہ	104
	ی	
112	یونس	10
113	یوسف	12
114	یٰسٓ	36

حَیٰوۃً طَیِّبَۃً (پاکیزہ زندگی)

جو کچھ تمہارے پاس ہے (ایک نہ ایک دن) ختم ہو جائے گا
اور جو اللہ کے پاس ہے وہ باقی ہے کبھی ختم ہونے والا نہیں
اور جن لوگوں نے صبر کیا (اور زندگی کی عارضی مشکلیں جھیل گئے) ہم
ان کو ان کے اعمال کا حسین بدلہ دیں گے۔
جو شخص اعمال صالحہ کرے گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت اور وہ ایمان بھی
رکھتا ہو تو ہم اس کو (دنیا میں) پاکیزہ زندگی بسر کرائیں گے
یعنی ان کی حیات، حَیٰوۃً طَیِّبَۃً ہو گی
اور (آخرت میں بھی) ان کے اعمال کا بہت حسین اجر دیں گے۔

(النحل: 96-97)

سال اشاعت: 2015ء

زر تعاون: =/200 روپے ISBN:978-969-8940-15-7

إِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ

اللہ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور ان کے اموال خرید لئے ہیں اور

اس کے بدلے میں ان کے لئے جنت (تیار رکھی گئی) ہے۔ سورۃ توبہ، آیت ۱۱۱

Quranic Book Foundation

ISBN 978-969-8940-15-7

9 789698 940157

Books for the promotion of Quranic Studies

A series of handbooks of the Divine Wisdom and the Quranic Laws

قرآنی اصول وقوانین پر عمل کرنے کے لئے ہمیشہ ساتھ رکھنے والی کتابیں